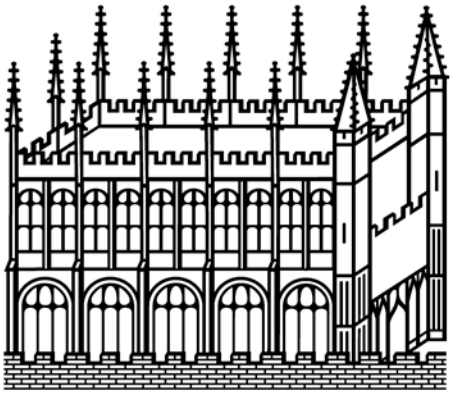


Bodleian Libraries

UNIVERSITY OF OXFORD

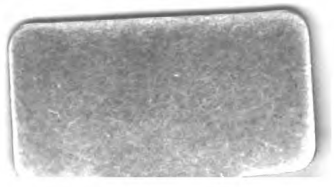
This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks



This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.



صاحب غزلیات وغیرہ۔
غنچۂ آرزو دیوان صبا۔ اُردو نظم میر و زیر صبا۔

کلیات نظیر اکبرآبادی۔ اُردو و منظومہ میان نظیر مطبع دہلی
دیوان ضامن۔ اُردو غزلیات حضرت سید ضامن صاحب۔

کلیات و دواوین فارسی

دیوان حافظ محشی۔ مشہور دیوان حافظ شیرازی کا ہے۔
ایضاً۔ محشی مطبوعۂ جدید بہت خوشخط طبع ہوا ہے
کاغذ گندہ ولاتی۔
ایضاً۔ کاغذ سفید گندہ۔
ایضاً۔ کاغذ رسمی حنائی۔
شرح دیوان حافظ۔ باجمل معانی و مصطلحات صوفیہ از مولوی صادق علی صاحب۔
کلیات حزین۔ یہ ایک مجموعۂ غرائب و نکات از طبع سخن آفرین شیخ محمد علی حزین۔ اس مجموعہ مین کتب ذیل شامل ہین۔ سوانح عمری حضرت مصنف۔ تواریخ سلاطین قصائد نعتیہ ائمۂ اطہار۔ دیوان و مثنویات صفیر دل و چمن انجمن و مثنوی خرابات فرہنگ نامہ تذکرۃ العاشقین وغیرہ۔
کلیات میرزا بیدل۔ اس کلیات مین چار کتابین ہین۔ نکات بیدل۔ رقعات بیدل۔ دیوان بیدل۔ عناصر بیدل۔
دیوان بیدل۔ اسکے حاشیہ پر نکات بیدل ہے اصل نسخہ قلمی بہت عمدہ ہم پہونچا تھا اسطی ملاحظہ شائقین کو طبع ہوا۔
کلیات سعدی شیرازی۔ حاوی رسائل مفصلۂ ذیل۔ دیباچہ کلیات۔ کریما۔ گلستان۔ بوستان۔ قصائد عربیہ۔ قصائد فارسیہ۔ مراثی۔ ترجیعات۔ طیبات۔ بدائع خواتیم غزلیات قدیم۔ صاحبیہ۔ مفردات۔ قطعات۔ رباعیات۔ مثنویات۔ مقطعات سطائبات۔ ہزلیات۔ خاتمہ۔
کلیات سعدی۔ مطبوعۂ جدید۔
دیوان مخفی۔ تصنیف مخفی رشتی۔ یہ استاد اہل زبان تھا رشت نام مقام کا ہے ولایت فارس مین جو نار اتفت ہین اوسکو کلام زیب النسا بیگم کہتے ہین غلط ہے تذکرون سے ظاہر ہے۔
دیوان خواجہ معین الدین چشتی۔ ایک نایاب بیاض صفت یہ تصنیف محض عنایت انیر دہی سے اس مطبع کو ملی تبرکاً طبع ہوئی۔

دیوان حضرت غوث الاعظم۔ شیخ محی الدین گیلانی مشہور بہ پیران پیر و پیر دستگیر۔
کلیات نظم غالب فارسی۔ عالیجناب مرزا اسد اللہ خان بہادر دہلوی کا کلیات نظم۔
دیوان غنی۔ تصنیفہ ملا محمد طاہر غنی۔
دیوان سوزون۔ سن سنانج خیالات عالیجناب راجہ رام نرائن صاحب۔
دیوان صائب۔ مشہور دیوان ہے۔
دیوان ناصر علی۔ منشی و شاعر یادگار زمانہ شاعرین ہے۔
قصائد مدحیہ نظام۔ عمدہ عمدہ قصائد فارسی و اُردو ہین۔
جوہر عظم۔ دیوان مرزا گل محمد خان ناطق بکرانی اور اوسکے ساتھ منشی جواہر سنگھ جوہر تخلص کا کلام فارسی شامل ہے۔
کلیات صائب۔ کامل از نسخۂ طبع مرزا محمد علی صائب تبریزی شاہیر شعرا سے۔
دیوان کشفی۔ مولوی سلامت اللہ مغفور کانپوری نظامی۔
دیوان ہلالی۔ مشہور استاد اہل زبان ہی مطبوعۂ مطبع نظامی۔
دیوان نوید ہی۔ فارسی غزلین مفید درس اطفال نوید ہی تخلص شاعر کی تصنیف مطبوعۂ مطبع اسدی۔
خیال بخودی۔ نہایت عمدہ مذاق کی کتاب از تصنیفات منشی ستیل سنگھ صاحب مرحوم نارستی بخود تخلص یادگار ہے۔
کلیات امیر خسرو دہلوی۔ مجموعۂ چار دیوان
دیوان تحفۃ الصغر۔ جو کلام صغر سن مین فرمایا۔
دیوان وسط الحیوۃ کلام جوانی۔ دیوان غرۃ الکمال جو کمال عمر چالیس برس مین فرمایا۔ دیوان بقیہ نقیہ جو کہ پیری مین تصنیف فرمایا۔
کلیات جامی۔ یہ کلیات ولایت کے خط کا پورا لکھا ہوا بہم پہونچا اسی سے نقل ہو کر چھپا۔

INDIAN INSTITUTE

مثنوی سعدین - تصنیف منشی انوار حسین صاحب سہسوانی تخلص تسلیم -

سرو و صنوبر - مولفہ سید امجد علی جویا جامع مناقب تاریخی -

مثنوی فرہنگ عشق - مصنفہ منشی طوطا رام مرحوم شاہجہانپور -

مثنوی دریائے حسن - مصنف ایضاً قصہ نہایت خوب ہے -

مثنوی جوہر عشق - مصنفہ منشی نصیر الدین احمد صاحب تخلص نصیر -

مثنوی معدن الفیض - در مدح پیغمبر صلعم بطور مخمس و مسدس ہے -

کلیات انشاء اللہ خان - یہ کلیات نتیجہ طبع عالی سید انشاء اللہ خان بہادر کا ہے اور یہ حضرت محمد بن نواب سعادت علیخان بہادر کے بڑے نامی گرامی شاعروں سے تھے -

کلیات نساخ - اس مجموعہ میں رسائل ذیل ہیں شاہد عشرت - سخن شعرا - اشعار نساخ - مرغوب دل - دفتر بیمثال - گنج تواریخ - چشمہ فیض - قند پارسی - زبان ریختہ -

قطعۂ منتخب - از مولوی عبد الغفور خانصاحب بہادر

قطعۂ منتخب - مولفہ مولوی عبد الغفور خان صاحب بہادر ایضاً -

رسالۂ زبان ریختہ - وجہ ایجاد زبان ریختہ کو لطف کے ساتھ جناب ممدوح نے مع نظائر اشعار اساتذہ تالیف کیا -

شاہد عشرت - مولفہ ایضاً -

سخن شعرا - ایضاً شعرائے متقدمین کا اردو تذکرہ ہے -

اشعار نساخ - جناب ممدوح کا دوسرا دیوان ہے

مرغوب دل - یہ مجموعہ فارسی رباعیات کا ہے -

دفتر بیمثال - دیوان اول - ایضاً -

گنج تواریخ - یہ کل تاریخیں جناب موصوف کی تصنیف سے ہیں -

سراپا سخن - مولفہ سید محسن علی مرحوم شعرای قدیم کا تذکرہ ہے -

دیوان بہار عرب - مولفہ مولوی حاجی محمد نذیر صاحب مصطفےٰ آبادی نعت رسول مقبول میں -

گلدستۂ سخن - شعرائے لکھنو وغیرہ کی غزلیں بطرح مشاعرہ میں جو اس مطبع میں دست بدست یک مولوی ابو الحسن صاحب کے بدل توجہ منشی مظفر علی خانصاحب اسیر ہوا تھا -

شمس الحقیقت - از منشی غلام محمد خانصاحب جنیر قصائد مدحیہ واسطہ بہادر والی سورٹھ اور قصیدہ حالی بمنظوم آخر میں -

گلشن فیض - قصائد مدحیہ از شیخ بہاء الدین صاحب بریلوی سرور - ایضاً اور آخر میں قصیدہ حاردہ میں نظم کیا ہے -

مثنوی حیرت افزا - و دیگر چند غزلیں چرکین کی از محمد قاسم لکھنوی -

مثنوی بلبلہ چرتر - تصنیف منشی جواہر لال صاحب کی ہے -

مثنوی مراۃ المسرفین - تصنیف حکیم عنایت حسین بریلوی -

مثنوی دلاویز - تصنیف رشید الدین احمد خان لکھنوی تخلص رشید -

مثنوی دریائے عشق - تصنیف جم جاہ عالیجناب حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ بادشاہ اودھ مسدس کریما - نظیر اکبر آبادی نے ابیات کریما کی تضمین کی ہے

کلید سخن - یونیورسٹی انٹرنس کورس کی شرح کلیات سودا - قصائد و مثنویات و دواوین وغیرہ ارطلام مرزا رفیع السودا -

دیوان واسطی - مصنفہ سید مولوی فضل رسول صاحب بہادر -

دیوان عاشق - مصنفہ پنڈت کنھیا لال صاحب تخلص عاشق -

چمنستان جوش - دیوان نواب احمد حسن خان

دیوان خواجہ میر درد - اردو بہ کلام شاعر صاحب باطن کا ہے مطبع اسدی -

مسدس ارم - تالیف مرزا محمد جعفر صاحب خلف اکبر مرزا ذبیر مغفور بطور ترجیع بند در مدح جناب امیر علی مرتضیٰ علیہ السلام -

شوکت عرب - تصنیف منشی غلام محمد خان جنیر کاغذ عمدہ -

نغمہ عندلیب - تالیف حکیم قطب الدین صاحب دہلوی تذکرہ شعرا بجواب گلشن بیخار -

دیوان بحر اسرار حقیقت - مصنفہ حضرت صل علی احمد صاحب در نعت خاتم المرسلین -

دیوان ہشیار - اردو بہ نظم و نثر منشی کبوکرام

خاتمۃ الطبع

بعد حمد و نعت کے سخن سرایان انجمن دانش و قافیہ سنجان نشیمن بینش پر پوشیدہ نہ رہے کہ موزونی طبع غریزی و خلقی ہے لاریب یہ امر منجملہ مواہبات غیبی ہے کہ ہر رنگ کا مضمون جو مبدأ فیاض سے سطح خاطر شاعر پر متشرح ہوتا ہے ہمرنگ استعداد و صلاحیت طبع سے نہال سخن اوسکا ثمر مراد لاتا ہے شاہین فکر شعرا کا کس درجہ تیز پرواز ہے کہ طائر مضمون تیز بازو کو بیک چشم زدن شکار انداز ہی ہرچند سخنگوئی کا کوچہ سخت دشوار گذار ہے لیکن عجب تر یہ بات ہے کہ بمقابلہ غزلیات دوسرے استاد کے اوسی وزن اور قافیہ مین کہنا نیا طرز گفتار ہے استاد نے نیا ڈھنگ ڈالا ہے نئے انداز اور نرالے رنگ کا کرشمہ شاعری کہا یا ہے سچ کہا ہے علی العموم ہر زبان اور کا حصہ نہین ہے کسی بے بہرہ کو اس سے بہرہ نہین ہے بلکہ جسکی طبع خداداد کو فیض خاص ہے اوسیکو اس منصب کا اختصاص ہے بارہ اندنون فیض باری سے ایک دیوان عجیب البیان کہ جسکی ہر غزل موزونی و شیرین بیانی مین لاثانی ہے جسنے ایک شعر سنا حلاوت پائی ناشناس بھی بول اوٹھے کہ صد آفرین ہے سبحان اللہ کیا کہنا کیسا کلام حلاوت بخش کام فرزبان اہل ذوق ہے جسکا نام دیوان مخزن شوق ہے کیون نہ واہ واہ استاد طلیق اللسان نخوشیوا زبان فکر ارجمند منشی ہرچند صاحب تخلص ہرچند کا کلام ہے کہ اس سخنگوی بیمثال نے برعی خوبی سے یہ دیوان ہشتم بجواب غزلیات حضرت ذوق دہلوی بترعات تعداد ابیات ہر غزل ہموزن اور اوسی قافیہ مین تصنیف فرمایا کہ ایکبہ کام مین غزلین حضرت ذوق مین اور دوسرے کام مین ہم جنب و مقابل اوسکی غزلیات مصنف صاحب شوق ہین انکی تصنیفات سے کتابین بہت ہین چنانچہ دیباچہ اس دیوان سے اونکی تمام و کمال کیفیت مبرہن ہے از انجملہ رسالہ شبنم نامہ آفتابی افسانہ غم۔ کشف الدقائق۔ رشک گلشن۔ واکثر غزلیات ہم غزل اساتذہ اردو گو کی فرمائی ہین اور دیوان مرتب کیے ہین مانند دیوان محبت مظہر بجواب غزلیات شاہ ظفر۔ دیوان بہار شفقی بجواب غزلیات میر تقی۔ دیوان مرغوب طبیعت بجواب غزلیات میان جرأت وغیرہ اس مصنف کامل الفکر کو اس سخنگوئی مین طرز خاص کی دستگاہ و ید طولے حاصل ہے اور سوائے اسکی مجموعہ محامد اوصاف کہنا چاہیے الحاصل دیوان سابق الذکر حسب فرمائش مصنف موصوف بصحت مطابق اصل بنبل توجہ بحر فتوت و مروت جناب منشی نولکشور صاحب دام قبالہ مطبع نامی مین بمقام لکھنؤ ماہ جون ۱۸۷۸ء مطابق ماہ جمادی الآخرہ ۱۲۹۵ ہجری بحسن خط زیور طبع سے آراستہ ہوا ایزد سخن آفرین اسکو حسن قبول عالم فرماوے بمنہ وکرمہ

قطعہ تاریخ شیام لال نبیرۂ ثانی مصنف

دیوان کہا ہے یہ خوب نو آئین
مضمون ہی اشعارون کا شیرین نگین
گل چین ہوا جب شاخ قلم سے کہا اونسے
یہ باغ محبت کا پھول سے رنگین

۱۸۷۷ء کل مصرعہ سے

مسمے منشی پرتھی نراین صاحب کی میرے حال پر عنایات ہین اور وہ ملازم سرکار انگریزی کے تحصیل قصبۂ سردھنہ مین تعینات ہین قابلیت و سخندانی مین کمال ہی انشاطرازی مین منشی بے مثال ہین اونھون نے یہ تاریخ تصنیف فرمائی جو ذیل مین تحریر پائی

چون آتش دیوان نے سرگرمی پائی
فصاحت نور ہوا و سمین سمائی
لکھی سن ہجری کی خامہ نے تاریخ
تجلی طور کی روشن دکھائی

۱۲۹۴ھ کل مصرعہ سے

تاریخ مصنف کی

کیا ہی دیوان شعلہ زن ہے یہ
برق کے بھی لیے جلن ہے یہ
گرم لکھتا ہے تفتہ دل تاریخ
شمع انجمن سخن ہے یہ

۱۲۹۴ھ کل مصرعہ سے

ایضاً تصنیف مصنف کی

چون برق یہ سرگرمی سی بس شعلہ فگن ہے
حسرت سے جا شمع کہ اوسکو بھی لگن ہے
تاریخ لکھی خوب یہ غواص قلم نے
دیوان یہ کب گوہر دریاے سخن ہے

۱۲۹۴ھ کل مصرعہ سے

کہی مثل گل رنگین تاریخ یہہ
بنا کیا ہی گلدستہ باغ ارم سے
۱۲۹۷ھ کل مصرعہ سے

ایضاً

کیا کہون اسکو خوش رطب ہے یہ
خرما سے کم لذیذ کب ہے یہ
سال ہجری کی یہ ہوئی تاریخ
نہین دیوان باغ عجب ہے یہ
۱۲۹۴ ہجری کل مصرعہ سے

تاریخ تصنیف نجتاور سنگہ

تصنیف سے جو دیوان طیار ہو چکا
تاریخ کے جو کہنے کا کچھ فکر مین کیا
تاریخ تین حرف مین خامہ نے یہ لکھی
دیوان بنا ہے اچھا (مرغوب دل ہوا)
۱۲۹۴ھ

ایضاً

دیوان ہوا ہے واقعی اچھا تصنیف
سنجیدہ سخن ازبس ہے دلچسپ لطیف
توحیداً تاریخ یہ خامہ لکھے یون
ہرگز کب کس سے کچھ ہوا اسکی تعریف
۱۲۹۴ھ کل مصرعہ سے

قطعہ تاریخ تصنیف برخوردار رنجیت رائے

نہین دیوان عجب ہے تختۂ چین
کھینچے اسمین ہزارون نقش رنگین
قلم نے کھینچا ہے یہ نقش تاریخ
پری خانہ بنا یا کیا نگارین
۱۲۹۴ھ کل مصرعہ سے

قطعہ تاریخ مہتاب سنگہ نبیرۂ مصنف

اندھیرا سا جو خانۂ دل مین تھا
ہوا نور سے اسکے وان چاندنا
قلم نے رقم کی ہے تاریخ خوب
یہ دیوان خورشید خوبی بنا
۱۲۹۷ھ کل مصرعہ سے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرمدھنی
جب کہا مرتا ہون وہ بولے مرا سر کاٹ کر	یار اور ہم دونون یکجا دیکھین باہم آئینہ
جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ہمسے سیکھ جائے	دیکھنا مونھ اور دکھانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
وان ہلی ابرو یہان گردن پہ پھیری ہمنے تیغ	وان ہلے لب یان زبان پر تیر اذکر خیر ہے
بات کا ایسا بھی پانا کوئی ہمسے سیکھ جائے	بن کہی یون بات پانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
ہمنے آمد اونکی از خود رفتہ ہو جاتی ہین ہم	سر کو مل جاتی ہین تا پائے نہ کوئی نقش پا
پیشوا لینے کو جانا کوئی ہمسے سیکھ جائے	کوی قاتل مین بھی جانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
ہمنے پہلے ہی کہا تھا تو کریگا ہمکو قتل	دیکھ دزدیدہ نظر سے ہی چورایا نقد دل
تیوریون کا تاڑ جانا کوئی ہمسے سیکھ جائے	چور کا بھی تاڑ جانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
جو سکھایا اپنی قسمت نے وگرنہ اوسکو غیر	مین سکھانا کسکا سیکھون خود سکھا سکھلا یا ہون
کیا سکھائیگا سکھانا کوئی ہمسے سیکھ جائے	اب مین کیا سیکھون سکھانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
کیا ہوا اے ذوق ہین جو مہ رو کمسیاہ	یہ تری اشعار ہر چند کیا ہی سب دلچسپ ہین
لیکن آنکھون مین سمانا کوئی ہمسے سیکھ جائے	دل مین ہر اک کے سمانا کوئی ہمسے سیکھ جائے

تتمہ

شکر خدا کا ہے کہ یہ دیوان موسومہ مخزن شوق بجواب غزلیات میان ذوق عرصہ ۲۰ روز مین تصنیف ہو کر بتاریخ ۲۳ ماہ - گست ۱۸۷۶ء مطابق سانون سدی پوہم بروز سلونون بخیریت تمام بمقام رای پور بقلم ہر چند رای مصنف کی تحریر سے اختتام ہوا اور جو تواریخ برخوردار الوپ سنگھ و برخوردار بختاور سنگھ کی نسبت دیوان ہذا کی کہی وہ ذیل مین تحریر کی

تاریخ تصنیف الوپ سنگھ

جو دیوان کی تعریف کرتا رقم ہے	تو حرفون سے گلریز شاخ قلم ہے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

بلند ہووے اگر کوئی میرا شعلۂ آہ
تو ایک اور ہو خورشید آسمان کے لیے
چلیں ہین دیر کو مدت مین خانقاہ سے ہم
شکست توبہ لیے ارمغان مغان کے لیے
وبال دوش ہی اس ناتوان کو سر لیکن
لگا رکھا ہی ترے خنجر و سنان کے لیے
بیان درد محبت جو ہو تو کیونکر ہو
زبان دل کے لیے ہے نہ دل زبان کے لیے
بنایا آدمی کو ذوق ایک جزو ضعیف
اور اس ضعیف سے کل کام دو جہان کے لیے

غزلیات تصنیف ہر چند سردھنی

مے ازل کے نہ سرگشتگان کو آسایش
ہمیشہ چرخ ہی مہ و مہر و آسمان کے لیے
تو ساقی مے پلا اوسکو کہ زور مستی سے
نشہ شباب کا ہو پیری مغان کے لیے
ہی سنگ پارہ مرا لخت دل تو اسپہ رگڑ
جو تیزی چاہیے مژگان کی سنان کے لیے
زبان سنبھال کے بولو نہ دو ہین دشنام
کیا بدزبانی ہوئی ہے مری زبان کی لیے
بقا ثبات نہ ہر چند اور کسی شے کو
سخن سے چھوڑون نشانی مین اس جہان کی لیے

۱۱

ابر تر آنسو بہانا کوئی ہمسے سیکھ جاے
غم سے رو آنسو بہانا کوئی ہمسے سیکھ جاے
برق مضطر بلبلانا کوئی ہمسے سیکھ جاے
درد دل سی تلملانا کوئی ہمسے سیکھ جاے
تیر و پیکان جنبی تھی دل مین دی ہمنے نکال
در شکون کی مژہ بھر بھر کے دامن دی گئے
اپنے ہاتھون گھر لوٹانا کوئی ہمسے سیکھ جاے
سیر چشم ہو گھر لوٹانا کوئی ہمسے سیکھ جاے
دیکھکر قاتل کو بھر لائی خراش دل مین خون
غنچے یون ہر دم کہین باد صبا سی ناز کر
سچ تو یون ہی مسکرانا کوئی ہمسے سیکھ جاے
اس چمن مین مسکرانا کوئی ہمسے سیکھ جاے
خط مین لکھوا کر انھین بھیجا تو مطلع درد کا
اسپہ وہ دل سی ملے ہو عرضہ شطرنج غم
درد دل بنا جتانا کوئی ہمسے سیکھ جاے
عشق کی بازی جتانا کوئی ہمسے سیکھ جاے
تیغ تو اوچھی پڑی تھی گر پڑی ہم آپ سے
شاخ نخل عشق کی پیوند کاری کر سکین
دل کو قاتل کی بڑھانا کوئی ہمسے سیکھ جاے
قطع کر کر پھر بڑھانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

مرے مزار پہ بسطح سے نہ برسے نور
کہ جان دی تری روے عرق فشان کے لیے
الٰہی کان مین کیا اوس صنم کے پھونک دیا
کہ ہاتھ رکھتے ہین کانون پہ سب اذان کے لیے
نہین ہی خانہ بدوشون کو حاجت سامان
اثاثہ چاہیے کیا خانۂ کمان کے لیے
نہ دل رہا نہ جگر دونون جل کے خاک ہوے
رہا ہے سینہ مین کیا چشم خون فشان کے لیے
نہ لوح گور پہ مستون کی ہو نہو تعویذ
جو ہو تو خشت خم مے کوئی نشان کے لیے
اگر امید نہ ہمسایہ ہو تو خانۂ یاس
بہشت ہے ہمین آرام جاودان کے لیے
وہ مول لیتے ہین جسدم کوئی نئی تلوار
لگاتے پہلے مجھی پر ہین امتحان کے لیے
صریح ہے چشم سخنگو تری کہے نہ کہے
جواب صاف ہی ہر طاقت و توان کے لیے
رہی ہے ہول کہ برہم نہو مزاج کہین
بجا ہی ہول دل اونکی مزاج دان کے لیے
مثال نے ہی مراجب تلک کہ دم مین دم
فغان ہی میرے لیے اور مین فغان کے لیے

غزلیات تصنیف ہرچند سرھنی

زمین جون چرخ ہو نور ستارون سے زیبا
جو قطرہ ریزی ہی روے عرق فشان کے لیے
مین جاؤن کیلیے ای شیخ تیری مسجد مین
کہ درد غم سے ہی نالہ مجھے اذان کے لیے
لگے یہ تیر نشانہ پہ ہے جون تیر قضا
اشارہ تیر ہے اس ابرو ی کمان کے لیے
ہوا ہی تختۂ گل دامان اشک رنگین سے
بہار گل کھلی ہے چشم خون فشان کے لیے
وہ بے نشان ہی نشان اوسکا کسطرح ڈھونڈون
ملے جو دل کرے کچھ پیروی نشان کے لیے
مزا کیا خضر نے پایا ہی طول عمری سے
کیون آرزو ہے دلا عمر جاودان کے لیے
ای سیم تن یہی جوہر ہے تیغ الفت کا
لے نقد سر کہ ہے موجود امتحان کے لیے
تپ فراق سے ضعف ہی تو کیا دل بیمار
یہ قرص داغ جگر طاقت و توان کے لیے
کیون جان لیتا نہ یہ حال عشق کا ہی مریض
مرض کا ہوتا مدرک جو نبض دان کے لیے
زمین پہ ہول ہی بیہوش ہو گرے گردون
ہی شور حشر مری سوزش فغان کے لیے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی
نہین ثبات بلندی عزو شان کے لیے		نہ نور مہر کو بخشا ہے عزو شان کے لیے
کہ ساتھہ اوج کے پستی ہے آسمان کے لیے		وہی روشنی ہی زمین اور آسمان کے لیے
ہزار لطف ہین جو ہر ستم مین جان کے لیے		فراق مہ رو مین غم ہے نصیب جان کے لیے
ستم شریک ہوا کون آسمان کے لیے		جو مہ ہی داغ بدل دنیا آسمان کے لیے
فروغ عشق سے ہی روشنی جہان کے لیے		ثبات مثل ہوا کب ہی اس جہان کے لیے
یہی چراغ ہے اس تیرہ خاکدان کے لیے		جون خاک کیون نہو بادی خاکدان کے لیے
صبا جو آئی خس و خار گلستان کے لیے		نہ دے ہی رخصت گر سیر گلستان کے لیے
قفس مین کیونکہ نہ پھڑکے دل آشیان کے لیے		قفس ہی کافی ہے صیاد آشیان کے لیے
سد تپش پہ تپش ہے دل طپان کے لیے		نصیب سوز جگر ہے دل طپان کے لیے
ہمیشہ غم پہ ہے غم جان ناتوان کے لیے		ہے آہ گر ناگران جان ناتوان کے لیے
حجر کے چومنے ہی پر ہے حج کعبہ اگر		جو سنگ در ترا کعبہ کا سنگ اسود ہے
تو بوسہ ہمنے بھی اوس سنگ آستان کے لیے		تو فرض چومنا ہو سنگ آستان کے لیے
نہ چھوڑ تو کسی عالم مین راستی کہ یہ شے		اب آؤ یار کہ پھر آئی عالم پیری
عصا ہی پیر کو اور سیف ہی جوان کے لیے		سنانا عیش کا ہی عمر نوجوان کے لیے
جو پاس مہر و محبت کہین یہان بکتا		وہ جان کا دشمن ہی دل دی کر دل بہ حسرت ہے
تو ہم بھی لیتے کسی اپنے مہربان کے لیے		نہ دل کا دینا ہوا ہاے مہربان کے لیے
خلش سے عشق کے ہی خار ہر بن تن زار		چلو تو ہاتھہ مین لے اوسکو ای دل بیمار
ہمیشہ اس تری مجنون ناتوان کے لیے		عصا ے آہ کی کافی ہے ناتوان کے لیے
تپش سے عشق کے یہ حال ہے مرا گویا		برادہ کی طرح کرتا ہے ریت کر چورا
بجاے مغز ہے سیماب استخوان کے لیے		ہوا ہے غم ترا سوہان استخوان کے لیے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی
جان شیرین بھی گئی اور نہ ملی شیرین بھی		شیرین لب ہو کی ترش رو کرے تلخی کی سخن
پوچھو فرہاد سے اس تلخی حسرت کی مزے		جانتا دل ہی مرا لذت حسرت کی مزے
ابر و باراں کے نہ کیوں لطف اوٹھائیں میخوار		کیون نہون باغ جہان مین گل و سبزہ سرسبز
کہ اوڑاتے ہین گنہگار ہی رحمت کی مزے		بارش ابر سے پاتے ہین جو رحمت کی مزے
ہی نمکپاش جو ہنس ہنس کی وہ لعل نمکین		سمجھا ہے کیا دل مجروح نے لب یار اوسے
لے رہا ہے دل مجروح جراحت کی مزے		لب شمشیر سے جو لے ہی جراحت کی مزے
کچھ جتاؤن جو محبت تو کہے ہے کہ تجھے		موت کا پائے مزا جو کہ مزا اسکا چکھے
دیکھ تو کیسے چکھاتا ہون محبت کی مزے		زہر غم سے بھری ہین کیا ہی محبت کی مزے
ذائقہ چاشنی عشق کا کامل ہو تو دین		وہ رہین کوئی گھڑی اور یہ تا مدت عمر
شادی وصل کی لذت غم فرقت کی مزے		لذت وصل سی فائق غم فرقت کی مزے
نہین جز بے مرگی کوئی مزا دنیا مین		کامیابی کی ملی لذت ہے ہشیاری مین
پر مزے دار بنا دیتی ہین غفلت کی مزے		غیر ناکامی رکھین اور کیا غفلت کی مزے
خنجر ناز نے کیا چاٹ لگائی دل کو		کیا بلایا لب شمشیر کو قاتل تو نے
چاٹتا ہون ٹ ہے لے کی جراحت کی مزے		چاٹتا دل ہی جو لب ہے جراحت کی مزے
بے مزاجی کو کرین لاکھ ترے ظلم و ستم		مزے پائے تھے کیا فرہاد نے جز تلخی غم
بھولنے کے نہین سہلے دغنایت کی مزے		چاکھی تا عمر نہ شیرین کے عنایت کی مزے
پھر پھٹا زخم کا انگور مبارک اے ذوق		پیے زہرابۂ غم اس مکیدہ مین جا شراب
دل زخمی کو ترے بادۂ عشرت کی مزے		کہنے ہرچند اوڑاتی ہین یان عشرت کی مزے

۱۱۸

مزے یہ دل کی لیے تھی نہ تھے زبان کے لیے	۲۶	بیان عشق نکرکب ہے یہ زبان کی لیے
سو ہمنے دل مین مزے سوزش نہان کی لیے		نہ آب اشک ہی اس سوزش نہان کی لیے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی
عشق ہی اے ذوق وہ کافر کہ جسکے ہاتھ سے		سیکڑون مذہب لکھے اپنے نہ ہر چند ایک عشق
شیخ صنعان سا مسلمان رند مشرب نہ بنے		عاشق ہو معشوق کا ہم مذہب و مشرب بنے
تجکو کچھ یاد بھی ہین پہلے وہ الفت کی مزے	۱۸	بوسہ دی دینے سے معلوم ہون الفت کی مزے
بے مزہ ہونے کے لطف اور شکایت کی مزے		ورنہ بے لطف ہو زبان جا کہی شکایت کے مزے
بے محبت نہین اے ذوق شکایت کی مزے		تلخ کامی سے نکیون ہو وین شکایت کی مزے
بے شکایت نہین اے ذوق محبت کی مزے		کرین مونھہ میٹھا نہ جب تک کہ محبت کے مزے
کھائے تو چے ہین ترے آکے جو سنگ اطفال		تلخ حنظل سے زیادہ کہین اوس حد کی بن
آئے مجنون کو ترے میوۂ جنت کی مزے		خوشکوار ہون نہ مجھے میوہ جنت کی مزے
لگتی مرچین سی کبابون کو ہین کیا کیا سنکر		سوز نالہ رکھے شوریدگی شور ابغم
دل بریان سے مرے سوز محبت کی مزے		دل ہی چکھتا ہے مرا شور محبت کے مزے
صرف ہر زخم جگر تا نہو صد کان نمک		بوسہ کشیرین مین فرہاد بتاتا تلخی
لوٹے گیا عشق مین اوس کان ملاحت کی مزے		چکھتا کر عشق مین اوس کان ملاحت کی مزے
ملت عشق مین ہو کاش تناسخ ہی سہی		پیے جب خون مرا لے مزا جاوے لب
کہ اوڑائین ترے سر باز شہادت کی مزے		جانے قاتل کا لب تیغ شہادت کے مزے
دیکھکر اوسکو گیا عالم حیرت مین تو مین		دیکھا جب آئینہ رو آئینہ حیرت مین ہوا
لیک ہین کیا کہون اوس عالم حیرت کی مزے		کب زبان ہے جو کہے عالم حیرت کے مزے
سجدہ مین پاے خم مے پہ ہی کس لطف سے مست		زاہدا اوس لب شیرین کا جو بوسہ لے تو
یون عبادت ہو تو زاہد ہین عبادت کی مزے		بھول جائے نہ رہین یاد عبادت کے مزے
غنچہ خندان ہو نکیون کر کے زر اپنا برباد		لے گیا تلخی حسرت کے سوا کیا قارون
کہ اوڑانے ہی مین دولت کے ہین دولت کی مزے		گرچہ دولت تھی ملی اوسکو نہ دولت کی مزے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

جام خالی بھی لگا موہ سے نہ کم ظرف کے ساتھ
ذوق کی ساتھ قدح ذوق سے پینا بھر کے

[۱۶]
میری خاکستر اڑی تھی جس سے گردون سب بنے
اوسمین کچھ اخگر جو باقی تھی سو وہ کوکب بنے
دل کو رکھدون اوس دم شمشیر پر گر ڈھب بنے
تا یہ قربانی صراط عشق پر مرکب بنے
خال اے گور شیہ رو رخ پر تمھارے جب بنے
تیرہ بختان محبت سوختہ کوکب بنے
عشق تعلیم نیاز و ناز یک جا کیونکہ ہو
گر نہ مجنون آن کر لیلی کا ہم مکتب بنے
جو نہون عقدہ بھی جون غنچہ تصویر وا
وائے قسمت وہ ہمارے عقدہ مطلب بنے
ہے سیہ کاری سی نامہ یان تلک اپنا سیاہ
روز محشر پر پڑے گر سایہ اوسکا شب بنے
سرمہ چشم کو اکب یون بنے ہے دود آہ
ایسا کاجل بن کہ جس سے اوسکا خال لب بنے
صحبت عیسا بنائے خر کو انسان کس طرح
تربیت سی واقعی نا اہل دانا کب بنے
موذیون کو حق ندی آنکھین کہ تا لائین بلا
عین حکمت تھی کہ محروم ابصر عقرب بنے

غزلیات تصنیف ہر چند بر ذہنی

نشہ عشق کی سرشاری جو چاہی ہر چند
جام چشمون سے مے اشک کو پینا بھر کے

۱۰
میرے ہی دود جگر سے ہین یہ گردون سب بنے
اور شرارہ جب پھونکے وہان کوکب بنے
یار کے ملنے کا میرے دیکھیے کب ڈھب بنے
چڑھ کے جاؤن اوسکو کوچے مین جو دل مرکب بنے
سو ہی رشک ماہ پیرایہ فشان کب بنے
برق جون ابرق تڑپ کر صورت کوکب بنے
سیکھ پائے وہ کہان لیلی شون کا علم عشق
گر نہ زندہ ہوے مجنون میرا ہم مکتب بنے
کیا کرون کرتا ہون جو تدبیر جائے بن بگڑ
گر خدا چاہے صنم کے وصل کا مطلب بنے
رشک خور کا روز فرقت روز ماتم ہو گیا
کب نصیب ہو روشنی جو شام غم سی شب بنے
ہو لبون کا اوسکے بوسہ کب ہی موہ کو نصیب
بوسہ لے داغ جگر گر اوسکا خال لب بنے
کھوتی ہے کیون چشم رو رو اپنا تو نور نظر
اشک کا دانہ ترا پانی کا موتی کب بنے
ہی شمارون کی جو جنبش سی وہ ہر دم بنش زن
ابروے پر خم نہ کیون حق مین مرے عقرب بنے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

کچھ سوز دل اپنا کسی دلسوز کے آگے
فرصت ہو تپ غم کے حراروں سے تو کہیے

سودا تو ہے گر دل کا شکار آن ادا پر
تو پہلے کچھ ان میر شکاروں سے تو کہیے

ان دانتوں کو کیا موتیوں سے کہتے ہو ہمتاب
موتی نہیں کچھ مال ستاروں سے تو کہیے

شانہ کا دل چاک پسند آپ کو آیا
یہ حال ذرا سینہ فگاروں سے تو کہیے

کہیے نہ تنک ظرف سے اے ذوق کبھی راز
یہ کہتا تمھیں کون ہے ہزاروں سے تو کہیے

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی

بیٹھے ہوئے اوٹھتے ہیں تپ غم کی بخارات
اے سوز یہ کچھ حال حراروں سے تو کہیے

تو صید دلوں کا کرے اے جان شکار ہے
جان بازی کا کچھ حال شکاروں سے تو کہیے

ہمتاب اگر ہو سکین تاروں سے تو کہیے

گل ناز نکرا نپے دل فگاری کے اوپر
یہ حال ذرا سینہ فگاروں سے تو کہیے

جو راز کی باتیں ہیں کہو یار سے ہر چند
یہ کہتا تمھیں کون ہے ہزاروں سے تو کہیے

۱۱۵

ساقیا عید ہے لا بادہ سے مینا بھر کے
ساقیا مے پلا اب مے سے لا مینا بھر کے

آ کہ ہے آشام پیاسے ہیں مہینا بھر کے
منتظر میکدہ میں بیٹھے ہیں مینا بھر کے

آشناؤں سے اگر ایسی ہی بیزار ہو تم
خوف ہے چشم پری گریہ کی پانی سے بھر کے

توڈبو دو انھیں دریا میں سفینا بھر کے
غرق ہو جاتا ہے پانی سے سفینا بھر کے

نہیں پروین کہ یہ ہیں حقہ پروین میں پلک
آیا جو گرمی سے ہے زلف کے بالوں میں عرق

لائے اوس عارض روشن سے پسینا بھر کے
ہے ستاروں بھری یہ رات پسینا بھر کے

روز اس گلشن خسار سے لیجاتے ہیں گل
آئے گر سیم بدن دولت دیدار اوسکی

اپنے دامان نگہ مردم بینا بھر کے
دامن مژگان میں لیں دیدۂ بینا بھر کے

خم پر جوش کے مانند چھلکتا ہے مدام
جام سبز فلک مانند مرا خون جگر

خون حسرت سے لبوں تک مرا سینا بھر کے
آگیا چشم میں جیسے کوئی سینا بھر کے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

دکھانا احوال اونکو اپنا یہ اونکی الفت کا امتحان ہے
کہ ہوگی الفت تو دیکھ لینگے نہوگی الفت نہ دیکھ لینگے

بلا سے گردانیال کا سا نہین ہے پاس اپنے فال نامہ
ہم اپنے نقطون سے داغ دل ہی کی فال دونہ دیکھ لینگے

ہلال کو دیکھین کیون فلک پر اگر ہے منظور عید ہمکو
تو اوسکی تیغ ستم کا دل مین لب جراحت نہ دیکھ لینگے

بہار باران کو کون دیکھے بغیر یاران ہی تیر باران
ہم اوسکی بدلا سرشک مژگان کی اپنی شدت نہ دیکھ لینگے

اگرچہ مین مر بھی جاؤن گا تو کہینگے جیتا ہی دم جرا یا
وہ جب تلک اپنے آستانہ پہ میری تربت نہ دیکھ لینگے

مجھے یقین ہی نہین دکھائینگے اپنے خسار لالہ گون کو
روان مری چشم تر سے جب تک وہ خون حسرت نہ دیکھ لینگے

یہ لوگ ناواقف محبت نہونگے واقف تپ دروں سے
کہ جب تلک شعل برق رگ رگ مین میری عشرت نہ دیکھ لینگے

خطا اوسکو دی بھی دیا جو قاصد نے ذوق دیگر کسیکا دھوکا
وہ خط نہ پہچان لینگے میرا مری عبارت نہ دیکھ لینگے

غزلیات تصنیف ہر چند سرخوشی

دکھائے اور کیا غم جدائی نہ دیکھنی چیز سب دکھائی
کسی مین دیکھی نہ آشنائی کیا انکی الفت نہ دیکھ لینگے

یہ زرد رنگی بہ رنگ زر ہی اور اشک خونین بھی لعل تر ہی
درم کا داغون سے ہی خزانہ یہ غم کی دولت نہ دیکھ لینگے

کیون گل کو دیکھین چمن مین جاکر جو سیر گل کا ہو شوق دلبر
خیال دل سے جگہ کا اپنی گل جراحت نہ دیکھ لینگے

کیون آتشین رنگ عذار دیکھین چمن مین کیون لالہ زار دیکھین
کیون سوز غم کی شرار دیکھین کباب کی شدت نہ دیکھ لینگے

ہی شوق دیدار تیرا دل مین رہین گی آنکھین کھلی اس مرگ
یقین نہ آئی تو امتحانا کیا کھول تربت نہ دیکھ لینگے

غم جدائی مین سہنا آفت کا جان یہ اونکو ہوگا باور
نکلتی دل سے نہ میری جب تک یہ آہ حسرت نہ دیکھ لینگے

تڑپنا دل کا دھڑکنا سینہ کا آئی اونکو یقین جب تک
وہ اپنے ہاتھون سے میری نبضین کی خوب سرعت نہ دیکھ لینگے

بدل گرشان خط کی ہر چند لکھون تو خط کو خط یہ دوری
کہ جب پڑھی خط کیا طور املا مری عبارت نہ دیکھ لینگے

۱۱۲ بحر خفیف

خوب رو کا شکایتون سے مجھے
کر نہ شاکی شکایتون سے مجھے

تو نے مارا عنایتون سے مجھے
کیجے شاکر عنایتون سے مجھے

کہتے کیا کیا ہین دیکھ تو اغیار
ہین حمایت پہ تیری میرے رقیب

یار تیری حمایتون سے مجھے
پر نہ ڈر کچھ حمایتون سے مجھے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

جب تک کہ سر ہی ساتھ ہی یہ سر کے ہو سو ہو
ہم اب تو سر پہ بار محبت اوٹھا چکے
کیا دیکھتا ہی تیغ نگہ ایسی اک لگا
قصہ تمام عمر کا اے پر جفا چکے
اب خاک کے ہین ڈھیر تو کیا اس خرابہ مین
پہلے تو ہم بھی خاک بہت سی اوڑا چکے
باز آیا دیکھنے سے نہ آتش رخون کی دل
سو بار آبلہ اسے آنکھین دکھا چکے
حاجت نہین ہی تیرے شہیدون کو غسل کی
قاتل وہ تیری ہاتھ سے خون مین نہا چکے
کیا مجھسے قسمت دل و جان پوچھتا ہی تو
دونون ہین اک نگاہ پہ اے دلربا چکے
ہیگا رواج خوب چلو میکدہ کو ذوق
چھوڑو کہین وظیفہ بہت پڑھ پڑھا چکے

غزلیات تصنیف ہرچند سرد ہنی

ہم پہلو ہو کے بیٹھا کہان اوٹھ کے چل دیے
کیا بیٹھے سانس در دجگر کو اوٹھا چکے
دیتا ہون نقد جان کو کر اسپہ فیصلہ
کہین معاملہ جفا کا ترے پر جفا چکے
ہو شمع رو پہ دل مرا پروانہ سان نثار
آخر کو جل بجھا وہ بہت گو اوڑا چکے
حسرت سے لوٹتا ہی جو کل فرش خار پر
کیا حسن کی بہار وہ گل کو دکھا چکے
دینا نہ بعد مرگ مجھے غسل دوستو
جیتے ہی آب اشک مین ہمتو نہا چکے
ایسی مصیبتین پڑین ہین بھر گیا ہی دل
جان لے جھگڑا جینے کا اے دلربا چکے
ہرچند درد عاشقی دل پر نہ لیجیے
دیوان درد گرچہ تمھین ہم پڑھا چکے

۱۱۱

ہوی وہ کب قائل قیامت جو تیرا قامت نہ دیکھ لینگے
۱۱ اے آئینہ رو ہو دل پہ آفت جو تیرا قامت نہ دیکھ لینگے
ہینگے رویت ہی بلکہ منکر جو تیری صورت نہ دیکھ لینگے
بجز کلان ہو زندگی کی بھی کچھ نہ صورت جو تیری صورت نہ دیکھ لینگے
ہین غرض کیا کہ جائینگے ہم حرم کو اے شیخ بتکدہ سی
کیا ہی اب اسنے عشق دلبر کہی غم رنج درد دل پر
یہین بتون مین خدا کا اپنے ظہور قدرت نہ دیکھ لینگے
جو ہو نہ مضطر ہی نہ صابر تو دل کی قدرت نہ دیکھ لینگے
نہ دیکھی کیسی کیسی آفت جہان مین ہمنے تمھاری باعث
اے چشم نم تو جو غمسے رو کر بہائی اشکون سی لعل و گوہر
اور آگے کیا کیا غم والم ہم تمھاری دولت نہ دیکھ لینگے
ہمیشہ یون ہی یہ سیم اور زر کیا تیری دولت نہ دیکھ لینگے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرور دھنی
مین تو اون آنکھون کی گردش کا بلا گردان ہون		ماہ رو جو مرا بے مہری سے بے مہر ہوا
کہ نہین تیری بھی وان گردش گردون چلتی		کون مدد کس سے کب ہو کوشش گردون چلتی
عمر طے کرتی ہو ہر دم سفر بحر فنا		جی تو چلتا ہے ترا یار کے کوچہ مین چلون
جسکو تو سانس کہے ہے دل مخزون چلتی		طاقت پا نہین کیون اے دل محزون چلتی
چلتی گو دیکھے ہو ساحل کو سوار کشتی		پاون سے پارا اوتر جائین سبکدوش دریا
پر حقیقت مین ہو کشتی سر جیحون چلتی		ہے ہوا دیکھہ لو یکسر جیحون چلتی
ذوق گل اور کوئی تازہ کھلا چاہتا ہو		چھوڑ دے عشق کو سر چند کہ بدنامی ہے
کہ ہوا باغ جہان مین ہے دگرگون چلتی		ہو زبانون پہ ترے بات دگرگون چلتی
۱۲۰		
جو دل قمارخانہ مین بت سے لگا چکے	۱۳	لگا لگا کے یار سے دل کو لگا چکے
وہ کعبتین چھوڑ کے کعبہ کو جا چکے		آئیگا کیا وہ جان سے ہم اپنی جا چکے
کیا خط مین مدعا لکھون اپنا کہ مدعی		قاصد مین خط لکھون ہون نہ لکھی جواب یار
پہلے ہی اونکو میری طرف سے بڑھا چکے		کب خط پڑھی عدو او سے پہلے پڑھا چکے
آنا بلا سے اوسکا قیامت سے کم نہین		ہو دم نزع آیا نہ ہمدم تو جائے دم
مرتے ہین انتظار مین اک روز آ چکے		کب انتظار سانس جو آنی تھی آ چکے
زہر اب بھی ہو بادہ تو کر لین گے نوش جان		لگا نہ اسکا چھوٹیگا ہو جان سے کب جدا
ساقی پیالہ سونگھہ سے ہم اتنو لگا چکے		اس درد ہجر یار کو دل سے لگا چکے
اچھا کیا وفا کی عوض تو نے کی جفا		اوس شعلہ رو کے کوچہ مین جل کر ہوی مین خاک
بس اب ستم نکر کہ کیا اپنا پا چکے		گم گشتگان دل کا پتا خوب پا چکے
یاد آیا یان کے آنے کا وعدہ اونھین تو کب		مہندی نہین لگائی ہے یہ کب لگی تجھے
جب رات کو وہ پاؤن مین مہندی لگا چکے		پانی مین آگ شعلہ رو تم تو لگا چکے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرخوشی
کیون ہمنے دیا دل تجھے او سنگدل اپنا	گھڑیال سا ہی ہر گھڑی نالہ جو لگا عشق
کم بخت ہم اوس سخت گھڑی کو نہین پاتے	تھی نحس گھڑی ہم اوس گھڑی کو نہین پاتے
وہ کون سا غم ہی جسے پاتے نہین دل مین	غم کھا کھا غم یار مین اک غم کا ہون پتلا
لیکن نہین پاتے تو خوشی کو نہین پاتے	حیف ہی دل غمگین مین خوشی کو نہین پاتے
لیتے ہین شب وصل مین ہم اونکی جو بوسے	جل خاک سیہ روہون کوئی مونھ نہ لگائی
وہ لب یہ سحر رنگ مسی کو نہین پاتے	مثل اپنے سیہ بخت مسی کو نہین پاتے
مین ایسا کہین گم ہون کہ یاران عدم بھی	مین عشق کی چل راہ وہ گمراہ ہوا ہون
گم ہو کے مرے گم شدگی کو نہین پاتے	رہبر بھی مری گم شدگی کو نہین پاتے
معلوم نہین اوسکے دہن ہی کہ نہین ہی	کانون سی سنین نام کمر آنکھون نہین دیکھی
اے ذوق ہم اس سر خفی کو نہین پاتے	ہر چند عیان سر خفی کو نہین پاتے

نبض تھمتی ہی کہان میری فلاطون چلتی	۹	بحر کی لہر نہ تیز ایسی فلاطون چلتی
ہی یہ ضعف اب تو کہ چوٹی بھی نہین یون چلتی		ہین تپ سوز سی نبضین جو مری یون چلتی
سہو پنجے کیونکر جبس ناقۂ لیلی کی صدا		حالت نزع ہوئی عشق مین لیلی وش کے
آج آندھی تری قسمت سی ہی مجنون چلتی		کوئی دم بھر مین مری جان ہی مجنون چلتی
کھول دی آنکھین دم ذبح نہ دیکھونگا تجھے		اک قدم ناز سے چل سر پہ مری احسان ہو
پر چھری اپنی تو گردن پہ مین دیکھون چلتی		حسن کب دیکھون تری چال مین دیکھون چلتی
جب مین دنیا سی چلا سر پہ یہ بولی حسرت		جب چلا تیغ کو لے ہاتھ مین قاتل بے قتل
تو اکیلا نہین ہمرہ تری مین ہون چلتی		بولی میری قضا اور کیا کرین مین ہون چلتی
دور کرنا لون کو سر پر سے کہی ہے لیلی		نام چلنے کا ہی پر ضعف سی کب نبض چلین
پر نہین کان پہ مجنون کے ذرا جون چلتی		گر چلین بھی ہی تو ہو معلوم کہ ہی جون چلتی

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی
اے ذوق ہے غضب نگہہ یار الحفیظ		ہر چند کب بچے کوئی سینہ سپر ہو گو
وہ کیا بچے کہ جس پہ یہ تیر قضا چلے		لیکر کہ جب وہ تیغ ادا جون قضا چلے
مرنے جو موت کے عاشق بیان کبھو کرتے	،	جو اوسکے حسن کی خوبی بیان کبھو کرتے
مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے		تو سن کے دید کی دیدہ بھی آرزو کرتے
غرض تھی کیا تری تیرون کو آب پیکان سے		ہون کشتہ تیغ نگہہ چشم کا تو تربت پر
مگر زیارت دل کیونکہ بے وضو کرتے		نماز پڑھنے کو طفل اشک بھی وضو کرتے
اگر یہ جانتے چین چنکے ہمکو توڑینگے		کیون پھرتے صحرا مین آہوی چین پریشان حال
تو گل کبھی نہ تمنائے رنگ و بو کرتے		جو تیری زلف معنبر کی آکے بو کرتے
یقین صبح قیامت کو بھی صبوحی کش		جو بادہ ساقی بلا دیتا پیتے بھر بھر جام
اوٹھین گے خواب سے ساقی سبو سبو کرتے		تو خالی میکدہ کے ہم خم و سبو کرتے
سمجھہ یہ دار و رسن تار و سوزن اے منصور		جو تیغ نگہہ پردہ نشین کا ہو تار خم
کہ چاک پردہ حقیقت کا ہین رفو کرتے		تو تار مژگان ہی سے اوسکو ہم رفو کرتے
عجب نہ تھا کہ زمانہ کے انقلاب سے ہم		نماز جو انی جو محراب ابرو مین ہوتی
تیمم آب سے اور خاک سے وضو کرتے		تو آب اشک سے اپنی ہی ہم وضو کرتے
سراغ عمر گذشتہ کا ڈھونڈھیر گر ذوق		کیا بحر حسن کو ہر چند اونھون نے دیکھا ہی
تمام عمر گذر جائے جستجو کرتے		پھرین حباب ہین ہر سو جو جستجو کرتے
ہم تمنا عدو اپنا کسیکو نہین پاتے	،	ہم جان کا امان دہ کسیکو نہین پاتے
تم پاتے ہو ہمکو تو چھری کو نہین پاتے		جلاد کیا صیاد چھری کو نہین پاتے
غنچہ ترے غنچہ دہنی کو نہین پاتے		غنچے بھی تری خوش دہنی کو نہین پاتے
ہنستے ہین مگر تیری ہنسی کو نہین پاتے		گل کیا ہنسین وہ تیری ہنسی کو نہین پاتے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

سُنا کرتے تھے شہرہ ذوق جنکی پارسائی کا
وہ سب یار خرابات اپنے نکلے ہمنشین نکلے

غزلیات تصنیف ہرچند سرد ہنی

کہو یہ درد دل ہرچند ہر دم دردمندی سے
کہ مجھسا ڈھونڈھنے پر بھی نہ کوئی ہمنشین نکلے

لیتی ہی دل جو عاشق دل سوز کا چلے
تم آگ لینے آئے تھے کیا آگ کیا چلے
اے غم مجھے تمام شب ہجر مین نہ کھا
رہنے دے کچھ کہ صبح کا بھی ناشتا چلے
بل بے غرور حسن زمین پر رکھے نہ پاؤن
ہر ذرہ پر نہ ملے نقش پا کا کھوج
مانند آفتاب وہ بے نقش پا چلے
کیا پیچ لے گلی سے تری ہم کہ جون نسیم
آئے تھے سر پہ خاک اوڑانے اوڑا چلے
افسوس ہی کہ سایہ مرغ ہوا کی طرح
ہم جسکے ساتھ ساتھ چلین وہ جدا چلے
قاتل جو تیری دل مین رکاوٹ نہو تو کیون
ترک رک کے میرے حلق پہ خنجر ترا چلے
آلودہ سرمہ سے نہوئی چشم مین نگاہ
دیکھا جہان سی صاف ہی اہل صفا چلے
کیا دیکھتا ہے ہاتھ مرا چھوڑ دی طبیب
یان جان ہی بدن مین نہین نبض کیا چلے
لیجائین تیرے کشتہ کو جنت مین بھی اگر
پھر پھر کے تیرے گھر کی طرف دیکھتا چلے

نالہ فلک کو گر دل جان سوز کا چلے
پس پا ہو تھک کی برق تو ہمراہ کیا چلے
ای غم نہ خون ہی آنکھون مین تار عنکبوت
کھانا تو کیا کہان ترا کچھ ناشتا چلے
سر مارے کوئی پر نہ ملے نقش پا کا کھوج
دل میرا اوسکے کوچہ مین بے نقش پا چلے
گو ہی کھلاڑی یار اوڑا یا کہان پتنگ
تھا چکیون مین تکوا اوڑانا اوڑا چلے
ہوتا کہان ہے روز مصیبت مین کوئی ساتھ
سایہ گو ساتھ رہتا ہی لیکن جدا چلے
کچھ تو مری طرف سے رکاوٹ رکھی ہی ہو
خط لکھتی وقت رک کی جو خامہ ترا چلے
اکدم مین صاف کرتی ہی سو عاشقون کا سر
تیغ نگاہ یار کی کیا ہی صفا چلے
نکلا نہ خون جو فصد مین جراح یہ سمجھ
اب ضعف سے نہ دم چلے ہی خون کیا چلے
دل کو ہی خوف جان کوے قاتل مین جا اگر
آگے کو پیچھا پھر پھر وہ دیکھتا چلے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی
تو مرے حال سے غافل ہے پر اے غفلت کیش	چشم سیگونی تری دیکھ کے جو غافل ہون
تیرے انداز تغافل نہین غفلت والے	حشر کو بھی نہون ہشیار وہ غفلت والے
ناز ہے گل کو نزاکت پہ چمن مین اے ذوق	نگہہ یار یہ ہر چند کہے آنکھون سے
اسنے دیکھا ہی نہین ناز و نزاکت والے	مجھہ سے دیکھین ہین کہین ناز و نزاکت والے
تہین ترگان پر خون خار غم تھی دلنشین نکلے	اوبھارے سے شاور آہ کی اے دلنشین نکلے
جنون یہ نیشتر کیسے کہین ڈوبی کہین نکلے	کہین ڈوبے تھی بحر غم مین ہم جا کر کہین نکلے
عدوی نیشن ن کی گھر سے میرا مہ جبین نکلی	ہوا ہی جا گزین دل مین یہ عشق مہ جبین نکلی
الٰہی برج عقرب سے قمر جلدی کہین نکلے	عذابون سے چھٹی جان حزین تن سے کہین نکلی
چھٹے کیا ہمسے شوق حسن گندم گون کہ گندم پر	مرا وہ غیرت مریخ آکی طیش مین جسدم
ہماری جدا مجد چھوڑ کر خلد برین نکلے	تو ڈر کر مہر بھی لرزان سر برج برین نکلے
ترے انداز سے سو سو طرح کی ناز ہون پیدا	چلین او سکی جلو مین کیون نہ جان و دل نکل تن سے
تری ہر ناز پر سو سو کا دم اے نازنین نکلے	نزاکت سے جو با ناز وادا وہ نازنین نکلی
پری جا کر بنی دنیا سی بھی گر ڈھونڈھو دنیا مین	پس مردن اثر پیدا ہو دل کی بیقراری کا
تو خاک خاک آدم سے نہ چپٹا بھر زمین نکلی	ہو مضطر تلملا زیر کمر سے بھی زمین نکلے
خدا وی دور بینش اور اس چشم تصور کو	جو کاخ حسن کو دیوار کے روزن سے تاکین مین
کرا لاکھون کام اس سی دور کی بی دور بین نکلی	ہماری دور بینی مین یہ دیدہ دور بین نکلی
تصور اوس لب شیرین کا آجاوی اگر دل مین	کبھی اوس شیرین لب اوپر مگس اوڑ کر کی بیٹھی
تو آنسو ہو کے شربت خون ہو کر انگبین نکلی	لعاب اوسکی دہن کا اب تلک ہوا نگبین نکلے
مری دل مین جو حسرت ہی نکالون مین کہان اوسکو	مری اس چشم تر رو رو بہائی اسقدر دریا
نہ وہ زیر فلک نکلی نہ وہ زیر زمین نکلے	جو کھود و سوت جاری آب کا ریز زمین نکلی

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

کس مرض کی ہین دوا یہ لب جان بخش ترے
جان بلب ہین تری آزار محبت والے
حرص کے پھیلتے ہین پاؤن بقدر وسعت
تنگ ہی رہتی ہین دنیا مین فراغت والے
ہاے رے حسرت دیدار مری ہای کو بھی
لکھتے ہین ہاے دو چشمی سی کتابت والے
نہین جز شمع مجاور مرے بالین مزار
نہین جز کثرت پروانہ زیارت والے
نہ ستم کا کبھی شکوہ نہ کرم کی خواہش
دیکھیے تو ہم بھی ہین کیا صبر و قناعت والے
کیا تماشا ہی کہ مثل ہمہ نو اپنا فروغ
جانتے اپنی حقارت کو ہین شہرت والے
دل سے کچھ کہتا ہون مین مجھسے ہی کچھ دل کہتا
دونون اک حال مین ہین رنج و مصیبت والے
تو جو آجائے تو اے درد محبت کی دوا
میرے ہمدرد ہون بیدرد نصیحت والے
چھوڑ دیتے ہین قلم جون قلم آتش باز
میری شرح تپش دل کی کتابت والے
کبھی افسوس ہے آتا کبھی رونا آتا
دل بیمار کے ہین دو ہی عیادت والے

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی

عشق مین دل نہ لگا دل سی نہ چھوٹین غم و رنج
جان سے بیزار ہون آزار محبت والے
شوق بوسہ کی نہ وسعت دہن یار سی پوچھیے
تنگ دل سی نکرین بات فراغت والے
یہ تو وہ نکتہ ہے کب معنی کہنہ سنجے
نقطہ کیون خال کو لکھتے ہین کتابت والے
خانۂ چشم صنم کعبہ ہے میرا و اللہ
پھر تو مژگان کو کہون کیون نہ زیارت والے
ہجر یار مین رہتے ہین دل و جان مضطر
صبر و ہوش گئے تھے جو قناعت والے
آہ و نالے نہ نکلتے تو نہ رسوا ہوتے
ہین لب و موئہ و زبان عشق کی شہرت والے
عشق مین تو نے ابھی پایا نہین رنج دلا
جان سے جاتی رہے اسکی مصیبت والے
مین تو دیوانۂ عشق ہون نہ کسیکی سنون مجھے
سمجھون دیوانے مین مثل اپنے نصیحت والے
بعینہ وصف تری چشم کا کیا لکھے کوئی
چشم کی جاے لکھین عین کتابت والے
رہین سب دور نہ آئین دل بیمار کے پاس
درد و غم حسرت و ارمان ہین عیادت والے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

لے وام داغ دل سے مری سوزش آفتاب
وعدہ پہ روز حشر کے پر کون اودھار دے
بے فیض گر ہی چشمۂ آب بقا تو کیا
مانگو تو ایک قطرہ نہ آئینہ وار دے
عاشق نہ بدلے انجم گردون سے اپنی اشک
مالا ای لعل لب دُرِ اشکون سے لے بنا
کیون کوڑیون کے مول دُرِ شاہوار دے
تیرے گلے کو زیب دُرِ شاہوار دے
پشمہ سے سیکھے شیوۂ مردانگی کوئی
اوٹھ بیٹھون جی کی جی کی کرون بات چیت کچھ
جب قصد خون کو آئی تو پہلے پکار دے
وہ عیسا گر لحد پہ مجھے آپکار دے
اس جبر پر تو ذوق بشر کا یہ حال ہے
ہرچند جا ملون نہون مل کر کبھی جدا
کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے
ملنے کا گر صنم کے خدا اختیار دے

غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی

یہ وہ قرض ہی لے کے نہ عشاق دی سکے
گر یار شب وصل مین بوسے اودھار دے
رہ جائیگا یہ دیکھ دکھانا ہی دیکھ لو
موتھ تیرا صاف ہے دکھا آئینہ وار دے
مالا ای لعل لب دُرِ اشکون سے لے بنا
تیرے گلے کو زیب دُرِ شاہوار دے
اوٹھ بیٹھون جی کی جی کی کرون بات چیت کچھ
وہ عیسا گر لحد پہ مجھے آپکار دے
ہرچند جا ملون نہون مل کر کبھی جدا
ملنے کا گر صنم کے خدا اختیار دے

۱۷ کیا غرض لاکھ خدائی مین ہون دولت والے
کام کر سکتے ہین ایسا کہان دولت والے
اونکا بندہ ہون جو بندی ہین محبت والے
دل کو تو بس مین کرین صرف محبت والے
چاہین گر چارہ جراحت کا محبت والے
لیتے جراح سے مرہم نہ محبت والے
بھیجین الماس و نمک سنگ جراحت والے
لخت دل نیش لگاتے جو جراحت والے
گئے جنت مین اگر سوز محبت والے
جانا چاہین مین جو وہان انکا یہ محبت والے
تو یہ جانور ہے دوزخ ہی مین جنت والے
پائے بوس ہون سر الطاف سے جنت والے
ساقیا ہون جو صبوحی کے نہ عادت والے
چشم میگون کی نشہ کے ہین جو عادت والے
صبح محشر کو بھی اوٹھین نہ ترے متوالے
بے خبر ہستی سے مستی مین وہ ہون متوالے
رہے جون شیشۂ ساعت وہ مکدر دونون
رشک آئینہ رخ صاف مری یار کا ہے
کبھی مل بھی گئے دو دل جو کدورت والے
دیکھ سکتے ہین کہان اوسکو کدورت والے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

خنک دلون کی اگر مشت خاک و رخ مین
پڑے تو واقعی اکسیر آگ داب تو دے
پہونچ رہونگا سر منزل فنا اے ذوق
مثال نقش قدم کر نے یا تراب تو دے

۱۳
تو آنکھ مین نہ سرمہ و نبالہ دار دے
مفتون چشم کو یونہین اک تیر مار دے
چھلا نہین تو چھلے کا گل اے نگار دے
کچھ تو نشانی اپنی مجھے یادگار دے
دشنام ہو کہ وہ ترش ابرو ہزار دے
یان وہ نشے نہین جنھین ترشی اتار دے
کیا خاک تجھپہ جان کوئی جان نثار دے
مٹی تلک نہ جب تری دل کا غبار دے
جولان سمند ناز کو اے شہسوار دے
تو سرمہ چشم ماہ مین میرا غبار دے
ایسا نہو کہ آتے ہی آتے جواب خط
قاصد جواب زندگی مستعار دے
کرتا ہے یون فغان دل امید وار وصل
جیسے اذان بلند کوئی روزہ دار دے
ای شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
ہنسکر گزار یا اسے رو کر گزار دے

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی

تو آفتاب جہانتاب حسن عالمگیر
جہان کو نور کے سایہ مین اپنے داب تو دے
ای طفل اشک کر ہر چند چلین تری کی راہ
ای چشم تر گان یہ اب کر نے یا تراب تو دے

۱۳
پردہ تو اپنے مونھ سے اوٹھا پردہ دار دے
آنکھین ملا کے تیر نظر دل مین مار دے
دل کو چھلے چھلا وا سا چھلا نگار دے
چھل بل دکھائیگا مجھے یہ یادگار دے
دامن گو بادبانی کو مژگان ہزار دے
کب یار بحر حسن کی غم سے اوتار دے
آئینہ رو کیا جان کوئی جان نثار دے
کیا دیگا تو جو دے بھی تو دل پر غبار دے
جولانی اسپ نگہہ کو اے شہسوار دے
چشم عدو مین ڈال اڑتی گرد غبار دے
آنے کا کوئی دم ہی جو جانان کا انتظار
ورنہ جواب جان سے تن مستعار دے
گر مرغ دل ہی باندھنا فتراک مین تجھ
ای گل نہ پھول دل مین کوئی دن گذار دے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی	غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی
بجھیگا سوز دل اے گریہ یہ مین آب تو دے	اے عشق تشنہ ہون اشکون کا مجکو آب تو دے
وگرنہ ہے آگ مین دنیا یونہین عذاب تو دے	نہین تو آتش غم سے جلا عذاب تو دے
گذرتے گریہ مری سر سے اپنا آب تو دے	اے درد دل مجھے رونے سے اتنا آب تو دے
کہ سرپہ چرخ بھی دکھلائے جون حباب تو دے	دکھائی سیل مین سر جسکی جون حباب تو دے
کھلی ہے ناز سے گلشن مین غنچہ نرگس	الٰہی دیدۂ بے خواب مین دکھا وہ خواب
ذرا دکھا اوسے تو چشم نیم خواب تو دے	دکھائی خواب مین وہ چشم نیم خواب تو دے
بلا سے آپ نہ آئین پر آدمی اونکا	دکھائی کی حسن وہ سیمابی ایک چشم مجھے
تسلی آکے مجھے وقت اضطراب تو دے	دل فسردہ کو میرے کچھ اضطراب تو دے
صبا بگولا بنے اس اسیر زلف کی خاک	ہوا ہون کا کل پیچان کے عشق مین یکسر
کہ بعد مرگ بھی معلوم پیچ و تاب تو دے	ہوا سے خاک لحد مجکو پیچ و تاب تو دے
بلا سے کم نہو گریہ سہی سہی اسوز جگر	بیک شرار جلین سیکڑون کی خرمن ہوش
بجھا پہ اونکی ذرا آتش عتاب تو دے	شرر فشانی یہ گر آتش عتاب تو دے
شکار بستۂ فتراک کو ترے مقدور	ہو پائمال اوڑین خاک سان دل عشاق
ہوا نہ یہ بھی کہ بوسہ سر رکاب تو دے	سمند ناز کی جب پا سر رکاب تو دے
نشے مین ہوش کسی جو گنے حساب کرے	اے سوز سینہ کرون کیا ترا حساب کتاب
جو تجکو دینے ہین بوسے بلا حساب تو دے	جگر پہ داغ جو دینے ہین بے حساب تو دے
جواب نامہ نہین گر تو رکھدو نامۂ یار	ہزار بار مین پوچھون ہون ایکبار تو بول
جو پوچھین قبر مین عاشق سے کچھ جواب تو دے	زبان کیا مونھ مین نہین مجکو کچھ جواب تو دے
رکھی ہے حوصلہ دریا یک اہل ہمت کا	اے بحر ناز نہین ہے یار بہرے نوشی
نہین یہ اتنا کہ بھر کاسۂ حباب تو دے	تو اوسکے ہاتھ مین اک کاسۂ حباب تو دے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

عدو آتا ہی بنکر نامہ بر لکھا نصیبون کا
کرینگے لیکے خط کیا مدعی سے مدعا سمجھے

مجھے آتا ہی رشک اوس رند پر آشام پر ساقی
نہ جو دیوے نہ کاندھے پر جو خود مینا صفا سمجھے

نہ آیا خاک بھی رستہ سمجھ مین عمر رفتہ کا
مگر سمجھے تو داغ معصیت کو نقش پا سمجھے

خبر سنتے ہی قاصد سی ہوی ہم بے خبر بالکل
ترے پیغام کو گویا کہ پیغام قضا سمجھے

نحوست بھی سعادت ہوگئی سودے مین زلفون کے
گلیم تیرہ بختی سر پہ ہم ظل ہما سمجھے

کٹی وہ کار ہمنے پنجۂ تقدیر کو سونپا
خرد کے تیز ناخن ناخن انگشت پا سمجھے

بلا اوس زلف کی مصرعہ مین ہی مضمون پیچیدہ
اوسی سے یہ کھلے جو معنی ناز و ادا سمجھے

ہوا نے زلف کو چھیڑا اور اپنا دل لرزتا ہی
کہین ایسا نہو دی ہمسے وہ کافر ادا سمجھے

سمجھ ہی مین نہین آتی ہی کوئی بات ذوق اوسکی
کوئی جانی تو کیا جانی کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی

تجھے سمجھاؤن کیا خامہ سمجھکر ایسا خط لکھ تو
دل بیجان کا جو مضمون سے کچھ وہ مدعا سمجھے

اگر آئینہ دیکھے روے صافی یار کا میرے
ہر آئینہ وہ اپنے مونھ سے اوسکا مونھ صفا سمجھے

ہوا وحشت زدہ دل جبکہ دیکھا ایک چشم اوسکو
تو چشم آہو سے ہم چشم اوسکا نقش پا سمجھے

ہونا فرمانی اوس سی کب نوشتہ لوح قسمت ہے
خط فرمان بری کو تیرے فرمان قضا سمجھے

نصیب ہے بادشاہی کیون نہ ہمکو ملک رحشت کی
بسر داغ جنون کو تیرے ہم ظل ہما سمجھے

مرے مہ رو سے کب خجے رشید ہو یکدست ہم پنجہ
مہ نو آپ کو اک ناخن انگشت پا سمجھے

بلا اوس زلف کی مصرعہ مین ہی مضمون پیچیدہ
تری اک خال کے نکتہ مین بھی نکتہ ہزارون ہین

سمجھ ایسی کسی جو معنی ناز و ادا سمجھے
ہزارون فتنے کی فتنہ گری ہی اک ادا مین ہے

تو اوس چشم فسون گر کی کوئی کب تک ادا سمجھے
سمجھ سر چند ہی تیری بی سمجھ سمجھے نہ سمجھائی

تو معنی زلف کی مصرعہ کی سمجھاؤ کہ کیا سمجھے

۱۰۲

۱۳ کہان تک کہون ساقی کہ لا شراب تو دے
دلا بدیدۂ پر خون پلا شراب تو دے

ندی شراب ڈبو کر کوئی کباب تو دے
وگرنہ لخت جگر کا بھنا کباب تو دے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

وہ ہمسے خاکسارون کو جب اپنا خاک پا سمجھے
ہم اپنی خاکساری اُنکے حق مین کیمیا سمجھے
تری کشتہ جیون خواب عدم سے یک بیک چونکی
مگر شور قیامت کو تری آواز پا سمجھے
نسیم صبح گلشن مین اگرچہ ہو دم عیسا
ترا بیمار غم تجھ بن سموم جانگزا سمجھے
رواں ہوتا ہے اس بستان سے اسکی کاروان گل
چٹکنے کو صبا غنچہ کی آواز درا سمجھے
ہوئی رخصت نظر کو میری جانب کیون تغافل سے
اسی بھی آپ کیا میرا ہی بخت نارسا سمجھے
حساب اصلا نہ پوچھ مجھ سے میری دلکی زخمون کا
حساب دوستان در دل اگر وہ دلربا سمجھے
اگر دل کو نکالا چیر کر پیکان تو رہنے دو
کہ عاشق اپنے پہلو مین اسیکو دل کی جا سمجھے
کرے آہ رسا میری جو سیر عالم بالا
فلک کو بھی یونہین اک آبلہ سا زیر پا سمجھے
ہنسے ہے زخم دل تدبیر پر جراح کے کہدو
انہین ٹانکی نہ سمجھی خندۂ دندان نما سمجھے
محبت سے ذرا گر موم ہو اوس دل شکن کا دل
دل شکستہ میرا اپنے حق مین موم یا سمجھے

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی

جو اپنے آپ کو ہر ایک کا ہم خاک پا سمجھے
تو بن بوٹی کی گویا یہ بنی اک کیمیا سمجھے
تری آنکی کی دھوکی مین جگے ہم رات بھر لون ہی
کسی کے پاکی آہٹ سُن تری آواز پا سمجھے
نہ سمجھین میکدہ کو غمکدہ کیون تلخ عیشی سے
جو شیرین مری اوس ساقی کی زہر جانگزا سمجھے
بجے بت خانہ مین پھر گت بجانا چھوڑ دی ناقوس
مرے گریۂ غم کو وہ بت بانگ درا سمجھے
رسائی یار تک ہوتی نہین ہے ہای حسرت ہے
اسی سے اپنی بخت بد کو بخت نارسا سمجھے
کرے ہے دل کو لیکر کب کسی کی پھر وہ دلداری
طریقہ دلبری کا کچھ کہان وہ دلربا سمجھے
ای سوز غم تو رکھہم چشم مین بہلین کہ دل میرا
کھلانے کے لیے طفل اشک کو طفلون کی جا سمجھے
لگا تکلیف دینے سر بسر دل مین کھٹکتا ہے
تو عشق اوس گلشن خوبی کو خار زیر پا سمجھے
انارون نے چمن مین دیکھی دندان نار پستان سے
خوشی سے اونکا ہم یہ خندۂ دندان نما سمجھے
دل شکستہ کر تن مین جو ائی ہے توانائی
لب شیرین کے بوسہ کو نکیون وہ مومیا سمجھے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

قاصد تو کب آتا ہی پر پیک اجل نے بھی
جان جاے کوئی دم مین جانی نہین آیا

بان آنے مین یا قسمت کیا دیر لگائی ہے
ہر دل پہ مرے حسرت کیون دیر لگائی ہے

ای ذوق شہید اوسکو کرتے ہین کئی عاشق
ہر چند تو چل تار پہ آئین نہ کہین غیر

کرنی ہے اگر سبقت کیا دیر لگائی ہے
چلنے مین کرو سبقت کیا دیر لگائی ہے

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی

۲۷

تری کوچہ کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجھی
مریض عشق غم خانہ کو گر دار الشفا سمجھی

اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھی
نہ کیون درد و الم کو دل کی اپنے وہ دوا سمجھی

نگہ کیا اور مژہ کیا ہمتو دونون کو بلا سمجھی
ترے اس ازدر خونخوار کا کل کو بلا سمجھی

اسے تیر قضا اوسکو پر تیر قضا سمجھی
بلا سمجھے تو کیا سمجھے بجا ہی گر قضا سمجھے

شہیدان محبت خوب آئین وفا سمجھے
ڈبو بانے آشنا کو جو وہ کب رسم وفا سمجھی

بہا خون کو ہی قاتل مین اوسی کو خون بہا سمجھے
بہی جسوقت دریا چشم اشکون کو بہا سمجھی

وہی کچھ تلخ کام اس زندگانی کا مزا سمجھی
ابد تک زندہ ہو کر عمر کا وہ ہی مزا سمجھے

کہ جو زہر آب تیغ یار کو آب بقا سمجھے
جو بوسہ کوچہ غبغب کی ہین آب بقا سمجھے

ہر اک گردش مین سو انداز نا رفتہ زا سمجھی
سخن مین اپنے خامہ کے ادا جو فتنہ زا سمجھی

فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھی
دہن دوات کو سیاہی ہی چشم سرمہ سا سمجھی

ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے
غرور حسن پر ہی بے وفائی کیا وفا سمجھے

اور اسپر بھی نہ سمجھے وہ تو اوس بت سی خدا سمجھی
خدائی مین پھرے وہ خوار بت اوسکو خدا سمجھی

برائی مین ہماری وہ اگر اپنا بھلا سمجھے
مجھے جو گالیان دو ہو تم اپنا کیا بھلا سمجھی

برا سمجھے برا سمجھے برا سمجھے برا سمجھے
خوشی اپنی مری رخش جو سمجھی ہو برا سمجھے

تجھے ای سنگدل آرام جان مبتلا سمجھی
جو تیری مار زہری زلف پر دل مبتلا سمجھے

پڑین پتھر سمجھ پر ایسی ہم سمجھے تو کیا سمجھے
سر آئی بلا جان جائے ہم سمجھے تو کیا سمجھے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی
ہنسی ہے جو کچھ بخش آمیز اونکی		مرے دل کو عید ہے کہ نکلا ہلال
تو موج تبسم بھی چین بر جبین ہے		گو مہ رو خفا ہو کے چین بر جبین ہے
وہی پاس ہے اور مری بدگمانی		ہے اس بحر مین کیا ہی سر گشتگی
لیے پھرتی مجھکو کہین کا کہین ہے		کہ پھرتا حباب ہے کہین کا کہین ہے
نہ کی آہ سوز غم دل پر اوٹھائے		لکھا ہے جواب غزلیات ذوق
تجھے آفرین ذوق صد آفرین ہے		تو ہر چند اس شوق کو آفرین ہے
۱۰۰		
آتا نہین مہ طلعت کیا دیر لگائی ہے	۹	دے دے ہمین مہ طلعت کیا دیر لگائی ہے
کھینچ اے کشش الفت کیا دیر لگائی ہے		بوسہ زروے الفت کیا دیر لگائی ہے
گر قتل ہی کرنا ہے قاتل کہین جلدی ہو		یار آتا نہین یان پر جان تن سے نہ جاتی ہے
لاحول ولا قوت کیا دیر لگائی ہے		ان دونون نے یا قسمت کیا دیر لگائی ہے
یان وعدہ بھی آ پہونچا تو اب تلک آتا ہے		پہونچا دے مجھے جلد ملون یار سے جاکر
اللہ ری تری غفلت کیا دیر لگائی ہے		ہے شوق تجھے قوت کیا دیر لگائی ہے
بے بادہ گلستان مین پیتے ہین لہو ہمکش		جانا یہ غم ہجر تو آنے مین اجل نے
ساقی نے دم عشرت کیا دیر لگائی ہے		کسواسطے کی غفلت کیا دیر لگائی ہے
دے چھونک کہین دل کو مدت سے سلگتا ہے		آرام جان آتا نہین دل کیون نہو مضطر
اے سوز غم فرقت کیا دیر لگائی ہے		ہم کرتے بہم عشرت کیا دیر لگائی ہے
بالین پہ کہا میرے ہنگامہ محشر نے		بیمار محبت ہون اچھا ہو نہ جیون
لو اوٹھو کہین حضرت کیا دیر لگائی ہے		دے موت غم فرقت کیا دیر لگائی ہے
او سنگدل خنجر کا لینا ہی اگر بوسہ		چل یار کے کوچہ مین کہا شوق نے دل سے
تو اے دل پر حسرت کیا دیر لگائی ہے		کیون بیٹھے اوٹھو حضرت کیا دیر لگائی ہے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

ڈرتا ہون خنجر اوسکا نہ بہہ جاوے آب
میری گلی مین نالۂ آہن گداز ہے
پہونچا ہے شب کمند لگا کر وہان رقیب
سچ ہے حرامزادے کی رسی دراز ہے
اوس بت پہ گر خدا بھی ہو عاشق تو کافری ہے
ہرچند جانتا ہون کہ وہ پاکباز ہے
مداح خال روے بتان ہون مجھی خدا
بخشے تو کیا عجب کہ وہ نکتہ نواز ہے
ای ذوق اپنا سب پہ کھلے کیون نیاز عشق
ہر نالہ اک کلید درِ گنج راز ہے

۹۹ چمنی تو نے افشان جو ای مہ جبین ہے
ستارون مین کیا کیا چنان اور چنین ہے
نہ پوچھو کہ دل شاد ہے یا حزین ہے
نہین یہ بھی معلوم ہے یا نہین ہے
نہ چھوڑیگی جیتا مجھے چشم قاتل
یقین ہے یقین بلکہ عین الیقین ہے
کیے ضبط اشک آہ پہونچی فلک پر
مرا عشق کم خرچ بالانشین ہے
پڑے تفرقے یہ جدائی سے تیری
کہ مین ہون کہین دل کہین جان کہین ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

گر کھینچون آہ صحرا مین ہو گل کی آب کوہ
یہ آہ آتشین مری خارا گداز ہے
خامہ نہ مختصر بھی لکھے روز حشر تک
قصہ غم جدائی کا از بس دراز ہے
بالی مین ڈال یار نہ چومے لب و عذار
دُر اشک چشم دیکھ کہ کیا پاکباز ہے
بخشے خدا کہ خال کے بوسہ کا جرم ہے
وہ نکتہ گیری کب کرے نکتہ نواز ہے
ہرچند کہتا ہون دل غمگین کو تو نہ رو
رونا ترا یہ عشق کا افشای راز ہے

۸ ترے رخ پہ جو خال اے مہ جبین ہے
کرین نکتہ چینان چنان اور چنین ہے
غم ہجر سے کون مجھسا حزین ہے
جو ڈھونڈھو ہزارون مین اک بھی نہین ہے
یقین زخم کا تیغ نگہ کو کب
یقین وہی ہے جو کہ عین الیقین ہے
نہ کیون بات جھومر کی بالا نہووے
سر مہ لقا پر وہ بالانشین ہے
پریشان ہے دل مو بمو زلف مین
نہ ڈھونڈھو ملی مین کہین وہ کہین ہے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی		غزلیات تصنیف ہر چند سردھنی
تیرہ بختی مری کرتی ہے پریشان مجکو		قتل کو میرے وہ جلدم کہ اوٹھائین خنجر
تہمت اوس زلف سیہ فام پہ دھر دیتی ہی		سامنے اوسکے قضا نعش کو دھر دیتی ہی
بڑھتی جاتی ہی جو مشق ستم اوس ظالم کی		خط رخسار کے کب شانہ سنوارے ہی بال
کچھہ محبت مری اصلاح مگر دیتی ہی		خط تقدیر کو اصلاح مگر دیتی ہے
دیتی شربت ہی کسی زہر بھری آنکھہ تری		زلف جون مار سیہ زہر بھری ہی لیکن
عین احسان ہی وہ زہر بھی گر دیتی ہی		سر پہ احسان ہی مجھے چھونی وہ گر دیتی ہی
دمبدم زخم پہ اک زخم ہی دم لینے کی		شعلہ رکا وہ جمال ہی کہ جلے دیکھہ کی برق
مجکو فرصت تری کب تیغ نظر دیتی ہی		دیکھنے کو مجھے کب چشم نظر دیتی ہے
تپ دل شمع کی جب کم نہین ہوتی ناچار		خط و پیغام کے آنے کی نہین کچھہ حاجت
اوسکو کافور سفیدی سحر دیتی ہے		ہمکو گلرو کی خبر باد صبا دیتی ہے
کوئی غماز نہین میری طرف سے اے ذوق		تشنہ ہر چند ہون پر چاہ ذقن سی نہ لون آب
کان اوسکے مری فریاد بھی بھر دیتی ہی		کاسۂ آب مجھے چشم ہی بھر دیتی ہے
۹۸		
ناساز ہی جو ہمسے اوسی سی یہ ساز ہے	۹	صوت فغان نکلتی جو بے تار و ساز ہی
کیا خوب دل ہی واہ ہمین جسپہ ناز ہے		ناساز دل کو ساز کے باجہ پہ ناز ہے
اوس سنگ آستان پہ جبین نیاز ہے		دین دے کے دل کو یار سی ہر دم نیاز ہی
وہ اپنی جا نماز ہی اور یہ نماز ہے		تسلیم کرنی اوسکی بجائے نماز ہے
دروازہ میکدہ کا نکر بند محتسب		کیون مرغ دل نہ پنجۂ مژگان مین ہو اسیر
ظالم خدا سے ڈر کہ در توبہ باز ہے		تیری نگاہ ناز نہین یہ تو باز ہے
خانہ خرابیان دل بیمار غم کی دیکھہ		ہر دم نکلتی اس سے ہے آواز غم بھری
وہ ہی دوا خراب ہی جو خانہ ساز ہے		رگ جان نہین دلا یہ لگا تار ساز ہے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

ہے سرو تو پابند غم بے ثمری مین
کہتے ہین گرفتار کو آزاد غضب ہے
غصہ ہے ترا قہر ترا قہر قیامت
رنجش تری بیداد ہے بیداد غضب ہے
ہے غم سے ہنوز آئینہ با دیدۂ پر آب
اسکندر رومی کی بھی روداد غضب ہے
وہ کونسا غم ہے کہ جو دنیا مین نہین ہے
اور اسپہ بھی دلکش یہ غم آباد غضب ہے
قامت ہی ترا کیا ہی سرو قیامت
طرہ بھی سر طرۂ شمشاد غضب ہے
دین ہوش بھلا مردم ہشیار کے پل مین
آنکھون کو تمھارے وہ فسون یاد غضب ہے
سو فتنہ ہین پنہان نظر لطف مین اوسکی
یہ لطف نہین اے دل ناشاد غضب ہے
یہ خانۂ ہستی ہی عجب خانۂ رنگین
اے ذوق مگر سستی بنیاد غضب ہے

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی

موہے گل نیلوفری تالاب مین پیدا
پریشانی سے اوسکی ہار ہے آزار غضب ہے
فریادی کی تیری نہ سنے گوش قضا بھی
پھر داد ملے کس سے تو بیداد غضب ہے
آئینہ نے موجھہ دیکھا تھا حیرت مین ہی اب تک
اوس روی صفا کی مرے روداد غضب ہے
غمگین ہون غم عشق سوی غم کھاتا رہون ہون
بربادی گھر ہو یہ غم آباد غضب ہے
رنگینئ رخسار سے لالہ کو ہوا داغ
اور قد بھی ترا غیرت شمشاد غضب ہے
جی اپنا مراد دل یون ہی بہلاتا رہی ہے
بھولی ہے کہان تیری اوسے یاد غضب ہے
تو ہنسنی پہ بت کی نہ خوش ہو قہر خدا ہے
رووے تو یہ ہنسنا دل ناشاد غضب ہے
ہر چند نہ ہے قائمی دنیا کی مکان کو
گھر جاے یہ گر سستی بنیاد غضب ہے

۹۷

۸

یہ اقامت ہمین پیغام سفر دیتی ہے
حرکت تار نفس شوق سفر دیتی ہے
زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے
تار برقی ہے کہ مرنے کی خبر دیتی ہے
زوال دنیا ہی عجب طرح کی علامۂ دہر
صورت یار جو آئینۂ دل مین دیکھون
مرد دنیدار کو بھی دہر یہ کر دیتی ہے
دل کو اور دید کی مشتاق وہ کر دیتی ہے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی	غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی
ہم چاہتے ہین تمکو گرے سب کی نظر سے	دل چاہتا ہی چاہ زنخدان مین پڑون جا
پہلے ہی سے اس چاہ کی افتاد غضب ہے	سو چون کھڑا اس چاہ کی افتاد غضب ہے
اوس بت کا سمجھ حسن خداداد نہ اسکو	گر یون ہی رہا رونا ڈوبائیگا مجھے تو
یہ تجھپہ خدا کا دل ناشاد غضب ہے	یہ رونا ترا اے دل ناشاد غضب ہے
ہوتا ہے سفید ایک ہی آواز مین آخر	گر یہ سے تو آنکھون مین بھری پانی تو کیا ہی
کیا سوختہ جانون کی بھی فریاد غضب ہے	یہ جلتا ہی جی آتشین فریاد غضب ہے
توڑا کمر شاخ کو کثرت نے ثمر کی	طفل اشک کے پیدا ہون ہزارون گنے جا
دنیا مین گرانبار اولاد غضب ہے	اے گریہ تری کثرت اولاد غضب ہے
اے شوخ تری چشم غضبناک کے ہوتے	کافی ہی مری قتل کو اک خنجر ابرو
ہم چاہین قضا سے اگر امداد غضب ہے	لون تیغ نگہ سے جو مین امداد غضب ہے
اللہ ہی کرے خیر مرے شیشۂ دل کی	دیکھین کہ کہان کس جگہ کس کس کی کٹین سر
پھر آج وہ مست مے بیداد غضب ہے	وہ تیغ برہنہ سر بیداد غضب ہے
بھولا نہ مجھے قتل گہ عام مین قاتل	دل پڑھتا رہی قصۂ کلفت کو نہ بھولے
اللہ رے ترا حافظہ کیا یاد غضب ہے	ازبر رکھی ہے یاد اوسے یاد غضب ہے
اخوان شیاطین ہین یہ مست مے پندار	تھا بھائیون نے چاہ مین یوسف کو گرایا
کیا حضرت آدم کی بھی اولاد غضب ہے	یعقوب کی بے رحمی مین اولاد غضب ہے
مرتے نہین حورون پہ تری طرح سے واعظ	گر دیکھی پری ہوش نہ کیون اوسکے ہون پران
ہم جیسے ہین عاشق وہ پریزاد غضب ہے	کیا حور کا حسن ہی وہ پری زاد غضب ہے
انجم سے رخ چرخ پہ بوندین ہین عرق کی	کب ہی یہ شفق چرخ جلا شعلۂ آہ سے
عاشق کی تری گرمی فریاد غضب ہے	دل سوختہ کی آتشین فریاد غضب ہے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

برندہ ایک تیغ محرف سے ہے سوا
اوس کج ادا نے اور نکالی تراش ہے
مسکن پذیر آج ہے دل مین نہین ہے غم
روز ازل سے سبکی یونہین بود و باش ہے
اے ذوق جانتا ہے وہ ہمدرد میرا درد
دل جسکا پارہ پارہ جگر پاش پاش ہے

۲۵

کیا غمزہ تیرا برسر بیداد غضب ہے
دہلا دے فلک سے بھی یہ جلاد غضب ہے
جو ہے ستم و کینہ و بیداد غضب ہے
سرتا بقدم وہ ستم ایجاد غضب ہے
نازک آفت و چشم ستم ایجاد غضب ہے
شاگرد بھی ہے قہر جو استاد غضب ہے
بلبل یہ ترے واسطے فریاد غضب ہے
فریاد نکر دیکھ کہ صیاد غضب ہے
کیون غنچہ پریشان ہو یہ ہوتی ہے شگفتہ
اس باغ مین ہونا ہی دل شاد غضب ہے
نکلے ہے صدا کوہ سے ہم آتش و ہم آب
کیا سوز و گداز دل فرہاد غضب ہے
خاکستر پروانہ پہ روتی ہے بجا شمع
ہو خاک جگر سوختہ برباد غضب ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سرد ہنی

تیغ نگہہ کو سرمہ سی کرتے ہین مصقلہ
دیکھو کہ دل تراش نکالی تراش ہے
صبر و قرار خانۂ تن کو گئے ہین چھوڑ
جیسے کہ غم کی دل مین ہوئی بود و باش ہے
تیغ مژہ کے اسپہ ہزارون لگے ہین زخم
ہرچند لخت دل سوا کیا پاش پاش ہے

کیا عشوۂ ابرو سر بیداد غضب ہے
یہ چشمک چتون سی بھی جلاد غضب ہے
کیا داد و خواہ ہو کوئی وہ بیداد غضب ہے
ظالم ہے ستمگر ستم ایجاد غضب ہے
ہر بات مین جور ہی ستم ایجاد غضب ہے
بے رحمی شاگرد تو استاد غضب ہے
اے طائر دل کرنی یہ فریاد غضب ہے
لیجائے پکڑ کر تجھے صیاد غضب ہے
اس میکدہ مین مینا کو مے ریزی ہی رونا
پر مے سی ہو گر جام بھی دل شاد غضب ہے
جب سر پہ لگا نکلی صدا تیشہ کی مونہہ سے
جانبا زیہ عشق دل فرہاد غضب ہے
صحرا مین بگولے نے مجھے دیکھہ کہا یہ
جو خاک بسر ہو کے ہو برباد غضب ہے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی	غزلیات تصنیف ہرچند سرور دھنی
دیکھو اوس چشم مست کی شوخی	دختر رز ہوئی جوانی پر
جب کسی پارسا سے لڑتی ہے	مست ہو پارسا سے لڑتی ہے
سچ ہے الحرب خدعۃ اے ذوق	نگہہ چشم آڑ مژگان کر
نگہہ اوسکی دغا سے لڑتی ہے	دیکھہ ہرچند دغا سے لڑتی ہے
دل کی معاش غم اسے غم کی تلاش ہے	اس مرغ دل کو دانہ تل کی تلاش ہے
ڈرتا ہون دل سے مین کہ بڑا بد معاش ہے	اور دانہ کب چگے یہ اسیکی معاش ہے
اس بتکدہ مین کون ہے کافر ترے سوا	رہے عشق ہے ہمیشہ خراش و تراش مین
تو آپھی بت پرست و بت و بت تراش ہے	سو صورتون مین دیکھو نیا اک تراش ہے
ہوتے دبال دوش نہین کشتگان عشق	مرکش نہو جنازہ کے چل ساتھہ دس قدم
اوڑ جاتی ٹھوکرون مین ہی عاشق کی لاش ہے	جاتی یہ سیر ترے کشتہ کی لاش ہے
لبریز صد نشاط بزنگ ہلال عید	یاد آگئی ہے جنبش مژگان یار کیا
سینہ مین میری ناخن غم کی خراش ہے	نخت جگر مین نوک سنان کا خراش ہے
کرتے یہ اشک آہ مین تکلیف کیون عبث	رکھتا ہون نالہ کرنے سے مین دل کو تھام تھام
ہو جاتا راز دل تو نگاہون مین فاش ہے	ہو راز عشق فاش یہ غماز فاش ہے
دنبالہ پر جو سرمہ کی دانہ ہے خال کا	سمجھا سر عذار مین یون تل کا دانہ دیکھہ
گویا کہ دست چشم فسونگر مین باش ہے	رخسار گندمی پہ کیا رکھا ہاش ہے
کیا شاد کو خفیف کرے ہے زبان خلق	شادی سمجھتا ہے غم ہجران کے رنج کو
شاباش جسکو کہتے ہین وہ شاد باش ہے	غم کھانے پر بھی کیا مراد دل شاد باش ہے
اوٹھے جہان ہی سے جو بستر سے وہ اوٹھے	کیا طفل اشک کے لیے بستر بچھا دیا ہے
تیرا مریض عشق جو صاحب فراش ہے	دامان مژگان دیکھہ لو صاحب فراش ہے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

آنکھ اوس پر جفا سے لڑتی ہے
جان کشتی قضا سے لڑتی ہے
شعلہ بھڑکے نہ کیونکہ محفل مین
شمع تجھ بن ہوا سے لڑتی ہے
قسمت اوس بت سے جا لڑی اپنی
دیکھو احمق خدا سے لڑتی ہے
نہین مژگان کی دو صفین گویا
اک بلا اک بلا سے لڑتی ہے
شور قلقل یہ کیون ہے دختر رز
کیا کسی آشنا سے لڑتی ہے
نگہ ناز اوسکی عاشق سے
چھوٹ کس کس ادا سے لڑتی ہے
ترے بیمار کے سرہانے مین
موت کیا کیا شفا سے لڑتی ہے
واہ کیا کیا طبیعت اپنی بھی
عشق مین ابتدا سے لڑتی ہے
زال دنیا نے صلح کی کس دن
یہ لڑاکا سدا سے لڑتی ہے
تیری شمشیر خون کے چھینٹون سے
چھینٹ آب بقا سے لڑتی ہے

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

جان جور و جفا سے لڑتی ہے
زیست میری قضا سے لڑتی ہے
شعلہ رو ہم بغل نہین اپنے
آہ سوزان ہوا سے لڑتی ہے
لڑی اوس بت سے جا لڑی اپنی
اندھی ہے کیون قضا سے لڑتی ہے
خواہش دل نہ چھیڑ کاکل کو
کیون تو کالی بلا سے لڑتی ہے
دشمن جان دلا کیون دوست کیا
دوستی آشنا سے لڑتی ہے
چشم فتان کی دیکھ چتون کو
کیا ہی ناز و ادا سے لڑتی ہے
موت سے صلح کر دل بیمار
کسلیے جان شفا سے لڑتی ہے
طبع پر غم کا ہوگا کیا انجام
رنج مین ابتدا سے لڑتی ہے
نیت اوسکی رہی لڑائی مین
یون ہی بدخواہ سدا سے لڑتی ہے
اشک کھا پی کے ہم جو جیتے ہین
چشم آب بقا سے لڑتی ہے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

۹۳

غم جدائی مین تیری ظالم کہون مین کیا مجھپہ کیا بنی ہی
تو دیکھ آنکھون سے اے ستمگر ہر ایک مژگان سنان بنی ہی

جگر گدازی ہی سینہ کاوی ہی دل خراشی ہی جان کنی ہی
خیال سی ہی خراش اوسکا کہ دل مین میری تو جان بنی ہی

زمین پہ نور قمر کی گرمی ہی صاف اظہار روشنی ہے
جو نور رشک قمر کی رخ کی زمین سی تا چرخ روشنی ہی

کہ ہین جو روشن ضمیر اونکا فروغ اونکی فروتنی ہی
فروغ کیا پاکی شمع سرکش کہ اوسکو آگی فروتنی ہی

بشر جو اس تیرہ خاکدان مین پڑا یہ اسکی فروتنی ہی
خط شعاعی ہی ماہ رو کی لگی قبا پر کہان تنی ہی

وگرنہ تمثیل عرش مین بھی اسی کی جلوہ کی روشنی ہی
ہی رشک خورشید نور عارض یہ اوسکی سایہ کی روشنی ہی

ہوی ہین تر گریہ ندامت سی اسقدر آستین و دامن
رکھی ہی میری جو چشم گریان یہ آب اشکون سی پاک اوسکو

کہ میری تر دامنی کی آگے عرق عرق پاکدامنی ہی
تو دیکھیو مژگان کی دامنون کو ہماری کیا پاکدامنی ہی

ہوی ہین اس اپنی سادگی سی ہم آشنا جنگ و آشتی سی
کی تھی یاری ملی ہی خواری ہی رنج فرقت سی آہ و زاری

اگر نہو یہ تو پھر کسی سی نہ دوستی ہی نہ دشمنی ہے
نہ بیخبر لی خبر ہماری یہ دوستی کیا کہ دشمنی ہے

لگا نہ اس بیکدہ کو تو دل جو ٹوٹتا ہی تو ٹوٹکر سل
اٹھا تا کیون ہی حباب تو سر کڈھی اس بحر مین تو آخر

کہ کیسا ہی کوئی خوش شمائل صنم ہی آخر شکستنی ہی
ہوا و موجون سی کوئی دم مین ترا یہ قالب شکستنی ہی

نہین ہی قانع کو خواہش زر وہ مفلسی مین بھی ہی تونگر
جو پاس اپنی ہی سیم اندام نر کھتا سون ہا ل ورسی کچھ کام

جہان مین مانند کیمیا گر ہمیشہ محتاج دل غنی ہی
امیر ہو دین فقیر انجام غنی نہی وہ جسکا دل غنی ہی

کوئی ہی کافر کوئی مسلمان جدا ہر اک کی ہی راہ ایمان
ہی مانگ سرکارہ مخطر متاع دل کی لٹی وان جاکر

جو اسکی نزدیک رہبری ہی وہ اوسکی نزدیک رہزنی ہی
کہون مین رہزن نہ اوسکو کیونکر کہ کھتی وہ کار رہزنی ہی

تکلیف منزل محبت نہ کر چلا چل تو بے تکلف
کی نوک مژگان نے دستکاری ہوا ہی صنعت سی کام بھاری

کہ جابجا خارزار وحشت سی زیر پا فرش سوزنی ہی
ہی سادہ کاری ہی نقش کاری جو دل کا پردہ یہ سوزنی ہی

خدنگ مژگان سی ذوق اوسکی دل اپنا سینہ سپر ہی جیسے
رہی نہ اک بات پر مقام کی وہ ہر چند ستم ہی دائم

مثال آئینہ سخت جانی ہی سینہ دیوار آہنی ہے
گو مہم آسا ہی تن تو لاغر یہ سختی سی دل تو آہنی ہی

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

گاہ ہجوم یاس ہین ہی دل گاہ ہجوم حسرت ہین
ہی یہ مرد سپاہی پیشہ سر تا پیر تا لشکر ہے
خال چشم جانان کا فرگان ہی تخیل دیکھو تو
اور تا لب پشت پہ مچھلی کی کیا لیکے سکندر لشکر ہی
ہوری امام برحق پیدا ذوق اگر تو دیکھ ابھی
ہوتا گرد سہلامیون کا جون سجھ گوہر لشکر ہی

رخصت اے زندان جنون زنجیر در کھڑکا ہی ہے
مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلائے ہی
سر بوقت ذبح اوس قاتل کے زیر پائے ہے
یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہی
واہ واشور محبت خوب ہی چھڑکا نمک
استخوان سینہ ہماکس کس مزی سی کھائے ہے
ہان مدد طاقت گھٹی ہی ضعف سے سینہ مین دم
دیکھیے لب تک خدا کیونکر مجھے پہونچائے ہی
بس کہ سوز درون بھن جائینگے دل اور جگر
رحم جوش گریہ پھر چھاتی ابھی بھر آئے ہی
بل بے استغنا کہ وہ یان آتے آتے رہ گئے
اُف ری بیتابی کہ یان تو دم ہی نکلا جائے ہی
نزع مین بھی ذوق کو تیرا ہی بس ہے انتظار
جب ہوش آئی ہوش جائے غش مجھے آجائے ہی

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی

ادھر ہے فوج غمزہ ادا اور ادھر ہجوم عشوہ و ناز
دل دل چلا پر اسپاہی ہی یہ جا تا لشکر ہے
کیا خضر کے ساتھ مین تھا گرچہ ہا تشنہ بلا آب حیات
اولٹی قسمت اوٹسا پھرا جو لیکے سکندر لشکر ہی
ہر چند نہین تو دیکھ ذرا کم چشمہ بحر ہی چشمہ چشم
پھر دولت شاہ گریہ سی کہا اشکون کی گوہر لشکر ہی

سیمبر آیا مرا زنجیر در کھڑکائے ہی
نقد وصل آئے بکف کفدست بھی کھجلائے ہی
سو کی سر کو ٹھکرا تیرے زیر پائے ہے
کھائے ٹھوکر تیرا سر بھی سو جنچی کی جائے ہی
لخت دل مین جذب ہی بس حسن نمکین کا خیال
غم ترا اوسکو مزا لے لے مزے سی کھائے ہی
ہو گئی بجھسے مکدر رکھتی ہی دل مین غبار
کب صبا خط کو مرے گار و تملک پہونچائے ہی
یاد کر ابر کرم کو برق سی چمکی ہے آہ
اور رونا کب رُکے رونی کو دل بھر آئے ہی
باتھہ رکھتا ہے جگر پر کسکے دیکھی تو نی ہاتھہ
دل جو بیتاب ہو ہاتھون سی نکلا جائے ہی
تو بی ہر چند ڈھب بتا ہون بات کینکر یار سے
جب آئی ہوش جائے غش مجھے آجائے ہی

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

بسکہ ہے نوروز اپنا آفتاب بادہ سے
دور ساغر ہمکو ساقی گردش یکسال ہے
کھل گیا مضمون شکست دل کا بن خط کے پڑھے
نامہ بر کا اسقدر اپنے شکستہ حال ہے
ہوتے ہین اعضاے بوسیدہ تصور سے جدا
کھینچنی تصویر مجنون کی تری اشکال ہے
روز محشر سے کئی دن دیکھنے کو چاہین
گر یہی اے ذوق طول نامۂ اعمال ہے

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی

آج کل کر کر نہ آیا وہ مہینون تک پھر اب
ایک لحظہ بھی گذرنا عرصہ یک سال ہے
درد ہجران سے مری ہی تیرا بیمار اے مسیح
چل دوا دے آج کل سے اور ہی کچھ حال ہے
یاد گاری میری دل ہی کیون بھولائی ہی دلا
نام بھی لینا زبان سے کیا تجھے اشکال ہے
ظاہر ہو ہر چند اوس سے سب سیہ کاری مری
صفحۂ دیوان مرا اک نامۂ اعمال ہے

بحر کلان

۹۱ ۶

موی سر ماران سیہ کا ایک سر اسر لشکر ہے
مانگ جو ہی اک یار سفید اوس لشکر کا سر لشکر ہے
آبلہ ہاے سینہ جو خیمہ سے دکھائی دیتے ہین
پر ترک نظر کو آنکھ سے دیکھا اول مین وہ سر لشکر ہی
مزرعۂ دل پر میرے پڑا اک غم کا آکر لشکر ہے
گئے جو سوی دریا دیکھا خیمہ کھڑی ہین حبابون کے
ہووے دل مظلوم ہمارا کیون نہ شہید دشت بلا
ہوا تعجب دل مین کیون یان پڑا یہ آکر لشکر ہے
در پے اسکے شامیون کا وہ زلف معنبر لشکر ہے
آتے ہین ہزارون جھوکی ہوا کی صحن چمن سے صحرا مین
موذی رحمت کش کو ایذا کیونکہ نہ دیوین جمع ضعیف
منزل نگری چلتا ہی رہی کیا خوب معنبر لشکر ہے
دشمن مار زخم رسیدہ مور کا اکثر لشکر ہے
ہو دیرہ اونکا کھشتون مین پامال کین کھا فراد ہین
ظالم فوج پیادہ سی ہین ملخ کا اکثر لشکر ہے
کعبہ تو بہ خدائی کہی آج کہ جوش ابر نہین
بارش جسدم ہوتی ہی گھر آتے ہو اہی بادل ہین
ایک اصحاب الفیل کا ساتھہ دوش ہوا ابر لشکر ہے
دیکھو قدرت اوس قادر کی دوش ہوا ابر لشکر ہے
ہین وہ شاہ کشور غم ہون یار و جسکے ساتھہ سدا
بڑا نوازا ہلال کا اوسمین سیر کرین ہین سیارے
جوش اشک کی دولت سے جون موج سمندر لشکر ہے
یہ چرخ ہی چنبری بحر خضر کہکشان موج سمندر ہے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

ابر برسون روچکا پر سوزِ غم سے اب تلک
خاک میری ڈھیر کی اڑتی مین جیسی لال ہے
میرے دودِ آہ سے یان تک زمانہ ہی سیاہ
آفتاب آسمان رنگی کے مونھہ کا خال ہے
مین وہ مجنون ہون کہ میرا غنچہ تصویر بھی
مثل عیدی باعثِ خوشنودی اطفال ہے
جب سے ہے دل مین کسیکی نوک مژگان کا خیال
نشترِ زنبور ہی تن پر مرے جو بال ہے
کھاؤن مین بیڑا جو اوس بن کیونکہ دل ٹکڑی نہو
بھورگ پان ہی وہ محبوب شیر کا سا بال ہے
جوش گریہ کا مرے تم کچھ نہ پوچھو ماجرا
چادرِ آبِ روان مونھہ پر مری رومال ہے
دل یہ ہون گر داغ سوزان عشق مین ہے آگ ہیز
پھر تو خسرو کا بھی گنج سوختہ کیا مال ہے
ہین جہان مدفن تمھاری کشتگان زلف کے
نخل کی جا بید مجنون ہی وہان یا جال ہے
شوخ قاتل کو مری کیا چاہیے ہی رنگ پان
خونِ اعجاز مسیحا سے لب اوسکا لال ہے
ہے اسیران محبت کے بلا سینہ مین آگ
شعلۂ جوالہ سان طوق گلو تک لال ہے

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی

مثل سیماب آتش غمسی ہوا دل بقرار
سوز بیتابی سے اوڑنی مین وہ شنگرال ہے
اوسکے سوزِ غم سے کھایا داغ دل پر ماہ نے
کیا ہی رشکِ خور کے خسار ہی پہ زیبا خال ہے
طفل اشکون کی بڑھین کیونکر زبان مونھہ مین نہین
خانۂ دیدہ اگرچہ مکتبِ اطفال ہے
پیچ دے دے کر مڑوڑی ہی رگ جان کو مری
کیا ہی پیچیدہ تیری کاکل کا ہر اک بال ہے
جو خیال دل سے ہی زخم جگر کے پار ہو
نوک نشتر سے نہ کم مژگان کا ہر اک بال ہے
پونچھنے سے اشک گلگون کی وہ گلکاری ہوئی
تختۂ گلزار سے بھی خوشنما رومال ہے
حسن سیمین تن کی کیا قیمت کرون ہی بے بہا
نقد جان و دل اگر دون کب بہائی مال ہے
مرغ دل اوسمین تڑپتے ہین بھنسیں پھنسی آپ سے
کورتی جالی کی ہی تن پر یار کے یا جال ہے
پہلے ہی لب لعل تھے اور اوپہ رنگ پان رچا
رنگ لعل کان ہی بھیکا اوسقدر کب لال ہے
پنجۂ مرجان بھی رنگینی مین ہم پنجہ نہو
رنگ مہندی سی رچا وہ ہاتھ اوسکا لال ہے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرمدھنی
کب حق پرست زاہد جنت پرست ہے	۷	دل میرا کب ریاض سے جنت پرست ہے
حوروں پہ مر رہا ہی یہ شہوت پرست ہے		خواہش ہین اپنی حور کے شہوت پرست ہے
دل صاف ہو تو چاہیے معنی پرست ہو		وہ عشق گر ہو صورت معنی کا رونما
آئینہ خاک صاف ہے صورت پرست ہے		یہ عشق کیا ہے حسن کا صورت پرست ہے
درویش ہی وہی جو ریاضت مین چست ہو		عاشق کسی پہ کر کے یہ عشاق کو دی رنج
تارک نہین فقیر بھی راحت پرست ہے		آفت رسان ہی عشق نہ راحت پرست ہے
جز زلف سوجھتا نہین اے مرغ دل تجھے		دیکھے ہزارون نور کے جلوے بیک نظر
خفاش تو نہین ہی کہ ظلمت پرست ہے		آنکھون کی پتلی گرچہ یہ ظلمت پرست ہے
دولت کی رکھ نہ مار سر گنج سے امید		سیمین تنون کی عشق سی ہو کیون اوسی نہ انس
موذی وہ دیگا کیا کہ جو دولت پرست ہے		قارون کے مثل عاشق دولت پرست ہے
عنقا نے گم کیا ہے نشان نام کے لیے		گمنام عشق رہنے دے عشاق کو کہان
گم گشتہ کون کہتا ہی شہرت پرست ہے		بدنامی سے یہ نام کا شہرت پرست ہے
یہ ذوق می پرست ہی یا ہی صنم پرست		ہر چند بت پرستی کی مذہب کو چھوڑ دے
کچھ ہے بلا سے لیک محبت پرست ہے		اوس بت کے عشق کا جو محبت پرست ہے
زخم دل پر کیون مرے مرہم کا استعمال ہی	۱۷	غم سے رونے کا ہین ہر وقت استعمال ہے
مشک گر منگا ہی تو کیا لون کا بھی کال ہے		ہین رواں دریا یہان بارش کا کچھ کال ہے
قبر مین عاشق جو تیرا مضطرب احوال ہے		قبر مین مر کر دل مضطر کا یہ احوال ہے
لوح تربت پر بھی لکھا سورۂ زلزال ہے		زلزلہ سے پڑھنا ہر دم سورۂ زلزال ہے
ہمنے جانا تھا کف پا مین تمہارے خال ہی		عارض کافور گون پر کیا ہی زیبا خال ہے
لیکن اب دیکھا سویدائے دل پامال ہے		دست حسرت سے دل قاتل ہوا پامال ہے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

گذرتی ہے مری مین زندگی غفلت شعاری سے
مری نزدیک بیہوشی ہی بہتر ہو شیاری سے
زبان کھولی گی مجھپر بدزبان کیا بدشعاری سے
کہ مین نے خاک بھر دی اونکی مونھہ مین خاکساری سے
نہوتا گر وہ شوخ خود نما سرگرم آرایش
اوٹھاتا ہاتھہ خورشید فلک آئینہ داری سے
خبر کیا پوچھتے ہو اپنے بیمار محبت کی
کہ نوبت دم شماری کی تھی شب آخر شماری سے
جو پوچھے زاہد خشک اپنی دارو مین کہون مے کی
اگر پرہیز کی پوچھے کہون پرہیزگاری سے
کبھی جو سر اوٹھاتا ہی تو جون شمع سر فرگان
زمین کو جایگا سر جھک کی اپنا سر سپاری سے
قفس کو لے اوڑی ہے سر پر اسیر مضطرب تیرے
خبر گل کی سنی اوڑتے سی گرد بہاری سے
نہین جاتی اوٹھائے ناز کاشں اونکی عوض ہوتے
مری چھاتی پہ پتھر سنگدل دو چار بھاری سے
لگے بھی گر زمین سے پیٹھہ تیری تفتہ جانون کی
تو مثل برق اوٹھہ بھاگین گرچہ بیقراری سے
نہین آتا نہ آئے رحم ای ذوق اوس ستمگر کو
بلا سی خوش تو ہوتا ہی وہ میری آہ وزاری سے

غزلیات تصنیف ہر چند سرذہنی

رکھی ہی بدشعاری حسن کیا الفت شعاری سے
کرے دانا کو دیوانہ ہی اپنی ہوشیاری سے
توخاک ہوکر دلا اکسیر بن نیکو شعاری سے
کہ پائی آئینہ کی آبداری خاکساری سے
تو آپردہ نشین چشمون مین میری رہی پردہ
بنا ہی چلمن مژگان تمھاری پردہ داری سے
مجھے یہ زور ہجران کا ہوا روز قیامت سے
ہوئی ہے شب بھی بد اختر کٹی اختر شماری سے
تری بیمار الفت کو کہان پرہیز زیبا ہے
ہوبد پرہیزی کیون تارک نہو پرہیزگاری سے
لکھے پامردی سی کیا یار کے وہ حال عصمت کو
سوی کاغذ جھکا تا سر قلم ہی شرمساری سے
مرا باغ جہان مین غنچۂ دل سا پژمان ہے
خبر گل کی سنی اوڑنے سی گرد بادبہاری سے
حبابون سی بھی نازک ہین وہ بحر حسن کی لیتان
مری چھاتی پہ پتھر سنگدل دو چار بھاری سے
نزاکت سی لگین ہین اوسکو تو کچھہ وہ بھی بھاری سے
تپش ہی آتش سوز جگر کی جی مین دوڑتا ہون
کہ جون سیماب لخت دل اوڑی گا بیقراری سے
برستی ابر کی بارش پہ ہر چند بسبب ہی
اوسے بھی آگیا رونا ہی میری آہ وزاری سے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی
گردش ہی اوسکی چشم کو کیون میری دلکی گرد		صحرا نورد وحشی تھا وہ مین کہ بعد مرگ
کافر کو کام کعبہ کے ہے کیا طواف سے		رکھے بگولا کام لحد کے طواف سے
لڑتے ہین گہ نصیب سے گاہی فلک سے ہم		آنکھین ہماری یار سے آپ لڑی نہین
فرقت کی رات کم نہین روز مصاف سے		طیار فوج مژگان ہے عزم مصاف سے
لکھتا ہی شیخ مسئلہ وحدت وجود کو		جون پھوڑا پکتا دل ہی مرا سوز سی دل
لیکن دوئی عیان ہی قلم کے شگاف سے		نکلا نہ ریم نشتر آہ کے شگاف سے
گلہاے رنگ رنگ سی ہے رونق چمن		گر راستکار ہے تو کہو راستی کی بات
اے ذوق اس جہان کو ہی زیب اختلاف سے		ہر چند رکھہ دہان کو بند اختلاف سے
پوچھہ مت راہ وفا اوس نگہہ پرفن سے	۵	نقد دل کو وہ چرا لیتا ہے ہر ہر فن سے
رہنمائی کی نرکھہ چشم دلا رہزن سے		مال چوری گیا اور لٹا نہ ملے رہزن سے
مین گران بار محبت مرا خون بھی ہی گران		سوز سے پیکر شعلہ جو سراپا تن ہی
جی دھڑکتا ہی تری ناز کی گردن سے		لال ہو جائے نہ کیون طوق مری گردن سے
ہو گیا کاغذ سوزن زدہ سینہ سارا		تیغ ابرو کا لگا زخم جگر مین جراح
دل کی جو پھانس تھی نکلی نہ سر سوزن سے		یہ نہ وہ زخم ہی گر سیے اسی سوزن سے
گر جھکے تیغ تری سر ابھی حاضر ہے کہ ہم		یار پھرتا ہوا کہنے سے دشمن میرا
اسپہ مرتے ہین کہ تعظیم تو لی دشمن سے		دشمنی رکھتی نہین ہمتو کسی دشمن سے
چھوڑ کر گھر تری باتھون سی نکل جائین کہان		نالہ ہر چند نہین صور سرافیل یہ ہے
تنگ ہمسایون کو ای ذوق نکر شیون سے		مردہ گور بھی زندہ ہون مری شیون سے
کرے ہی کام تیغ یار کس کس آبداری سے	۱۱	چمکتے آتشین رو کی ہین دندان آبداری سے
دکھاتی اپنی گلکاری ہی کیا کیا زخم کاری سے		یہ تیغ غم ہی کرتی کیا ہی زخمی زخم کاری سے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

کھلتا نہین دل بند ہی رہتا ہے ہمیشہ
کیا جانین کہ آجاے ہی تو اسمین کدھر سے
نالون کے اثر سے مرے پھوڑا سا ہی پکتا
کیون نکلین شرر سوزان نہ پتھر کے جگر سے
اے ذوق کسی ہمدم دیرینہ کا ملنا
بہتر ہے ملاقات مسیحا و خضر سے

اول ہی سے بشر کو ہی رغبت خلاف سے
لیتا تھا کام موضہ کاشکم مین یہ ناف سے
کب وہ گذرتے ہین سراف و گذاف سے
جنکی کہ آشنا ہی زبان لام و کاف سے
چل میکدہ مین شیخ بسر کر یہ صیام
مسجد مین تنگ بیٹھا ہے کیون اعتکاف سے
نالون نے دی چڑھا جو تپ لرزہ مہر کو
کھولی نہ آنکھ ابر سیہ کی لحاف سے
پھینکے ہی ایک جنبش مژگان مین وہ پری
اس اپنے ناتوان کو پری کوہ قاف سے
ہی جوہر کمال یہ ننگا اگر فقیر
ہے تیغ تیز ننگ ہی اوسکو غلاف سے
گندی ہی مشق سینہ شگافی مین عمر چرخ
اس کلک تیز نالہ گردون شگاف سے

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی

گلرو کا جو خط آیا کھلا غنچۂ دل ہے
یہ جھو کا صبا لائی نہ جانون مین کدھر سے
سُن پائے اگر آتشین نالہ کو مرے کوہ
کیون نکلین شرر سوزان نہ پتھر کے جگر سے
ہر چند ہم آخر ہون نہ آخر ہو غم ہجر
کیا عمر کا وعدہ رکھے یہ عمر خضر سے

دے چشم کیا گواہی اس امر خلاف سے
دیکھا نہ اتصال کمر اوسنے ناف سے
بینی و ابرو دیکھے کہون کب گذاف سے
کھینچین الف پہ گویا یہ مرکز ہین کاف سے
وہ کھینچتا ہے حلقہ جو گوشہ مین بیٹھ کر
لا غر تنی ہے تیر کو بھی اعتکاف سے
گلرو نہ پاس ہی ہوی آنکھون سے بند دور
تن مین خلیدہ خار ہین تار لحاف سے
دندانہ سین کے دندان ہین ابرو ہی سبز خم
نسبت ہی اوسکی ناف کو بھی ورقاف سے
پوشش ہی اس لباط مین تو قبر کا سبب
باتا ہے زیب و زینت تکیہ غلاف سے
خامہ لکھی ہے حال دل دردمند کا
نکلو فغان ہی غم بھری اوسکی شگاف سے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

ہم خوب ہین واقف ترے انداز کمر سے
یہ تار نکلتا ہے کوئی دل کے گہر سے
گر اب کے پھرے جیتے وہ کعبہ کے سفر سے
تو جانو پھرے شیخ جی اللہ کے گھر سے
سرمایۂ امید ہے کیا پاس تمہارے
اک آہ بھی سینہ مین سو نا امید اثر سے
وہ خلق سے پیش آتے ہین جو فیض رسان ہین
ہے شاخ ثمردار ہن گل پہلے ثمر سے
حاضر ہین مرے جذبۂ وحشت کی جلو مین
باندھی ہوے کمسار بھی دامن کو کمر سے
فریاد ستمکش ہے وہ شمشیر کشیدہ
جسکا نہ رکے وار فلک کی بھی سپر سے
اشکون مین بہے جاتی ہین ہم سوے دیار
مقصود رہ کعبہ ہے دریا کے سفر سے
اُف گرمی وحشت کہ مری ٹھوکرون ہی مین
پتھر ہین پہاڑون کی اڑی جاتی شرر سے
کچھ رحمت باری سے نہین دور کہ ساقی
رو دین جو ذرا مست تو مے ابر سی برسے
گشتہ ہون مین کس چشم سیہ مست کا یارب
ٹپکے ہے جو مستی مری تربت کی شجر سے

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی

رشتہ کو نہ رشتہ ہو کبھی تیری کمر سے
وہ تنگ میانی رکھے سو راخ گہر سے
کیا عشق ستمگر کو ہوا اُنس سفر سے
در در پہ پھراتا ہے یہ باہر کرے گھر سے
دل سنگ سے بھی سخت ہے اوسکا نہ پسیجا
مایوس ہے دل آتشین نالون کی اثر سے
پھر سرو و قدون کی ملی الفت مین کیا ثمرہ
ہے فیض رسان سرو کہان انبہ ثمر سے
کب ہاتھ لگے جسکا نشان ہاتھ نہ آئی
تو ہاتھ اوٹھا بیٹھ دلا اوسکی کمر سے
ابرو نے تو ہے میان سے تلوار نکالی
کیا وار دلا روکے تو داغون کی سپر سے
گریہ سے روان رہتی ہین منزل پہ نہ ٹھہرین
طفل اشک کو آرام نہ دریا کے سفر سے
گر شعلۂ آہ نکلے تو پھر دیکھیو کیا ہو
نہ آسمان جل جائین مری ایک شرر سے
کیون ابر نیسان برسے مری چشم یہ برسون
برسات مین جو یار جدا ہے مری مر سے
ہے داغ بدل مرے کبھی ان لالہ رخون کا
گل لالہ کھلے گا مری تربت کے شجر سے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

ہوا پنکھے کی خواب آور ہی یہ کیا ایک جنبش میں
کرے سو فتنہ خوابیدہ وہ بیدار دامن سے

ہنوز دل جلوں کی ذوق ہمایوں سے دلداری
لگن میں وہ جو پروانہ کی ہر چند شمع گریاں ہے

کہ کب فانوس پونچھے شمع کا رخسار دامن سے
پر پروانہ پونچھی شمع کا رخسار دامن سے

۸۴
ہوں یہ لاغر جھک کی قامت ایک خس کے بوجھ سے
وہ کمر نازک ہی جھک جا ایک خس کے بوجھ سے

جون کباب لچکی ہی پائے مگس کے بوجھ سے
تار مکڑی کا لچک جائے مگس کے بوجھ سے

یہ اسیری میں گراں خاطر ہوں میں جاتا ہی ٹوٹ
مرغ دل پر بار غم ہی لے اوسے صیاد گر

آہنی قلاب بھی میرے قفس کے بوجھ سے
ہاتھ کا پہونچا اوتر جائے قفس کے بوجھ سے

زندہ تو ڈوبی ہی اور تیری ہی مردہ آب میں
ہجر میں نازک بدن کر کیا کہوں میں حال ضعف

بوجھ شاید جسم کا کم ہے نفس کے بوجھ سے
جان سی تنگ آگیا ہی دل نفس کے بوجھ سے

باندھ دی ناقہ کی گردن میں دل نالان قیس
رکھتی اے مجنوں مری لیلی ہی وہ نازک مزاج

بوجھ اسکا کم ہی اے لیلی جرس کی بوجھ سے
ہو گران خاطر کیوں صوت جرس کے بوجھ سے

نکلے دنیا سے کہاں احمق اوٹھا کر بار حرص
چاہ غبغب میں گرا دل بار غم کا سر پہ لے

رہگیا یہ تو گدھا دلدل میں پھنسکے بوجھ سے
نکلے کیونکر دب گیا کیچڑ میں پھنسکے بوجھ سے

اپنے دامن میں نہ لی میرے گل لخت جگر
کسطرح چھوڑوں میں بحر حسن کی یہ تان جواب

جی دھڑکتا ہی کہیں چل نہ سکے بوجھ سے
جائی گر دست نظر لگ چل سکے بوجھ سے

کیا ہوا دل لے لیا گر ایک کوہ غم اوٹھا
سنگدل کی ہجر سے گو دل پہ بار رنج ہے

یہ نہیں اے ذوق دبتا ایسی دس کے بوجھ سے
ہو گران باری نہ ہر چند ایسی دس کے بوجھ سے

۸۵
زخمی ہوں میں اوس ناوک دزدیدہ نظر سے
ہم دیکھیں تماشا تری اس تیغ نظر سے

جائیگا نہیں چور مری زخم جگر سے
فوارۂ خون ہو جو روان زخم جگر سے

غزلیات تصنیف ہر چند سرہندی

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

عزیز اصلا نہین سرمایہ ہمت کو کہ دریا نے
گرہ دی کر نہ باندھا گوہر شہوار دامن سے

مری بھی نہین دیتی خلش گر کو ہین آرایش
کہ صحرا پوچھتا ہی کب سنان خار دامن سے

سرایت کچھ جو خون کو ہکن کر جائی پتھر مین
نکالے لعل ہی پتھر کی جا کہسار دامن سے

فرشتے تیری دامن کو بتائین جانماز اپنی
اگر دھوڈالے تو داغ مئی پندار دامن سے

مرے پاؤن کی چھالی ہوتی ہین کیا کیا شگفتہ دل
جو کوئی ٹوٹ جاتا ہی اولجھ کر خار دامن سے

مرا آنسو ہی وہ زہراب نیلا ہو بدن سارا
خدانا خواستہ لگ جائی غمخوار دامن سے

ترے مجنون کو ہی وہ جامۂ عریان تنی زیبا
کہ جسکو آستین ہی ننگ ہی اور عار دامن سے

کہان وہ موسم طفلی کہ ہم دامن سوار دن مین
لیا کرتے تھے کار توسن ہموار دامن سے

مین وہ آلودہ دامن ہون بنائین تار سبحہ کا
فرشتہ پاکدامن لیکے میرے تار دامن سے

یہ صید ناتوان مثل پر افتادہ اور جائے
لگائے گر نسیم دامن کہسار دامن سے

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی

عجب دریادلی و سیر چشمی رکھی شکون سے
کہ فرگان نے یہ باندھی ہین دُر شہوار دامن سے

مین وہ ہون کر کے سرشکنی کرون پامال تا دون سے
چھپین کب بیسر کشی کر رہین میری خار دامن سے

جو اوسکے لال نکلین لعل کان کوہ سے اب تک
کیا پوچھے میری آنسو لعل گون کہسار دامن سے

کرے آئینۂ دل رونمائی روے مطلب
صفا کر ڈالے گر تو جوہر پندار دامن سے

مین وہ ہون پیکر شعلہ جلاؤن اوسکو دم بھر مین
دم رفتار صحرا مین جو اولجھے خار دامن سے

دل غمگین یہ تنہا غم مین روتا ہی غرض کسکو
کرے جو اشک شوئی آکوئی غمخوار دامن سے

مری وحشت جو عریانی کو سمجھے پردہ پوشی ہی
گریبان چاک کر ڈالا رکھی ہی عار دامن سے

ہین طفل اشک طفلی سے سوار دامن قرگان
تو بے سمجھی سے سمجھین تو سن ہموار دامن سے

نظر بے پردہ آئے حسن اے پردہ نشین تیرا
لگے تار نظر میرا جو تیرے تار دامن سے

زمرد کی سو رنگ سبز ہو کر کیون نہ ہر اک سنگ
لگائی گر ہوائے سبز خط کہسار دامن سے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

یہ تجھ بن اشکباری ہی کہ آنسو پونچھتا ہون مین
لگا سینہ سے سمجھون تا کہ اوسکو مین بجا تیرے

کبھی تو آستین ہی اور کبھی ای یار دامن سے
پس مردن کفن دینا مجھے اے یار دامن سے

تری جو سجدہ در سے جبین ہو خاک آلودہ
مچھپی تاری طلوع مہر تابان ہو گیا اوسنے

نہ پونچھین حور عین کی ای پری رخسار دامن سے
جو شب پونچھا عرق آلودہ رخسار دامن سے

مراد ہ گریہ غم خندہ عشرت سی بہتر ہو
مین سمجھون اوسکو خاک کیمیا یا سرمہ آنکھون کا

اگر آنسو مرے پونچھے وہ گل رخسار دامن سے
جو اپنی ہاتھ جھاڑے گرد گل رخسار دامن سے

نگاہ بوالہوس آندھی ہی میری خاک اڑانیکو
یہ جلتا آتش سوز جگر سے پہلے ہی دل ہے

چھپائے تو چراغ شعلہ رخسار دامن سے
تو بھڑکاتا ہی اور کیون شعلہ رخسار دامن سے

ہوا بے پردہ بھی ہمسے تو اوسنی یون کیا پردہ
ہی سحر سامری اوس کاخ خوبی کو کہ وقت رقص

بنایا در میان اک پردہ دیوار دامن سے
بناتا ہی وہ پرفن پردہ دیوار دامن سے

وہی زیبا ہی اوسکے واسطے جو قطع ہی جسکی
سوا رومال جسدم اشک شوئی کرتے کرتے تر

نکل سکتا ہی کوئی آستین کا کار دامن سے
لیا بہر ضرورت آستین کا کام دامن سے

اب اونکو کوشش جہت ہین ہفت دریا لوگ کہتے ہین
کیا دست جنون کی ہی کشش نے تار تار ایسا

گری تھی اشک کے قطرے مری دو چار دامن سے
لگے باقی رہے ہین تا یہ دو چار دامن سے

پھرون کھینچی ہوی کوسون مین اپنی زور وحشت سے
مین وہ مجنون پھرون صحرا مین عریان بعد مردن بھی

اگر بندھ جائے میرے دامن کہسار دامن سے
مجھے دیگا کفن کب اپنے یہ کہسار دامن سے

جلین گے آتش رنگ حنائی پاسی گھر کتنے
نمایان عکس ہو رنگ شفق مین برق کا جسنے

ہلا تنکھا جو وقت گرمی رفتار دامن سے
جھلک یون پاجامہ کی دم رفتار دامن سے

دکھائی صدمہ زنجیر نے یہ پاؤن مجنون کے
دل بے دم مین دم آئے دم عیسا کہون اوسکو

کہ اک صدمہ سا پہونچی ہی دم رفتار دامن سے
ہوا لگ جو صدا نکلے دم رفتار دامن سے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرمدھنی
زلف کی قید سے دل ڈرتا نہین		زلف کو چھیڑین تمھارے مو بمو
بھوت بھاگے ہے وگرنہ مار سے		مار کھائین گے تمھارے مار سے
دل کو آئینہ کے گر کردے گداز		ہوگیا ہے زہرۂ آئینہ آب
یار اپنی گرمی رخسار سے		کیا ہی عکس آتشین رخسار سے
جوہر اوس سے یون اوٹھائین جسطرح		ترک چشم یار صف آرا ہے کیون
حرف قرطاس غلط بردار سے		فوج مژگان علم بردار سے
بے تمیزون کو ہو نقصان لطف ذوق		شاکی ہین جور و جفائے یار کے
لین ہین نام طفل آدھا پیار سے		کب کیا مشکور ہرچند پیار سے
الگ تا ہو نہ کھینچ کھینچ کر مرا ہر تار دامن سے	۲۸	لگی تار نظر میرا ہو کر خار دامن سے
نہ دامن خار سے چھوٹے نہ چھوٹی خار دامن سے		نہ لگنے دے اے گل تیری کبھی وہ خار دامن سے
خبر لون جیب کی یا مین رہون ہشیار دامن سے		سنبھل صحن چمن مین چل رہو ہشیار دامن سے
جنون اوجھی ہین ناخن جیب سے اور خار دامن سے		صبا پکڑے نہ تا پردہ نہ لپٹے خار دامن سے
لگی ہے اس تمنا مین مرے ہر خار دامن سے		بشوق دل یہی کہتا ہی ہر دم خار دامن سے
کرون دو تار مین گر ہو عطا اک تار دامن سے		کہ دیکھون مین وہ رشک گل لگون گر تار دامن سے
لگے اوس شعلہ خو کی کون مجھسا زار دامن سے		لگین مژگان کو گر چھوا شک چشم زار دامن سے
اوجھ سکتا ہی کوئی برق کے بھی خار دامن سے		بجائے گل لگین اوگنے نہ کیونکر خار دامن سے
کسے گرد ہوتے دھوتے تو جدا ہر تار دامن سے		ملے گر اشک خونین چشم تر کا تار دامن سے
نچھوٹے خون میرا پر تیری ای خونخوار دامن سے		نچوڑے پر روان ہو جو خون خونخوار دامن سے
کیا تو نے کنارا ہمسی اور ہاتھون سے وحشت کے		مری جب آستین پکڑی جنون نے ہاتھ مین اپنے
گریبان ہمکنار اگر ہوا ہے یار دامن سے		ہوا چاک گریبان جیب تک اے یار دامن سے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

سنکے میری جان کنی کو کوہکن
جون صدا اولٹا پھرے کہسار سے
نقطۂ خال اوسکا سودا خیز ہے
پھرتے ہین اک پاؤن ہم پرکار سے
اوٹھ چکا وہ ناتوان جورہ گیا
وب کے تیرے سایۂ دیوار سے
توبہ توبہ کہتی استغفار ہے
وقت توبہ میرے استغفار سے
چاہیے بحر محبت مین ہمین
کشتی اوسکی تیغ لنگر دار سے
اب وہ آئی جب نگہ کو ضعف سے
کم نہین مژگان کی صف دیوار سے
تیرے ہی پاؤن پہ اے قاتل گرا
سر مرا اوڑکر تری تلوار سے
اوس دہن کا نکتۂ موزون عجب
منتخب ہے مخزن اسرار سے
صاف اک ابر شفق آلودہ ہے
زلف اوسکی سرخی رخسار سے
خاک عاشق پر اوٹھے جائے غبار
قتنۂ محشر تری رفتار سے

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی

کوہکن کے خون کا ہے یہ نشان
جو گل لالہ اوگے کہسار سے
دور کے مرکز کو لب ہے قائمی
رہتے ہین گردش مین ہم پرکار سے
اوس پری سے ڈرتے ہین آسیب و جن
کیون نہ چونکین سایۂ دیوار سے
کرتے ہین توبہ مرے ہر دم گنہ
وہ گنہ بخشیگا استغفار سے
تیغ الفت یار کی ہے پردہ پوش
ہے عیان یہ زخم دامن دار سے
کاخ چوبی سے لڑی تھین میری آنکھ
جھانکتا ہون روزن دیوار سے
سمجھا اوسکو مین ہون قربان اجل
خط جوہر پڑھ تری تلوار سے
کہنا قاصد یار سے جل جائے جان
واقف ہے تو دل کے سب اسرار سے
جائے گر گلشن مین گلرو کیون نہ پھر
جل بجھے گل آتش رخسار سے
جون بھبھوکا دل پری کا جائے دل
خورد کی گرمی رفتار سے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی	غزلیات تصنیف ہرچند سرور جہنی
فرش گل پر مجھکو ہجر یار سے	کھٹکے ہے آنکھون مین ہجر یار سے
کم نہین تار رگ گل خار سے	تار نگہہ کم نہ گل کے خار سے
آئینہ اوس شعلۂ رخسار سے	دل جلے ہے آتشین رخسار سے
گرم ہے دوکان آتش کار سے	خس نہ بچ سکتا ہے آتش کار سے
بے نصیب اوسکے ہین گر دیدار سے	ہون جو زخمی خنجر دیدار سے
سی دون آنکھون کو نظر کے تار سے	زخم کو سینا نظر کے تار سے
مارے گر سیلی وہ زلف پر عرق	تفتہ دل وہ ہون پیے گر خون مرا
جھڑ پڑین دندان دہان مار سے	کانچلی جا چھوٹ جسم مار سے
خنجر موج تبسم سے ترے	جان ستان ہے کیا کمان ابرو کا تیر
گل چمن مین ہین جگر افگار سے	خون جاری ہے دل افگار سے
وائے قسمت تلخکامی ہو نصیب	ابر نیسان کی کرون خاک آبرو
ہمکو اوسکے لعل شکر بار سے	اپنے گریہ چشم گوہر بار سے
کرتا ہے دست جنون جب کشمکش	ارغنون تن کو کہون تو ہے بجا
جی اولجھتا ہے نفس کے تار سے	صوت نالہ ہے نفس کے تار سے
یہ بھی اوس نازک بدن کو بار ہو	موسے بھی باریک کمر یار ہے
گر کمر باندھے نظر کے تار سے	کب نظر آئے نظر کے تار سے
اپنے دامن کو بچا کر جائیو	پاؤن پڑتے ہین مرے صحرا کے خار
برق میرے وادی پر خار سے	خوف کھائے سرکشی خار سے
تاکسون سے کیا رکین وارستگان	پہونچون کیونکر گلبدن کے شہر تک
اولجھے کب دامن صبا کا خار سے	آبلہ پائی ہوئی ہے خار سے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی	غزلیات تصنیف ہرچند سرد ہی
تیرے بلا کش اثر دوزخ کو کھینچ لین	سوز جگر نے سینہ جلایا تو خوف ہے
اک آتشین کمند دل شعلہ زن کے ساتھ	کوئی دم مین نکلی جان دل شعلہ زن کے ساتھ
ممکن نہین ہے ذوق علائق سے چھوٹنا	ہرچند چاک دل ہے نہ دامن سے ہم لگے
جب تک کہ روح کو ہے تعلق بدن کے ساتھ	حیف ہے کہ رہتی ہے قبا اوسکے بدن کے ساتھ

نمبر ۱۶	ردیف ی	غزلیات ۳۸ ابیات ۴۷۴
۸۲ ہین ترے رشک خط رخسار سے	۳۱	دھیان گلرو کے خط رخسار سے
دل مین آئینہ کے جوہر خار سے		دل مین کھٹکین ہین مرے کچھ خار سے
شرح فرط حسرت دیدار سے		کیا ہی بسط حسرت دیدار سے
جونگہ ہے کم نہین طومار سے		ہر سطر بھی طول ہے طومار سے
کیا ہی داغ ہے آتشین رخسار سے		تل چمکی ہے شعلہ گون رخسار سے
کم نہین دل مرغ آتشخوار سے		دل کو فوق ہے مرغ آتش خوار سے
ہاتھ اوٹھاؤ عشق کے بیمار سے		مرگ ہے راضی عشق کے بیمار سے
کوئی بچتا بھی ہے اس آزار سے		زندگی بیزار اس آزار سے
انس ہے کیا دل کو تیر یار سے		دل ہوا زخمی ہے تیر یار سے
ہے مشابہ زخم بھی سوفار سے		خون خوری ثابت لب سوفار سے
میرے طرز نالہ ہائے زار سے		گر مچاؤن شور نالہ زار سے
ٹپکے بلبل کے لہو منقار سے		مرغ دل کے کام لون منقار سے
یون نگہ نکلے ہے چشم یار سے		مست ہون مین چشم میگون یار سے
مست جیسے خانۂ خمار سے		مے نہ پیون خانۂ خمار سے

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

یاد آگیا تو اقدر عنا جو باغ مین
کیا کیا لپٹ کے روئے ہین سرو چمن کے ساتھ

وحشی کو ہمنے دیکھا اوس آہو نگاہ کے
جنگل مین بھر رہا تھا غزالا نچین ہرن کے ساتھ

ناخن ندے خدا تجھے اے پنجۂ جنون
ٹکڑے اوڑا دے جسم کی تو پیرہن کے ساتھ

افسردہ دل کے واسطے کیا چاندنی کا لطف
لپٹا پڑا ہے مردہ سا گویا کفن کے ساتھ

پایا در اثر نہ کہین رات بھر پھری
سر مارتی یہ آہ سپہر کہن کے ساتھ

اللہ رے لاغری کہ ترے ناتوان کی نعش
اوڑھی بچھے ہے بوے عبیر کفن کے ساتھ

دوزخ مین بھی پڑین تو نہ سیدھی ہون کج سرشت
آتش مین پیچ و خم ہین رسن کے رسن کے ساتھ

گندم ہو سینہ چاک فراق بہشت مین
آدم کو کیا نہو گی محبت وطن کے ساتھ

اللہ رے تاب حسن کہ اوسکا دُر بلاق
چشمک زنی کرے ہے سہیل یمن کے ساتھ

وحشت گئی نہ بعد فنا بھی مرا غبار
بابتین کرے ہے سقف سپہر کہن کے ساتھ

غزلیات تصنیف ہر چند سرودھنی

کیا بوے گل صبا تو معطر ہو مشک سے
لگ کر چلے جو کاکل رشک چمن کے ساتھ

رکھے ہے تیری چشم جو ہمچشمی آہو سے
وحشی کو تیرے انس نہو کیون ہرن کے ساتھ

پوشاک دیکھ کر کی گل نے قبا کی چاک
بیکل کلی پھرے ہے لگی پیرہن کے ساتھ

تربت مین کوئی ہمنشین اپنا نہین تو کیا
باتین کرونگا مین لب تار کفن کے ساتھ

بے مہری ماہ رو رکھے پر یہ کریگا کیا
رکھتا دلا کیون مہر ہے چرخ کہن کے ساتھ

عریان ہی دفن کرنا مری نعش قبر مین
کب لاغری سے جسم کو انس ہو کفن کے ساتھ

پھانسی ملے تو زلف کی پھانسی گلے مین ہو
رشتہ رکھون ہون زلف کی تار رسن کے ساتھ

خانہ خراب عشق نے گھر کو چھوڑایا ہے
رکھتا نہین ہے دل مرا الفت وطن کے ساتھ

تا رابنا جو چرخ پہ جا کر شرار آہ
دعوے ہے روشنی کا سہیل یمن کے ساتھ

جراح چھیڑنا کیون ہے ٹانکے دے بند کر
نکلی گا ورنہ خون نیا زخم کہن کے ساتھ

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرمدھنی
جنون کے جیب دری پر ہین خوب چلتے ہاتھ	۷	بسوی محرم ہین تیرے جو میری چلتے ہاتھ
سلوک سینہ سے بھی کچھ تو کرلے چلتے ہاتھ		سلوک تو بھی تو کچھ دے کے کرلے چلتے ہاتھ
ملا جو غیر نے عطر اوسکو دان تو رشک سے یان		مسی جو بوسہ لب لے تو رشک سے میری
لکیرین مٹ گئین ہاتھون کی ملتے ملتے ہاتھ		گھسے ہے کھال بھی ہاتھون کی ملتے ملتے ہاتھ
نہ آیا گور پہ میرے وہ بے وفا ورنہ		نکلتی جان مری دیکھہ پردہ دل سے
گلے لگانے کو تربت سے بھی نکلتے ہاتھ		جو پردہ سے ترے پردہ نشین نکلتے ہاتھ
جو چھیڑے برق کے شعلہ کو تیرا سوختہ جان		ہوئی ہے سوز تپ غم سے نبض بھی بیتاب
تو وہ کہے کہ لگا تو نہ چلتے چلتے ہاتھ		طبیب دیکھتا گر نبض کیون نہ چلتے ہاتھ
فقیر وجد مین گر ہاتھ اوٹھائے عالم سے		جو گلبدن مرا گل بازی کرتا دیکھتے ہم
تو پہونچے عرش پہ وہ کودتے اوچھلتے ہاتھ		ادا و ناز سے اوسکے کہ جب اوچھلتے ہاتھ
مریض سوز محبت کی دیکھتا گر نبض		جو روتی چشم لب میگون یاد باغ مین کر
تو پھر طبیب کے بھی آبلون سے پھلتے ہاتھ		تو خوشہ اشک سے مژگان کے کیون نہ پھلتے ہاتھ
کوئی جو کام ہو بیری مین کسطرح ہو ذوق		لکھون کیا یار کو ہر چند حال بیتابی
نہ اب ہین پاؤن سنبھلتے نہ ہین سنبھلتی ہاتھ		قلم نہ ہاتھ مین سنبھلے نہ ہین سنبھلتی ہاتھ
ہوش و خرد گئے نگہ سحر فن کے ساتھ	۱۵	صحبت جو رکھتا ہون عشق سحر فن کے ساتھ
اب جو ہے اپنی بات سو دیوانہ پن کے ساتھ		شہرت نہ کیون ہو پھر مری دیوانہ پن کے ساتھ
ہے اونکی سادگی بھی تو کس کس پھبن کے ساتھ		ابرو کو کیا کہون کہ ہے پر چین پھبن کے ساتھ
سیدھی سی بات بھی ہے تو اک بانکپن کے ساتھ		زلفین بھی کج ادائی کرین بانکپن کے ساتھ
روز آفتین نئی ہین دل پر محن کے ساتھ		مہ رو کو اُنس ہے مرے رنج و محن کے ساتھ
جب دیکھو زخم تازہ ہے زخم کہن کے ساتھ		شکوے نئے رکھون ہون مین چرخ کہن کے ساتھ

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی		غزلیات تصنیف ہر چند سردھنی
جو کنج قناعت مین ہین تقدیر پہ شاکر		دیکھو کہ دو آنکھون سے نظر آتا ہے یکسان
ہے ذوق برابر اونھین کم اور زیادہ		ہر چند نہین کوئی بھی کم اور زیادہ
۹		
اے ذوق وقت نالہ کے رکھ لے جگر پہ ہاتھ	۹	دل یاد وہ سنان کر رکھے جگر پہ ہاتھ
ورنہ جگر کو روئیگا تو دھر کے سر پہ ہاتھ		رکھتا تھا وہ کبھی ترے زانو پہ سر پہ ہاتھ
مین ناتوان ہون خاک کا پروانہ کی غبار		سمجھے اوسے وہ نکہت گل سے سوا سبک
اوٹھتا ہون رکھکے دوش نسیم سحر پہ ہاتھ		گلزار رکھے جو دوش نسیم سحر پہ ہاتھ
خط دے کے دل مین تھا کہ زبانی بھی کچھ کہی		ہے دست غم سے دامن دل چاک مثل جیب
پر اوسنے رکھدیا دہن نامہ بر پہ ہاتھ		پردہ نشین کے پہونچا نہین بالا بر پہ ہاتھ
کھاتا ہے اس مزے سے غم عشق میرا دل		پاتی حلاوت اوسکی جو وہ ذائقہ سے ہے
جیسے گرسنہ مارے ہے حلوائے تر پہ ہاتھ		مارے ہے مژگان چشم کے بادام تر پہ ہاتھ
جون پنجشاخہ تو نہ جلاؤ نگلیان طبیب		دھر کے تپش سے دل ہے کلیجا ہوا کباب
رکھ رکھ کے نبض عاشق تفتہ جگر پہ ہاتھ		رکھ دیکھ شعلہ رو مرے تفتہ جگر پہ ہاتھ
اے شمع ایک چور ہے بادی نسیم صبح		اے سیمبر نہ پاؤن تلک تیرے دسترس
مارے ہے کوئی دم مین تری تاج زر پہ ہاتھ		تو کیونکہ میرا پہونچے سر تاج زر پہ ہاتھ
چھوڑا نہ دل مین صبر نہ آرام نہ شکیب		تو بے خبر محل مین پڑا شب کو پاسپار
تیری نگہ نے صاف کیا گھر کے گھر پہ ہاتھ		باہر تھے ہم کھڑے دھرے دیوار گھر پہ ہاتھ
قاتل کبھی نہ تو نے اوٹھائی ہزار حیف		دل پر یہ خوف جان ہے کرے قتل ترک چشم
آکر ہزار کشتہ تیغ نظر پہ ہاتھ		رکھتا ہے مجکو دیکھ کے تیغ نظر پہ ہاتھ
جو دیکھے اوسکو تھام کر دل بیٹھ جائے ذوق		ہر چند پایمال ہو پاؤن سے ہوش سر
جب ناز سے کھڑا ہو وہ رکھکر کمر پہ ہاتھ		چلتا ہے جب ادا سے وہ رکھکر کمر پہ ہاتھ

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

وہ دل کو چرا کر جو لگے آنکھ چرانے
بھرمائے ہوے جای جو کثرت سے ادھر کو

یارون کا گیا اوپہ بھرم اور زیادہ
کم آنے سے یان کے ہی بھرم اور زیادہ

دکھلائے جو وہ صید فگن چشم کی شوخی
یک چشم بھی گر دیکھے تو چشم آہوی چشمان

ہوا آہوے رم دید کو رم اور زیادہ
ہو وحشی دل کو مرے رم اور زیادہ

جو پیٹ کے ہلکے ہین پچے بات کب اونسی
گر حسن کہون شیر گون اوسکا تو عجب کیا

روکین تو اوبھر جاے شکم اور زیادہ
ہے نرم ملائی سے شکم اور زیادہ

صید دل عاشق ہین ہی مصروف وہ کافر
کعبہ کا بنا طاق ہے طاق خم ابرو

بے خوف ہین اب صید حرم اور زیادہ
شائق ہون نے طوف حرم اور زیادہ

گر سرمہ کرے خاک خرابات کو صوفی
گر حال لکھون چشم کے کچھ عشوہ گری کا

سوجھین اوسے پھر لوح و قلم اور زیادہ
مژگان کے قلم سے نہ قلم اور زیادہ

کیا قہر ہے جتنا کہ وہ چاہت سے رکی ہی
تھوڑی ہی سی چاہت سی گری چاہ ذقن مین

اتنا ہی اوسے چاہین ہین ہم اور زیادہ
ڈر ہے جو گرین چاہ کو ہم اور زیادہ

کیون ہمنے کہا تجھسا خدائی مین نہین اور
آئینہ مین دیکھ ہے جو صورت کو تو واللہ

مغرور ہوا اب وہ صنم اور زیادہ
ہے حسن پہ نازان وہ صنم اور زیادہ

اس عاشق بیچارہ کا ہے آج برا حال
دنبل سا یہ پکتا تھا کلیجا مرا پہلے

گریہ سے ہے آنکھون پہ ورم اور زیادہ
اب درد سے ہے حبس و ورم اور زیادہ

ہی باغ جہان مین تجھے گر ہمت عالی
دل پیچ مین آیا مرا کب پیچ سے چھوٹے

کر گردن تسلیم کو خم اور زیادہ
زلفون کو نہ دو پیچ سے خم اور زیادہ

لیتے ہین ثمر شاخ ثمر ور کو جھکا کر
ہو دشمنون کے دل پہ نیسا کثرت حسرت

جھکتے ہین سخی وقت کرم اور زیادہ
کر پہلے سے اے یار کرم اور زیادہ

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

کیا ہو دیگا دو چار قدح سے مجھے ساقی
ہین لونگا ترے سر کی قسم اور زیادہ

اے خنجر خونخوار نہ برش مین کمی کر
ہان تجکو مرے سر کی قسم اور زیادہ

ہے روغن نفطات مرے گریہ مین انجم
بھڑکے ہے جو یون آتش غم اور زیادہ

سرعت ہے ابھی نبض مین جون موج برق
کیا ہوگا جو ہوگی تپ غم اور زیادہ

بیٹھے سر بستر یہ پڑا پاؤن کہان تک
بس پاؤن نہ پھیلا شب غم اور زیادہ

لذت سے محبت کی ہی ہر زخم جگر کو
ذوق نمک درد و الم اور زیادہ

کرنے کو سیہ نہ ورق چرخ کو اے دل
نالہ سے نہین کوئی قلم اور زیادہ

گر میری طرح دوش پہ ہو بار محبت
ہو پشت فلک مین ابھی خم اور زیادہ

ہو جسکو پس از مرگ بھی یاد دہن تنگ
تنگا اے سکو کرے کنج عدم اور زیادہ

ہستی تنک یار نے کچھ پھونکا ہی ایسا
اوبھرے ہی حباب لب یم اور زیادہ

غزلیات تصنیف ہرچند سرھنی

چڑھ جاؤن جو یک سر بام عشق پہ تیرے
شہرت ہو ترے سر کی قسم اور زیادہ

سودا ہے ترا سر مین پھرونگا سر بازار
سرنام ہون ترے سر کی قسم اور زیادہ

اس آب مین اشکون کے وہ روغن کا اثر ہی
ہے شعلہ فشان شورش غم اور زیادہ

گھٹتا نہ کسیطرح نہ بڑھتا ہی رہی ہے

غمخوار کے بن کیون نہو غم اور زیادہ

بس شام سے بھی تیرہ مرا روز سیہ ہے

کیا ڈالے مصیبت شب غم اور زیادہ

بھولے نہ ابھی وصل مین تھی حسرت و ارمان
ہوے یاد جدائی سے الم اور زیادہ

گر لکھون مین شورابہ اشکون کا کچھ احوال
بھٹ جائے نہ کیون زخم قلم اور زیادہ

گر ہاتھ سے ہم چھوئین ترے کاکل خمدار
بل کھاکے نہ کیون پیدا ہون خم اور زیادہ

کہنی لگا دل پائی نہ جب کوے کمر کی
کیا دور ہے وہ راہ عدم اور زیادہ

اس دیدۂ گریان کا جو پہونچا وہان سیلاب
طوفان سی بھی ہی جوش پہ یم اور زیادہ

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

کچھ کی رقم شوق نے تاثیر جو پیدا
اوسے ٹھنے لگا قاصد کا قدم اور زیادہ

ہے سوز محبت سے تری خاک مین گرمی
کیونکر نہ اوٹھاوے وہ قدم اور زیادہ

مہمیز سر خار سے نکلا سر صحرا
کچھ تو سن وحشت کا قدم اور زیادہ

چالیس قدم ساتھ وہ تابوت کے آئی
کیا ہو جو بڑھین چند قدم اور زیادہ

دشمن کی نہ جا سیدھی نگاہون پہ کہ جو تیغ
سیدھی ہی تو ایک دو سمین ہی دم اور زیادہ

ہے نکہت ریحان کا دماغ اب کسی تجھ بن
آتا ہے مرا ناک مین دم اور زیادہ

کہتا ہے مرا شوق جراحت کہ صد افسوس
اوس تیغ دو دم مین نہین دم اور زیادہ

کہتا ہے گلے لگ کے مری وہ دم خنجر
بے عشق کا بھرا دسکے تو دم اور زیادہ

اوس زلف کی ماری کی اگر خاک کو جائی
پیدا دم افعی مین ہو سم اور زیادہ

اوس شوخ ستمگر کو مری مرگ ہی منظور
ہی زہر نہ کھانا مجھے سم اور زیادہ

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

کچھ خامہ لکھے حال جو سرگرمی دل کا
چلنے لگے کاغذ پہ قدم اور زیادہ

تھی پہلی ہی زیبا رچی اور مہندی ہی خوشرنگ
کیسہ ہین نگارین وہ قدم اور زیادہ

ہو صحرا کے چلنے پہ خط سبز کا گر دھیان
سرسبز ہو سبزہ سے قدم اور زیادہ

سو بار کہا آبلہ پائی سے چل اوس تک
بولی نہ چلون ایک قدم اور زیادہ

قاتل بھی مرے قتل سے دم کھینچ گیا ہی
خنجر مین رہا جب کہ دم اور زیادہ

کوئی دم ہی کا مہمان ہی دم آمری ہمدم
لے سکتا نہین دم ہی یہ دم اور زیادہ

ضعف ہی ترے بیمار کو دم لے نہین سکتا
چڑھنے سے چھڑھی بام کی دم اور زیادہ

بے دم سا ترا کشتہ سر خاک پڑا ہی
دھر سر پہ ترے پا سکے تو دم اور زیادہ

خط سبز ہے اور سر پہ بندھا چیرا بھی سبز ہے
چڑھ جائی تو کیون دل پہ نہ سم اور زیادہ

زخمی ہون جو اوس زہر بجھی تیغ نگہ کا
ہو مرہم زنگار سے سم اور زیادہ

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

اس بحر مین کیا چند غزل ای ذوق نے بھی لکھی ہے
ہان وزن کو جسکے سنکر شادان روح خلیل دلخوش ہو

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی

گو رکھتا ہی گردون ابلہری پر مجھپر مہربان ہوجاے کے
خوف ہو سر چند کیا ہمکو جب جاہی خلیل دلخوش ہو

غزل ۴ — ردیف ہ نمبر ۱۵ — ابیات ۷

۷۸

مرتے ہین ترے پیار سے ہم اور زیادہ — ۳۹ — بیزار نہون کسیلیے ہم اور زیادہ
تو لطف مین کرتا ہے ستم اور زیادہ — ہون رحم کے بدلے جو ستم اور زیادہ
دین کیونکہ نہ وہ داغ الم اور زیادہ — مانگے تو مین دون داغ الم اور زیادہ
قیمت مین بڑھے دل کی درم اور زیادہ — لون حسن کا سودا دے درم اور زیادہ
ساتھہ اپنے ہے اب فوج الم اور زیادہ — ہی غم کی پڑی فوج الم اور زیادہ
کر تو بھی بلند آہ علم اور زیادہ — کر مژگان کھڑے اپنے علم اور زیادہ
تیز اوسنے جو کی تیغ ستم اور زیادہ — کر دل پہ ستمگر نہ ستم اور زیادہ
مشتاق شہادت ہوے ہم اور زیادہ — دل دے کے ہین تنگ جان سے ہم اور زیادہ
سر کٹ کے سرافراز ہین ہم اور زیادہ — دل دی ہوے جان باز مین ہم اور زیادہ
جون شاخ بڑھے ہو کی قلم اور زیادہ — قط دینے سے ہو تیز قلم اور زیادہ
گر شرح جنون کیجے رقم اور زیادہ — گر گریہ کا ہو حال رقم اور زیادہ
ہو چاک ابھی جیب قلم اور زیادہ — اشکون سے ہو پر چشم قلم اور زیادہ
دیتا ہے وہ دم باز جو دم اور زیادہ — گلرو جو ہمین دیتا ہے دم اور زیادہ
شیشہ کی طرح پھوٹے ہین ہم اور زیادہ — غنچہ کی طرح پھولین ہین ہم اور زیادہ
گھبرانا جو یاد آیا ترا ہو کے ہم آغوش — گلرو کے مرے کوچہ کی گر سیر کرے وہ
گھبرانے لگا سینہ مین دم اور زیادہ — ہو باد صبا مین نہ کیون دم اور زیادہ

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

مونہہ تیرا سیہ رو صبح ہجران مجھسے خصت مہوش ہو
کیون کھینچون آہ کہ خود بھی پنہان زیر دود آتش ہو
کبر زیر شراب ناز دکھا تو ساغر چشم کافر کو
تا زاہد پاک ملوث ہو یا صوفی دلکش میکش ہو
تم وہ وہ زخم دل پر میرے کرتے ہو دکھلائی کو
پر برش تیغ ناز سے اپنے دل مین کرتے عشعش ہو
دل نخل مین قد کی جون زکریا چبھ کر چشم کافر سے
اب ارہ جنبش ابرو سے کیونکر نہ زیر کش کش ہو
لبیک ولے ذران ناقوس و حرس یا خندہ تقلقل تا لہ نے
دل کھینچے مین ہان کوئی ہو پر ایک نوائی دلکش ہو
بن تیرے گر کی آرائش دشمن جان ہو عاشق کی
محراب طاق کمان بن جائے دستہ نرگس ترکش ہو
مانند نگہدان چرخ پر انجم حق نے بنایا اس خاطر
تا ہر شب خم حسرت اپنا ہجر کی رات نمکیش ہو
گر کلک آہ بھرون مین تو سرمہ دود دل سے پھر
سب صفحہ ماہ منور کا جون سینۂ باز منقش ہو
جب ضعف سے مجکو غش آیا تو ملنے سے کیا وہ کہتا ہے
بس غش نکرو معلوم ہوا کچھ مرزا پر تم حد غش ہو
اک خون کا دریا جذب کیا ہے خاک کوئی قاتل نے
ہان دفن کو اسکے کشتون کی ایسی ہی زمین دلکش ہو

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

طلوہ فگن جب بام کے اوپر چڑھکر وہ میرا مہوش ہو
دیکھہ کے تاب حسن نہ کیون بیتاب یہ مہر کی آتش ہو
چڑھکر اوسکا نشہ نہ اوترے مستی مین مخمور رہے
جو ساقیا اس خمخانہ مین اوس بیگون چشم کا میکش ہو
غمگین پاکی غم ہجران پوچھتے ہو گو کیا غم ہے
دیدہ گریان دیکھہ مری پر ہنسکر کرتے عشعش ہو
ای ابرو کمان آگوشہ مین مل بیٹھین دونون ایک جگہ
کیسے ہمسے رکتی ہو کیون اور کھنچی دل مین کش کش ہو
چشم کی چتون ناز و ادا ابرو کی اشارے ہوش ربا
جان بازون کی دل لینے کو دو ایک ادا دلکش ہو
تیر نظر کا سینہ ہو تو وہ لخت جگر بھی بنے ہدف
قربان کرے دل جان کو نکیون جب نیچے کمر تیری نگش ہو
دھیان رہے ہی حسن ملیح کا نمک کی لذت جذب کرے
گر قاتل قتل زبان خنجر خون سے میری نمکیش ہو
کھائی جو سوز مین مار نظر کی سینہ پہ اپنی داغ بداغ
طائر دل داغون سے نکیون طاؤس کی طرح منقش ہو
یار یون ہمسے کہتا ہے مین غمزہ و عشوہ و ناز و ادا
معلوم نہین ہوتا ہے مجھے کس بات پہ میری تم غش ہو
اگر آپ ہین پردہ نشین تو کیا ہے پردہ مین ہی کہیے کچھ
سنون مین گوش دل سے نکیون گر کوئی سخن دلکش ہو

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

۷۶

تمنا نہین ہی کہ امداد دل کو تپش کا صلہ ہو کہ شرط وفا ہو
یہی حق ہی قاتل اگر حق ولائی یہ بسمل تری پاؤن پر جان بحق ہو
کتاب محبت مین اے حضرت دل بتاؤ کہ تم لیتے کتنا سبق ہو
کہ جب آنکر تم کو دیکھا تو وہ ہی ہی دست افسوس کے دو ورق ہو
کرو دونون آنکھون کے طبقے یہ روشن کہ ہو ایک یہ شمع چار طبق ہو
سنا ہی کہ تم نور سے اپنے کرتی منور یہ اک جلوہ جودہ طبق ہو
یہ گیسوؤن کا اوس مانگ کے بیان بتا ہی کہ اون تیرہ بختون کے مرقد پہ کوئی
اگر سنگ موسی کا تو دیکھ رکھدی تو رکھتی ہی بس درمیان سے وہ شق ہو
مری زندگی تھی بھی اے ستمگر مسیحائی جو کر گئی تیری ٹھوکر
کہ ٹھکرایا تو نے تو یہ تھا سمجھکر نکلجائی جان کچھ سند ہو
اگر رشک گلشن نہو مجھسے باہم تو گلشن مین ہووے یہ مستی کا عالم
چٹکنا ہو غنچون کا آواز ضیغم چمن مچکوا کی ادی ہی دق ہو
اگر زخم سینہ سی بھاہا اوٹھاؤن تو خوشہ مخمر کو تب ہی چڑھاؤن
وگر سینہ داغ دل کو دکھاؤن تو صبح قیامت کا سنہ دم مین فق ہو
یہ بحر و قوافی غزل کی بدلکر تم اک غزل کر کہ اے ذوق جسمین
نہو لفظ مغلق نہ تعقید مطلق غرض الجملہ کچھ ہو تو مضمون لوق ہو

۷۷

جس ہاتھ مین خاتم لعل کے ہی گرا وسمین زلف سرکش ہو
پھر زلف نہی وہ دست موسی جسمین اخگر آتش ہو
ای قاتل حلق بریدہ ہی اک شعلہ دل جو سرکش ہو
تر روشن حلقہ جیب سی اپنے دیکھیہ تنور آتش ہو

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی

۸

سو جان سی یہ آرزو دل مین مری کہ دلبر تری غم کا پیدا قلق ہو
نہ جینا خوش آئی سو ہون مرنے پہ راضی کہ تیری رضا مین مری جان بحق ہو
دلا پڑھنی اب درد دیوان کا تو کیا مکتب عشق مین تم سبق ہو
رہو کھیلتی کچھ ہی بکھنا نہ پڑھنا لیے ہاتھ مین داغ دل کے ورق ہو
پری دیکھتی ہوش اوڑ جاتا اوسکا سر کیک حسرت سے پامال ہوتا
تری پاؤن کی چال بھولے نچال سمجھون ہلالے ہو جلپے سی جودہ طبق ہو
وہ مہ رو کی گوہر بھری مانگ سر پر کہ چشم ستارونکی اوسپر نظر ہی
عروس فلک بھی اوسی دیکھے گر نکلیو کہکشان سے جگر اوسکا شق ہو
ہوئی حالت تنع دیکھو ہمارے تری آنکی رہتی ہی انتظاری
نہ آئی اگر جانی تو جان جائے ہی تن مین باقی جو سد رمق ہو
نہو گر وہ رشک بہاری گھر کر اندر تو ہو سایہ دیوار کا دیو پیکر
بسی گھر کنندر سمجھون ویرانہ ہو کر نکلیون شہر اک وادی دق ہو
جو اوس شنگ گل کی جدائی کا ہی غم چکھین چشم سی شنگرف گلگون ہر دم
نہ ہی زرد رنگ زعفران سے مرا کم گل حنا کا دیکھے منہ دم مین فق ہو
کیا زلف کافر کا مصرع سے موزون کہ ہی ہو جسکا پیچیدہ مضمون
رکھی سر مین ہی سو اہر چند تو کیون کہی معنی کیا تو جو معنی لوق ہو

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

یہ تنگنائے دہر نہین منزل فراغ
عاقل نہ پانوں حرص کے پھیلا سوکیجئے تو
آوارگی ہے کوے محبت کے ہاتھ اوٹھا
اے ذوق یہ اوٹھا نسکیگا کھکیجئے تو

موت ہی سے کچھ علاج درد فرقت ہو تو ہو
غسل میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو
ہو تو ہو آباد کیونکر یہ خراب آباد دل
عشق غارت گر اگر دنیا سے غارت ہو تو ہو
کہتے ہین شور قیامت جسکو وہ اے چشم یار
تیرے مستون کی صفیر خواب غفلت ہو تو ہو
گر پڑے ہے آگ مین پروانہ ساکرم ضعیف
آدمی سے کیا نہو لیکن محبت ہو تو ہو
انتظار یار مین جو چشم ہو جاوے سفید
مردمک اوسمین کہان ہو داغ حسرت ہو تو ہو
آدمیت سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ
پست ہمت یہ نہو اور پست قامت ہو تو ہو
اب زبان پر بھی نہین آتا کبھی الفت کا نام
اگلی مکتوبون مین کچھ رسم کتابت ہو تو ہو
آج اک بگڑی ہوئی تھی میکدہ مین رند سے
ذوق وہ تیری ہی دستار فضیلت ہو تو ہو

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی

گو قبر کا مکان نہین تنگ ہے فراخ پر
زیادہ کفن سے پاؤن نہ پھیلا سوکیجئے تو
جھاڑو پہاڑ رنج کے ہین راہ عشق مین
وان چلنے کی نہ ہر چند کر کچھ کھکیجئے تو

۸ حب خال رخ دوائی درد فرقت ہو تو ہو
کیا کرین اور حکما اوس عیسا سے صحت ہو تو ہو
ہوتا خاکستر مین ہے اکثر زر گر بھی گم
عالم پیری مین سیم عشق غارت ہو تو ہو
چشم مست ناز ساقی کی جو دیکھی تاک پر
زاہد دل نشہ سے سرشار غفلت ہو تو ہو
جائی جل آتش مین زن شوہر کی سوز عشق سے
زندہ جلنا ہو کہان لیکن محبت ہو تو ہو
دی دی دل عاشق ہوی جو جو گئی ہین جان سے
عیش و عشرت کب نصیب ہو رنج حسرت ہو تو ہو
رلزلہ ڈالا فلک پر شور نالہ نے مرے
اور قیامت زاز مین پر تیر اقامت ہو تو ہو
ہین مکدر وہ کہ پیغام زبانی تک نہین
پر صفائی ہونے پر خط و کتابت ہو تو ہو
لکھتا ہر چند کیون جواب غزلیات ذوق سے
علم تجلو کب فضیحت کی فضیلت ہو تو ہو

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرمدھنی
رہی ہی ہر طرح سی صیدی کی کبوتر کی طرح	دم بسمل کوئی دم تڑپی تپش سے صیاد
ہاتھ سے اوس بت بیدرد کے ایذا ہمکو	ٹھنڈے ہوکر ہوے جب کچھ نہ تھی ایذا ہمکو
صید ہی مین نہ فقط ذبح کا کچھ قصد رہا	عشق ظالم نے عبث دام مین اپنے کر بند
صلح بھی ٹھہری تو بچھڑ کائے کے چھوڑا ہمکو	رکھتا ہے رنج و مصیبت مین نہ چھوڑا ہمکو
ذوق بازیگہ طفلان ہی سر اسر یہ زمین	سوز سی جل اوڑون ہر چند ہون مرغ آتش خوار
ساتھ لڑکون کے پڑا کھیلنا گویا ہمکو	داغ دل دانۂ بار دہ مین گویا ہمکو
رند خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو	لالہ نہ میرے اس دل داغی کو چھیڑ تو
تجکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو	اپنے حساب داغ جگر کو نبیڑ تو
ناخن نہ دے خدا تجھے اے پنجۂ جنون	گھر ڈوبے خون سی چشم کا اے سوزن مژہ
دیگا تمام عقل کی بخیہ اودھیڑ تو	زخم جگر کے میرے نہ ٹانکے اودھیڑ تو
عمر رواں کا تو سن چالاک اسلیے	شہر عدم مین پہونچے نہ کیون جلد اے عمر
تجکو دیا کہ جلد کرے یان سی ایڑ تو	ہر دم لگا نا دم سی ہی اوسکو جو ایڑ تو
اے زاہد دورنگ نہ پیر آپ کو بنا	آشام سے اے نوجوان ہو ساری رات عیش
مانند صبح کاذب ابھی ہے اودھیڑ تو	آکر کے آدھی رات بنے کیون اودھیڑ تو
اوس صید مضطرب کو تامل سے ذبح کر	کیجے زبان بند کہ میرا بھی منہ کھلے
دامان و آستین نہ لہو مین لتھیڑ تو	لنسانی سے نہ باتون مین ہمکو لتھیڑ تو
جو سوتی بھیڑ باعث غوغا جگائے پھر	کل جا کے شب کو اولٹے پھری آئین آج پھر
دروازہ گھر کا اوس سگ دنیا سی بھیڑ تو	دروازہ اپنے شام سے گھر کا نہ بھیڑ تو
مر جائیگا جو تیر اگر فتار دام زلف	سوز جگر ہے آتشین رو کا جو بعد مرگ
تربت پہ اوسکے جال کا پائیگا پیڑ تو	پائے جما چنار کا مرقد پہ پیڑ تو

غزلیات تصنیف دوق دہلوی

ٹپکیہی جاے عرق ہر تن موسی پیکان
یہ ہمدمی کیا تیر جفا کا ہمکو
ہمسفر ہو نہ سکا کوئی بھی اپنا لیکن
جادہ پہونچا نے گیا تا لب دریا ہمکو
سنگدل بیتن دن اب گور مین بھی بھاری ہین
ہے سوم مین تری آنے کا جو دھڑکا ہمکو
تو ہنسی سے یہ کہہ رہے ہین ہم بھی تہ سر
مار ہی ڈالے گا بس شک ہمارا ہمکو
پھرتے ہی آنکھ کے پھیرین کر گئی پر خنجر
ہو چکا آپ کا معلوم ہے ایما ہمکو
گرمئ تپ سے ہوا سوز درون جو افشا
آگیا مارے خجالت کے پسینا ہمکو
حسرت ای خواری وحشت کہ گریبان کا تار
ہو گیا ضعف سے تار رگ خارا ہمکو
کھانے پینے کی قسم کھائی ہے تجھہ بن ہمنے
ورنہ ہے زہر تو ہر طرح گوارا ہمکو
وصل کا اوسکے تصور جو بندھا رہتا ہے
تو مرے ہجر مین بھی آتی ہین کیا کیا ہمکو
دل مین لشتر نگہ یار کا آ ئے کھٹکا +
وہی بیش آیا جو مدت سے تھا کھٹکا ہمکو

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

سر جھکا سر کو کٹایا نہ قدم بھر سرکے
گلہ قاتل کی نہین تیغ جفا کا ہمکو
بحر خوبی کے رکھین سوز سے ہم تشنہ لبی
کرے سیراب کیا آب لب دریا ہمکو
ہوتے ہجر کی سرسام سے شاید خفقان
تیسرے دن کے ہی ہجران کا دھڑکا ہمکو
کیا کرون تخت سلیمان کہ پری ہی مین ملون
بے پرون مرغ جو ہو شوق ہمارا ہمکو
پھیرتے ہی بت کے پھیر ہی ہماری خدائی ہمسے
تھا مقدر کا ہمارے یہی ایما ہمکو
سمجھے ہم ہین شب تیرہ ہین چمکتی تاری
آگیا مارے خجالت کے پسینا ہمکو
غم سے اون سنگدلون کی وہ گران جانی ہے
ہو گیا لخت جگر بھی سل خارا ہمکو
دل بیمار نے تو کھائی قسم کھانہ دوا
کالیان کھانی تری پر ہین گوارا ہمکو
ہمدم اکدم کو نہ پاس آیا رہا دور ہی دور
رکھا دم باز نے دم دھوکہ مین کیا کیا ہمکو
مثل کٹکی کے کھٹکتے ہین جو ہم نالہ سے
کیا بنایا ہے عجز عشق کا کھٹکا ہمکو

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

جسکی آواز سے ہون رنگتی سوہان کرکھڑی
وہ محبت نے دیا سلسلۂ پا ہمکو
ہم متبرک ہین پس اب کرے زیارت مجنون
سر پہ پھرتا ہی لیے آبلۂ پا ہمکو
ہے وہی جنبش لبہای جراحت پس قتل
کس لب تیغ کے بوسہ کا ہے لپکا ہمکو
ہم وہ ہین گرم رو راہ وفا جون خورشید
سایہ تک بھاگ گیا چھوڑ کے تنہا ہمکو
ٹپکا مژگان سے لہو ہو کی جگر آخر کار
ایک مدت سے اسی ٹپکے کا ڈر تھا ہمکو
خال سرمہ کا تھین چاہیے زیبائش کو
اختر سوختہ ہے اپنا ہے زیبا ہمکو
یہ تو یون مضطرب اے سینہ ہین لاکھون روزن
دل کا رہنا نظر آتا نہین اصلا ہمکو
کون غلطیدہ تھا خاک سر کوبر تیرے
خواب شب بستر مخمل پہ نہ آیا ہمکو
اک حلاوت ہی عداوت مین بھی اوس ظالم کے
کہ اگر زہر بھی دیتا ہے تو میٹھا ہمکو
دیکھا آخر کہ نہ پھوڑی کی طرح پھوٹ بہی
ہم بھری بیٹھے تھی کیون آپ نی چھیڑا ہمکو

غزلیات تصنیف ہرچند سرمدھنی

سر مین سودا تھا تری زلف کا پہلی ہی مجھے
پیچ کا کل ہوا اور سلسلۂ پا ہمکو
کوچۂ یار مین کیونکر چلون آگے کی طرف
ہاے لیس پا کرے ہے آبلۂ پا ہمکو
خاک جا اوسکی گلی مین مری اور کر لس مرگ
زیست مین جانی کا کیونکر چھٹی لیکا ہمکو
ہمنشین ہمنے کیے درد و غم و رنج والم
جب وہ بے درد گیا چھوڑ کے تنہا ہمکو
خال کا دانہ دکھا پکڑا مرا طائر دل
ارے صیاد ستمگر یہ ہی ڈر تھا ہمکو
دے نہ تو باغبان گلدستہ گل گو ندہمین
سینہ پر داغ گلون سے ہوا زیبا ہمکو
خون دل پیتے رہی جب سے ہوے ہم پیدا
شیر دایہ نے پلایا نہ تھا اصلا ہمکو
آئے گو شوق ملاقات و غم ہجر مین خط
وصل کا کوئی بھی پیغام نہ آیا ہمکو
یار کو ہے لب شیرین سے جو دشنام دہی
زہر دیتا ہی کیا حکمت سے وہ میٹھا ہمکو
دل تھا اومڈا ہوا آنکھون سے رواں اشک ہوے
درد نے ہی کیون بزردی سے چیرا ہمکو

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

۳۳

آسمان اور وہ انسان بنا تا ہمکو
خاک مین تھا مگر اس ڈھب سے ملانا ہمکو
ذبح کیون کرتی ہے فتراک سے باندھا ہمکو
چھوڑ ہونے دے تڑپ کر ابھی ٹھنڈا ہمکو
دل شکستہ مگر اوس یار نے سمجھا ہمکو
خط بھی جو خط شکستہ ہی سے لکھا ہمکو
باعث رشک ہوا عشق ہمارا ہمکو
تجھپہ بن دیکھے ہی غش جسنے کہ دیکھا ہمکو
کر دیا گرنے نے آخر سبک ایسا ہمکو
لے گئے اشک بہا جون کف دریا ہمکو
اس پہ مرتے ہین کہ کیون غیر کو تونے مارا
وہ نصیب اوسکو ہوئی تھی جو تمنا ہمکو
خط تو ام سے لکھو گور پہ تاریخ وفات
کہ رہی وصل کی تا مرگ تمنا ہمکو
واہ قسام ازل صدقہ ہم اس قسمت کے
جام عشرت اوسے اور داغ تمنا ہمکو
ہم وہ ہین رند کہ اس عالم بیری مین بھی
انس میخانہ سے جو پنبۂ مینا ہمکو
نہ اوٹھین شور قیامت سے بھی وہ مست ہین ہم
کہے جب تک کہ نہ قُم قُم لب مینا ہمکو

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی

چمن دہر مین کیون گل نہ بنا تا ہمکو
ہوتا منظور جو گلرو سے ملانا ہمکو
ملی پھانسی رسن دار سے باندھا ہمکو
اب تو سرگرمی ہے آپ پانی دے ٹھنڈا ہمکو
خار گلرو نے گل عشق کا سمجھا ہمکو
خط بھی جو خامۂ مژگان سے ہی لکھا ہمکو
شوق دل اور کرے کیا یہ ہمارا ہمکو
کیا بتیاب جو شید ائی سا دیکھا ہمکو
کثرت غم نے کیا گریان ہے ایسا ہمکو
کم ہے اک اشک کے قطرے سے بھی دریا ہمکو
ہے یقین ہجر رہے وصل نصیب ہو نہ کبھی
زیست مین مرگ کی کیون ہو نہ تمنا ہمکو
لکھ کے خط وصلی پہ بھیجون کہ تجھے ہو معلوم
کہ ترے وصل کی ہے دل مین تمنا ہمکو
خواہش وصل رکھی ہے تری یہ کاہش دل
آفت جان ہوئی دل کی تمنا ہمکو
مست جون پنبۂ سر مینا ہون مے کب پیون
ساقیا دیتا ہے بوسہ لب مینا ہمکو
دوستی وہ ہے جو مل دوست رہین ہون نہ جدا
کہتے خمخانہ مین ہین بادہ و مینا ہمکو

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

اپنا ہے کعبۂ مقصود فقط گوہر دل
طوف گرداب صفت چاہیے اپنا ہمکو
لگ گئی آنکھ جو سودے مین تری زلفون کی
شب سیاہی نے کئی بار دبایا ہمکو
حرف تلخ اوس لب شیرین سے ہر اک بات پہ آہ
ناصحا سنتے ہین ہم کچھ تو ہے میٹھا ہمکو
خاک سے کیونکہ ہمارے گل رعنا نہ اوگے
کہ کسی گل کی دورنگی نے ہے مارا ہمکو
ایکدم عمر طبیعی ہے یہان مثل حباب
فکر امروز نہ ہے نہ غم فردا ہمکو
جتنے عاشق ہین ہم ایک کا ہے ایک غریز
شمع سے چاہیے ہے خون کا دعوا ہمکو
کیا ستم ہے کہ پے قطع رہ عشق فلک
ارہ سان دیتا ہے دندان کی عوض پا ہمکو
دل مین تھی قطرۂ خون چند سو مانند انار
ل گئین خاک مین جو صورتین ہے اونکا خیال
کیون نہ فانوس خیالی ہو بگولا ہمکو
ہم نہ کہتے تھے کہ ذوق اسکی تو زلفون کو نہ چھیڑ
اب وہ برہم تو لیوگی سے تجھے یا ہمکو

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی

تری رسوائی کا ہے قاتلا دل پر ارمان
قتل ہونے سے نہ کچھ غم ہوا اپنا ہمکو
جا گزین عشق پیرو ہے جو دل کی راہ پر
سایہ آسیب نے ہے نیچے دبایا ہمکو
بوسہ لیتے ہی لب شیرین کا گذری جان سے
قند میٹھا ہوا کیا زہر کا میٹھا ہمکو
رنگ مہندی کا اثر خاک مین تربت کی ہوگا
ہے کسی دست حنائی نے جو مارا ہمکو
آج تو عیش و طرب ہی سے بسر ہوتی ہے
دیکھین کیا رنج دے دل پر غم فردا ہمکو
اک نظر دیکھتے ہی دل کو کیا دو ٹکڑے
اس نگہ تیغ سے ہے خون کا دعوا ہمکو
بعد مردن سر تربت اوگی گل مہندی کا
دھیان دکھلاتا ہے وہ مہندی رچا پا ہمکو
چشم نم مین نہ رہا نام کو اک قطرۂ اشک
گریۂ غم نے ترے خوب نچوڑا ہمکو
اور کیا چاہیے ہمراہی میری کوئی
ہمسفر بادیۂ وحشت ہے بگولا ہمکو
مین نے ہر چند کہا عشق نکر یار کا تو
جان پر رنج و غم ہین تجھکو دلایا ہمکو

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

اثر کفر ہے طاعت سے بھی اپنے پیدا
نقش سجدہ کا ہے پیشانی پہ ٹیکا ہمکو
نخل خرما کی طرح باغ محبت مین ملا
کثرت زخم سے اک خلعت زیبا ہمکو
ایک دم تنگ وہ آئی تھی بغل مین اسپر
غم دوری سے کیا تنگ ہی کیا کیا ہمکو
تن سے کیا جان کہ جان اپنی نکلنے پاوے
ہو لبشر طی ترے آنے کا بھروسا ہمکو
آن پہونچی سر گرداب فنا کشتی عمر
ہر نفس باد مخالف کا ہے جھوکا ہمکو
ہو سکے لاغری وصف کہان مانع شوق
ترے جانب پر پرواز مین آغصا ہمکو
ہم گئے جسکی طرف جون گل بازی اوسنے
پاس آنے نہ دیا دور ہی پھینکا ہمکو
رشک تھا اپنے نوشتہ مین کہ اوس نوخط نے
خط لکھا غیر کو اور بھول کے بھیجا ہمکو
ہر قدم پاؤن مین سر رکھتی ہین خاکسر دشت
اے جنون تونے تو کانٹون مین گھسیٹا ہمکو
کرتے جون کوہ نہین ہم تو سخن مین سبقت
پردہ کچھ ہمسے سنے گا جو کہیگا ہمکو

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی

کہکشان مانگ بنی عقد ثریا جھومر
کم ستارے سے نہین ماتھی کا ٹیکا ہمکو
دیدۂ شوق سے دیکھا وہ تمامی خوبی
رشک طاؤس ہوئی صورت زیبا ہمکو
دم دلاسے مین رہے اوسکی دمون مین آکر
آیا ہمدم کہان دم دے گیا کیا کیا ہمکو
کرکے اقرار نہ کل آئی ہمون کل سے بے کل
آج کے قول کا پھر کیا ہے بھروسا ہمکو
حیوم جھوم آتے ہین جو جھومکہ ہی مونھ پر ترے
دل جھکا ہی کہ ہے جان بخش وہ جھوکا ہمکو
تب ہجران سے ہوئی لاغری جسم ایسی
آنکھون سے آئے نظر ثعلب کوئی عنقا ہمکو
پیر دہقان فلک سنگ فلاخن سمجھا
اپنے ہاتھون ہی زمین پر ہی جو پھینکا ہمکو
کب ہی نوخط کا گلہ لکھا یہ تقدیر کا ہے
دھیان رکھتا ہی جو گلروے کے خط سبز کا تو
کیا خطا تھی دلا کانٹون مین گھسیٹا ہمکو
دل و دین دے چکے ہین مانگ سے پہلے ہی ہم
بن کی جان دیکو دلبر جو کہیگا ہمکو

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

رکھہ مکدر بس اب ای چرخ نہ اتنا ہمکو
ہمنے جانا کہ کیا خاک سی پیدا ہمکو
شوق مستی مین ہی گلگشت چمن کا ہمکو
چاہیے جاے عصا گردن مینا ہمکو
ہوویگا کشتی طوفان زدہ تابوت اپنا
آگیا اپنے اگر مرنے پہ رونا ہمکو
بستگی دل کو ہی کیون اوس گرہ زلف کی ساتھ
کیا سبب کچھ نہین کھلتا یہ معما ہمکو
ہم وہ مجنون ہین کہ گرد رم آہو کی طرح
بھاگے ہے دور ہی سی دیکھہ کی صحرا ہمکو
ہم وہ ہین وحشی لاغر کہ چھپا لیتی ہے
زیر دامن نگہ آہوے صحرا ہمکو
کس سے تدبیر درستی ہو ہماری جون زلف
کہ شکستون سی بنایا ہے سراپا ہمکو
جا بجا نام تو جون نقش قدم چھوڑ گیا
خاک گم ہوکی گیا ڈھونڈنے عنقا ہمکو
اور ہمدرد کہان ہو نہوای حضرت دل
درد اب تمکو ہمارا ہو تمھارا ہمکو
پھینک کر شیشہ دل ہاتھہ سی کہتا ہی وہ مست
کیا بنایا تھا ہتیلی کا پھپولا ہمکو

غزلیات تصنیف ہر چند سرودھنی

تھا نہ معلوم یہ اے نازنین اتنا ہمکو
ناز برداری کو تیرے کیا پیدا ہمکو
کیون نہ بے کیفیت ہو پینا یہ مے کا ہمکو
یار بن آئے نظر خون بھرا مینا ہمکو
جگ ہنسائی نہ مری یار بھی اب ہنستا ہی
آتا اس بات پہ اے یار وہی رونا ہمکو
خال ابرو یا سر جیم کے نیچے نکتہ
حل اس نکتہ کا ہوتا ہے معما ہمکو
اوڑ گیا جب کہ ہوا سی مری تربت کا غبار
ابر سا آیا نظر آنکھون مین صحرا ہمکو
ہم ہین وہ مجنون کہ عریان تنی ہی پردہ پوش
دے پس مرگ کفن دامن صحرا ہمکو
جو دم رقص خرامان ہو سر ناز سی یار
پاکی ٹھوکر سے پامال سراپا ہمکو
کمر یار کہان ہاتھون سے ہاتھہ آتی ہی
کیا عجب گر نہ ملا ڈھونڈھی ہی عنقا ہمکو
ہے ندیدا ترے دیدار کا یہ دیدۂ دل
ہو میسر کہین دیدار تمھارا ہمکو
دل کی کیا سوز محبت نے اوٹھایا سر سے
پڑ اسینہ پہ نظر آیا پھپولا ہمکو

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی
کیا دشمنی ہے اہل کرم سے کہی ہے چرخ	رکھا ہوا ہے آہ مین صرصر سے کم نہین
یان تک جھکاؤن شاخ ثمرور کو توڑ دون	طوبیٰ کی کیون نہ شاخ ثمرور کو توڑ دون
احسان ناخدا کا اوٹھائے مری بلا	مثل حباب ڈوبے گا یہ چرخ کھا کے چرخ
کشتی خدا پہ چھوڑ دون لنگر کو توڑ دون	گر کاش کہکشان کی مین لنگر کو توڑ دون
ہر موج بحر عشق کو یہ بل ہے بل پہ زور	دریاے عشق کا یہ ہی کہتا نہنگ ہے
کہتی ہے دست و پاے شناور کو توڑ دون	جاؤن نکل کہ پاے شناور کو توڑ دون
نازک کلا میان مری توڑین عدو کا دل	سنگین دلون کا ٹکڑے جگر ہو کلام سن
مین وہ بلا ہون شیشہ سے پتھر کو توڑ دون	دیکھو ہنر کہ باتون سے پتھر کو توڑ دون
پھر اوس مژہ کو یاد کرے دل تو دل مین ذوق	ہر چند سخت جانی تپ سنگدل سے ہے
نشتر چبھو کے مین سر نشتر کو توڑ دون	جراح فصد گر کرے نشتر کو توڑ دون

غزل ۶ | ردیف و نمبر ۱۴ | ابیات ۴۰۵

دانہ خرمن ہے ہمین قطرہ ہے دریا ہمکو	۳۴	دے ڈبا اوسکے نہ کیون اشکون کا دریا ہمکو
آئے ہے جز مین نظر کل کا تماشا ہمکو		چشم گریہ کا دکھائے جو تماشا ہمکو
اس بلندی پہ دیا عشق نے پہونچا ہمکو		تو ہی اے آہ جگر چرخ پہ پہونچا ہمکو
کہ فلک آیا نظر خال سے چھوٹا ہمکو		ہو بڑائی تری کہہ گر کوئی چھوٹا ہمکو
ہم وہ مجنون ہین کہ دل اپنا ہے صحرا ہمکو		آہ سے آتشین ہے دل کا یہ صحرا ہمکو
اور جون خیمۂ لیلی ہے سویدا ہمکو		ہو گیا داغ جگر داغ سویدا ہمکو
اوسنے خط جو قلم سرمہ سے لکھا ہمکو		خط گلزار مین خط اوسنے جو لکھا ہمکو
لکھا ایما سے خموشی ہے یہ گویا ہمکو		بھیجا گلدستۂ گل یار نے گویا ہمکو

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

جادو ہوتا ہی اور بھی خفقان
سنکے ناصح جناب کی باتین
جام مے لب سے لونگا اب اپنے
چھوڑ شرم و حجاب کی باتین
سنتے ہین اوسکو چھیڑ چھیڑ کے ہم
کس مزے سے عتاب کی باتین
دیکھ اے دل نہ چھیڑ قصۂ زلف
کہ یہ ہین پیچ و تاب کی باتین
ذکر کیا جوش عشق مین اے ذوق
ہمسے ہون صبر و تاب کی باتین

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی

رسوا ہون عشق تیری بات مین آ
کیا سنون اور جناب کی باتین
شب خلوت مین وصل کا دن ہے
نہ کرو تم حجاب کی باتین
شیرین لب بیٹھی کر پیار سے بات
تلخ عتاب کی باتین
تو نے کاکل کو کیون سکھائی ہین
ہو بہو پیچ تاب کی باتین
یاد ہے بیتابی عشق مین ہر چند
بھولے ہم صبر و تاب کی باتین

۱۰

ہے جی مین اپنے غرۂ جوہر کو توڑ دون
آئینۂ خیال مکدر کو توڑ دون
مین کاٹ دون پہاڑ کو پتھر کو توڑ دون
پر کیونکہ غیر سے بت کافر کو توڑ دون
کیا دور جام ہو جو کہے سر پہ دور چرخ
گر چاک پر پھرے تو مین ساغر کو توڑ دون
ساقی لڑائیون سے ترے چاہتا ہی جی
باہم لڑا کے شیشہ و ساغر کو توڑ دون
راہ جنون مین جلد اوٹھاؤن ہو مین قدم
پاؤن رفیق و ہمت رہبر کو توڑ دون

اس دل کے آئینہ کے مین جوہر کو توڑ دون
دست صفا سے زنگ مکدر کو توڑ دون
چٹکی مین مل کے کوہ کے پتھر کو توڑ دون
پر کس طرح سے دل بت کافر کو توڑ دون
مینا سے اپنی دی جو نہ مے پینے کو مجھے
ڈھیلے سے مار چرخ کے ساغر کو توڑ دون
ساقی شراب دیتا نہین جی مین ہی یہی
جون محتسب خم و سبو ساغر کو توڑ دون
مانند برق پہونچون قدم مین ہزار کوس
گر کوئی ساتھ ہو دل رہبر کو توڑ دون

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

وہ سیدھی گھر کو سدھاری اور اونکی کھوج مین ہم
پھرے بھٹکتے ہوئے کوے بدگمانی مین
مبصرون سے کہو دیکھین چین ابروے یار
کہ جوہر ایسے کہان تیغ اصفہانی مین
ہمیشہ ہے مجھے سرمایہ بقا مین فنا
حباب وار ہون مین آب زندگانی مین
بجز نثار علی شاہ کون جانے ذوق
تری زبان کا مزا تیری شعرخوانی مین

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی

گو بات کرتے کسی سے نہ دیکھا ہے اوسنے
سنائی تسپہ مجھے باتین بدگمانی مین
ہزار قتل کرے وہ یہ ایک تیغ ادا
کہ کاٹ ایسا نہین تیغ اصفہانی مین
یہ آبحیوان پلا اپنی چاہ غبغب کا
بقا کو میرے فنا ہو نہ زندگانی مین
بھری حلاوت ہر چند ہے سخن مین ترے
زبان پائے کیون لذت نہ شعرخوانی مین

۱۱

وقت پیری شباب کی باتین
ایسی ہین جیسے خواب کی باتین
اوسکے گھر لے چلا مجھے دیکھو
دل خانہ خراب کی باتین
واعظا چھوڑ ذکر نعمت خلد
کر شراب و کباب کی باتین
حرف آیا جو آبرو پہ مرے
ہین یہ چشم پرآب کی باتین
یاد مین مہ جبین کے بھول گئے
وہ شب ماہتاب کی باتین
تجھکو رسوا کرینگے خوب اے دل
تیری یہ اضطراب کی باتین

سنین عاشق شباب کی باتین
نہ سنی چشم خواب کی باتین
بستی گھر ویران کر دیے دیکھو
عشق خانہ خراب کی باتین
جلتا ہے سوز شعلہ رو مین دل
پوچھہ مجھسے کباب کی باتین
ابر کی آبرو نہ کیون ہو خاک
سنکے چشم پرآب کی باتین
رشک خور کو جو دیکھ لین تارے
کب کرین ماہتاب کی باتین
سنکے حیرت سے بے حس ہو سیماب
کر کہون اضطراب کی باتین

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرمدھنی
مین وہ کیفی ہون کہ پانی ہو تو بن جائے شراب	دیکھتے ہی نشہ چڑھ جائے جسے اوتری کہان
جوش کیفیت سے تیرے خاک کی پیمانہ ہین	ساقی کیسی مے ہی تیری چشم کے پیمانہ مین
عشق کو نشو ونما منظور کب ہی ورنہ سبز	وہ تو شمع دیکھکر مضطر ہوا ور ہم دما
تخم اشک شمع ہو خاکستر پروانہ مین	بیقراری مثل میرے کب دل پروانہ مین
برق خرمن سوز دانائی ہے نافہمی تری	میرا اشک آتشین دی خرمن دل کو جلا
ورنہ کیا کیا لہلہاتے کھیت ہین ہر دانہ مین	اسقدر سوزش کہان آتش کے ہر بریان دانہ مین
کس نزاکت سے ہی دیکھو اتحاد حسن و عشق	بولے وہ یون ناز سے دست درازی کوتہ کر
زلف وان شانے کی کھینچی در دہی یا شانہ مین	چین مسکی چول کھکی در بھی ہی شانہ مین
ایک پتھر چومنے کو شیخ جی کعبہ گئے	یہ دل پر درد جون ناقوس نالہ زن ہوا
ذوق ہر بت قابل بوسہ ہی اس بت خانہ مین	دیکھا اوس بت کو جو ہر چند ہمنی جا بجا

۹

گذرتی عمر ہے یون دور آسمانی مین	ملا نہ چین مجھے دور آسمانی مین
کہ جیسے جائے کوئی کشتی دخانی مین	ہون دو دو دل سی روان کشتی دخانی مین
رکاوٹ خوب نہین طبع کی روانی مین	کہون کیا آتشین اشکون کی ہین روانی مین
کہ بو فساد کی آتی ہے بند پانی مین	تو دیکھ آنکھ سی آتش لگی ہے پانی مین
وفور اشک اگر سر باوج ہوا اپنا	بھرین ہین اشک کی پانی سی چشم جون تالاب
فلک بزنگ گل نیلوفر ہو پانی مین	نہ مردمک ہین گل نیلوفر ہین پانی مین
کہانیان ہین حکایات خضر و آب بقا	جو آیا ہستی مین شہر عدم سی جا کے لوٹے
بقا کا ذکر ہے کیا اس جہان فانی مین	بقا ہے کسکو بتا اس جہان فانی مین
نہین خضاب سے مطلب ہمین یہ موی سفید	امید کیا رکھین شیرین لبون سی ہی پیری
سیاہ پوش ہوے ماتم جوانی مین	ملی تھی عشق کی لذت نہ کچھ جوانی مین

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

شب وصال کے روز فراق ہین کیا کیا
نصیب مجھہ سے مرے انتقام لیتے ہین
ترے اسیر جو صیاد کرتے ہین فریاد
تو پھر وہ ہی نہین دم زیر دام لیتے ہین
جھکائے ہے سر تسلیم ماہ نو پر وہ
غرور حسن سے کسکا سلام لیتے ہین
ترے قتیل تباتے نہین تجھے قاتل
جب اونسے پوچھو اجل ہی کا نام لیتے ہین
ہم اونکی زور کے قائل ہین ہین وہی شہ زور
جو عشق مین دل مضطر کو تھام لیتے ہین
فقط قمر ہے نہ داغی غلام ہے اونکا
وہ مول ایسے ہزارون غلام لیتے ہین
ہمارے ہاتھہ سے اے ذوق وقت می نوشی
ہزار ناز سے وہ ایک جام لیتے ہین

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی

ابھی سے مجھہ سے شب ہجر کے عذاب و الم
بیان روز جزا انتقام لیتے ہین
نہ جیتا چھوڑے چھوڑائی تفس سے جسم کی جان
وہ مرغ دل کو کہ جب زیر دام لیتے ہین
مین اونکو جب کہ دعا دون وہ سنکے دین گالی
کروں سلام نہ میرا سلام لیتے ہین
کیا ہی نامی مجھے عشق لیلی وش نے کہ سب
ہین بھولے مجنون کو میرا بھی نام لیتے ہین
گرانی چشم ہی اونکو بزور ضعف کے ہم
جو عشق مین دل مضطر کو تھام لیتے ہین
یہ طفل اشکون کو مژگان پہ تھام لیتے ہین
لیا زلیخا نے یوسف کو مول دی زر و سیم
وہ صدہا مول بلا زر غلام لیتے ہین
ہمارے ہاتھہ سے اے ذوق وقت می نوشی
تو نقد جان کو دی مے کا جام لیتے ہین

۹۵

۸ دود دل سی ہی یہ تاریکی مری غم خانہ مین
شمع ہی اک سوز نہ گم گشتہ اس کاشانہ مین
مین ہون وہ خشت کہن بت سی اس ویرانہ مین
برسون مسجد مین رہا برسون رہا بت خانہ مین
مستی و نا آشنائی وحشت و بیگانگی
یا تری آنکھون مین دیکھی یا تری دیوانہ مین

آفتاب آئی جو اس تیرہ مری غم خانہ مین
بھول کر جائی کا رستہ ڈھونڈھی اس کاشانہ مین
ہو گیا مشہور عنقا بیٹھہ کر ویرانہ مین
مین رہا گمنام رہکر مسجد و بت خانہ مین
سر مین کیا سودا ادھی بادام چشمون کا ہوا
سنگ سی سر شکنی کی عادت جو ہی دیوانہ مین

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرو ھنی
دشنام دو کہ بوسہ خوشی پر ہے آپکے		مانگون جو چار بوسے دین شش پنج کر کر ایک
رکھتے فقیر کام نہین رد و کد سے ہین		عیار ہین کہ کام رکھین رد و کد سے ہین
برہن خنک دلون کے ہو گر خرقۂ فقیر		دلق گدائی پہنتے ہین صاف رو بھی دیکھ
سمجھو کہ کرتے برف کی پوشش نمد سی ہین		گھر آئینہ کا اکثر کرتے نمد سے ہین
وہ ایکدم کہ جسمین میسر ہو وصل یار		شب ہجر کی بسر نہو تا روز زندگی
بہتر سمجھتے ہم اوسے عمر ابد سے ہین		ہم سمجھے اسکا انتہا عمر ابد سی ہین
جتنے ہین یان فرے روش نشۂ شراب		ہم جانین آج جان سی بچے کل کا ہی خدا
ہو جاتے بے مزہ ہین جو بڑھ جاتے حد سی ہین		کوے صنم کے جب کہ گذر جاتے حد سی ہین
ہر چند ناتوان ہین مگر رکھتے دل قوی		شرگان سے دیکھو فوج کمک کو لیے ہی ساتھ
ہم عشق کی کمک سی جنون کی مدد سی ہین		لڑتی پر آنکھین ترک نگہ کی مدد سی ہین
جا ان لباسیون کی نہ ظاہر لباس پر		دیوانہ ہو کوئی جو رہ عشق مین چلا
عاری عبای ہوش و قبای خرد سی ہین		نزدیک غم سے دور وہ ہوش و خرد سی ہین
محفوظ ہین جو رکھتے در عز و قدر پر		جنکا چلن ہی نیک سی کیے ترک کام بد
ابجد کا قفل قاعدہ اب وجد سی ہین		وہ نامی نیکنامی ہین بس ابجد سی ہین
دل کے ورق پہ ثبت ہین صد مہر داغ عشق		خالون سی مہر ہر چند قرطاس رخ پہ ہے
ہم کرتے ذوق عشق کا دعوی سند سی ہین		دعوی وہ اپنے حسن کا کرتے سند سی ہین
بلائین ان آنکھون سے اونکی مدام لیتی ہین	۹	جو نام آفت جان کا مدام لیتے ہین
ہم اپنے ہاتھون کا مژگان سی کام لیتے ہین		تو ہم زبان کا دل ہی سی کام لیتے ہین
تری خرام کے پیرو ہین جتنے فتنے ہین		وہ نازکی ہی کہ ہاتھون کو بھی کمر پہ دھر
قدم سب آنکے وقت خرام لیتے ہین		ادا و ناز سے رفت خرام لیتے ہین

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

سامنے سے مری ٹلتا نہین ناصح جب تک
مغز کھانا مراد و چار گھڑی خوب نہین
فتنہ سر کش ہی جبھی تک کہ تری آنکھون نے
دست شرگان سے کوئی دھول جھڑی خوب نہین
منہ چڑھے تیغ غم عشق کی کیا منہ ہی ترا
بوالہوس تجھپہ کوئی ضرب پڑی خوب نہین
خوبرویون سے بہت آنکھ لڑی پر افسوس
قسمت ای ذوق کہین اپنی لڑی خوب نہین

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

ناز سے یار لگا کہنے نہ چھیڑو ہمکو
چھیڑ کوئی لحظہ ہو دو چار گھڑی خوب نہین
لخت دل ہمنے انگوٹھی پہ رکھا یا اونکے
دیکھکر بولے کہ کیا پہنون جڑی خوب نہین
دل تو گھبراتا ہی کیون عشق کی صدمون سی ابھی
جان پر تیرے مصیبت تو پڑی خوب نہین
دیکھی ہر چند کبھی چشم مبصر قیمت
اشک سے مژہ کے موتی کی لڑی خوب نہین

۱۴

ہفتاد و دو فریق حسد کے عدو سی ہین
اپنا ہی یہ طریق کہ باہر حسد سے ہین
مردار ہین وہ طائر سدرہ ہی کیون نہو
تیر نگاہ یار کے جو دور رس سے ہین
خورشید وار دیکھتی ہین سب کو ایک آنکھ
روشن ضمیر ملتی سراک نیک و بد سی ہین
وہ مست ہون کہ رکھتے قدح کش تہمناً
بنیاد میکدہ مری خشت لحد سے ہین
جان دادگان عشق سے پوچھو رہ فنا
اسمین جناب خضر ابھی نابلد سے ہین
چشم ثمر ہے سرو سے اونکو جو بی وقوف
رکھتے امید دوستی اوس سرو قد سی ہین

۱۴ ہم کس شمار مین یان حسد کے عدو سی ہین
شش پنج ہی نہ دل مین کہ خارج حسد سی ہین
کشتے ہون اک اشارے مین کیونکر نہ غمزدہ
یان بچتے کون خنجر ابرو کی زد سی ہین
مانے نہ نفس میرا جو کرتا ہے کار بد
ہم کیا کرین گو واقف ہر نیک و بد سی ہین
ہم سمجھتن کے سوز سے ہو کشتہ مر گئے
مفلس لین کار کیمیا خاک لحد سی ہین
پہونچو گے کیسے عشق کی کوچے مین جا کے تم
اوس رہ روی سے آپ دلا نابلد سی ہین
پھل پایا مار پستان کا اسکے سوا بھی ہم
سیب ذقن کی آس رکھین سرو قد سی ہین

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

لبسمل تیغ محبت کا لب ہر زخم دل
ہونا والی شور و واویلا دوا حسرت نہین
منہ مین گر پانی چواوے یار اپنے ہاتھ سے
مرگ کی تلخی سے شیرین تر کوئی شربت نہین
ہر نوشتہ مین تری بیمار کے صحت کہان
جسکے نسخہ مین دوا کی لفظ کو صحت نہین
کھا کے زخم تیغ قاتل جو بجا لائے نہ شکر
کوئی بھی اوس سے زیادہ کافر نعمت نہین
خاک ہوکر بھی فلک کے ہاتھ سے ہمکو قرار
ایک ساعت مثل رنگ شیشہ ساعت نہین
خانہ ہستی کا اپنے صحن ہے دشت عدم
روز کر لیجے چہل قدمی مگر رخصت نہین
میری وحشت پاؤن پھیلائے تو پھر دونون جہان
ہون اگر یک عرصہ میدان تو کچھ وسعت نہین
ایک دل اور اوسپہ اتنی بار غم اللہ ری دل
اور اس طاقت پہ ایسا کوئی بے طاقت نہین
ذوق اس صورت کدہ مین ہین ہزارون صورتین
کوئی صورت اپنی صورت گر کی بے صورت نہین

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی

بھولا تو ہمکو ہے ہمدم نام کب بھولا ہے تو
کونسا دم ہے تجھے جو یاد کر حسرت نہین
اے دل بیمار اس جینے سے مرجانا ہی خوب
مرگ کا زہراب پیکر وصل کا شربت نہین
زیبد اگر چہ ہوتی ہین زخ کی نہ غلطی کا شک
کیا الف بینی پہ نقطہ خال کی صحت نہین
نعمت عظمیٰ دلا ہی بوسۂ شیرین دہن
زیادہ اس سے خوان الفت مین کوئی نعمت نہین
یار کو برسون ہوے امروز فردا ڈالتے
بے قرار اقرار سے ہون چین اک ساعت نہین
کس طرح جائین بتاؤ شمعرو کے پاس ہم
بزم مین جانے کی پروانہ کو بھی رخصت نہین
اپنے اسپ آہ دل کو کس جگہ جولان کرون
تنگ میدان فلک مین کچھ بھی تو وسعت نہین
یار و آیا وقت نزع کیا کہون مین حال دل
اب زبان مین ضعف سے بلنے کی کچھ طاقت نہین
ہین دل بیمار کی ہی کل سے صورت آج اور
جائے مر ہر چند اب جینے کی کچھ صورت نہین

۵ تو کہی غنچہ کہ اوس لب پہ دھری خوب نہین
گل سوسن کہی مسی کی دھری خوب نہین
چپ کہ منہ چھوٹا سا اور بات بڑی خوب نہین
منہ سے کہنی اوسے یہ بات بڑی خوب نہین

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

خوبیان یون تو ہین اوس عالم تصویر مین سب
اک مگر ناز سے یہ کم سخنی خوب نہین

یہ نہین شیشۂ مے ہی کسی میخوار کا دل
توڑ دی کیون ہی تو حبابون کو ای موج دریا

محتسب دیکھہ کر دل شکنی خوب نہین
جان لے دل مین کہ یان دل شکنی خوب نہین

تاب دندان نہ دکھا بزم مین تو ہنس ہنسکر
گل پہ شبنم جو پڑی دیکھی صبا سے مین کہا

کوئی کہا جائے جو ہیرے کی کنی خوب نہین
نہ کھلا گل کو یہ ہیرے کی کنی خوب نہین

بات تو ہمنے بتائی تھی وہان خوب مگر
کیون بناؤ اپنا بنا کر کے بناؤ باتین

تھی جو بگڑی ہوئی قسمت تو بنی خوب نہین
کس کا اب دل نہ بگڑ جان پہ بنی خوب نہین

خلش خار کا کھٹکا ہے بغل مین موجود
کل نہو نازکی پہ نازان رکھے تن پر خار

دیکھہ گل دعوی نازک بدنی خوب نہین
رشک گل سے تری نازک بدنی خوب نہین

اوٹھتی ہی جائیگا اک دل سے دھوان آہ کے ساتھہ
دل تو پہلے ہی کیا تو نے جلا خاک مرا

جب تلک جلوہ کا یہ سوختنی خوب نہین
کرنی اب شعلہ رو جان سوختنی خوب نہین

کون آتش نفس اے ذوق چمن سے گذرا
باغ مین کس کے کھلے گا گل عنبر افشان

آج جو سرو و نسیم چمنی خوب نہین
آج ہرچند جو بو گل چمنی خوب نہین

۱۲

اس گلستان جہان مین کیا گل عشرت نہین
دیکھیے اس عمکدہ کو گو کہ یان عشرت نہین

سیر کے قابل ہی یہ پر سیر کی فرصت نہین
دیکھین کیا آنکھون کو تو روتی ہی سے فرصت نہین

علم جسکا عشق اور جسکا عمل وحشت نہین
جسکو اوس آہو سی شہری سی ہوئی وحشت نہین

وہ فلاطون ہی تو اپنی قابل صحبت نہین
آہو سی صحرائی اوسکے لائق صحبت نہین

خواہ پھرتا ہی فلک اور خواہ پھرتی ہی زمین
عہد طفلی مین رہے آرام سے گہوارہ مین

پر ہمارے واسطے یان منزل راحت نہین
اب جوانی مین پھرین غمگین ہمین راحت نہین

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرمدھنی
ہوتی ہے جمع زر سے پریشانی آخرش		برہم تھا دل جو زلف پریشان مین جا پھنسا
درہم کی شکل صورت درہم سے کم نہین		یکسان ہین دونون برہم و درہم سے کم نہین
ساقی ملے ہزار فلاطون ہین خاک مین		تصویرون کی جو دیکھی مرقع مین صورتین
جو خم بنے ہے قالب آدم سے کم نہین		بے جان ہین گو کہ قالب انسان سے کم نہین
اوس حور وش کا گھر مجھے جنت سے ہے سوا		جنت مین جاؤن گر نہ ملے وان یہ حور وش
لیکن رقیب ہو تو جہنم سے کم نہین		اے رضوان پھر وہ مجکو جہنم سے کم نہین
شور ابہ سرشک سے دھوتا ہے زخم دل		جراح زخم دل کو نہ مرہم کا فکر کر
تیزاب صبر سے حق مین یہ مرہم سے کم نہین		داغ جگر یہ پھایۂ مرہم سے کم نہین
ہاتھون سے تیری پارۂ الماس زخم دل		فصل خزان ہے باغ جہان کے بہار کو
مجکو تو جلوۂ گل و شبنم سے کم نہین		اوسکو قیام دانۂ شبنم سے کم نہین
اے ذوق کسکو چشم حقارت سے دیکھیے		دے اے طبیب کوئی دوا وصل یار کی
سب ہمسے ہین زیادہ کوئی ہمسے کم نہین		بڑھتا تپ فراق ہے ہر چند کم نہین
ہان تامل دم ناوک فگنی خوب نہین	۱۱	شرۂ چشم کو ناوک فگنی خوب نہین
ابھی چھاتی مری تیرون سے چھنی خوب نہین		جائے دل جان سے کیا چھاتی چھنی خوب نہین
تشنۂ دشت محبت کی لیے اوس لب سے		لعل لب سے ملے یاقوت کی کیا خوبی رنگ
کوئی دنیا مین عقیق یمنی خوب نہین		ایسا خوشرنگ عقیق یمنی خوب نہین
گل پریشان ہوا ہنس ہنسکے چمن مین آخر		زخم دل تجکو تو جراح سیے ٹانکے دے
دیکھ اے غنچہ یہان خندہ زنی خوب نہین		بند کر منہ کو کہ یان خندہ زنی خوب نہین
چشم کہتی ہے تری جنبش مژگان سے کہ دیکھ		مثل نظارہ بجا اس دل پر غم کو نہ تو
سر پہ بیمار کے یہ سینہ زنی خوب نہین		دمبدم آہ جگر چوب زنی خوب نہین

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

دل عاشق کے جلانے کا ہی سارا سامان
بینی شعلہ ہے تری رنگ بھبوکا روگرم

کونسا سوختہ جان صبح سی ہی گرم فغان
کہ ہوا آتی ہے کوچہ سے ترے گلہ روگرم

ہم تو سنتے تھے سدا کل حموض ہین بارد
ذوق ہوتا ہی وہ کیون ہو کی ترش ابرو گرم

غزلیات تصنیف ہرچند سرہنی

کیون نہ زلفون کو سیہ رنگی ہو اور کہائین پیچ
آتشین خو ہے تو اور شعلہ صفت ہی رو گرم

دفن کیا صحن چمن مین ہی کوئی تفتہ جگر
شعلہ گون خاک سی اوگتا ہی جو گل گلرو گرم

لذت عشق مین ہرچند بھری ہی تلخی
ہو شکر رنجی سے کیون وہ نہ ترش ابرو گرم

غزلیات ۱۰۱ ردیف ن نمبر ۱۳ ابیات

۱۲ بے یار روز عید شب غم سے کم نہین
جام شراب دیدۂ پرنم سے کم نہین

دیتا ہے دور چرخ کسے فرصت نشاط
ہو جسکے پاس جام وہ اب جم سے کم نہین

اس زلف فتنہ زا کے لیے اے مسیح دم
کچھ دست شانہ پنجۂ مریم سی کم نہین

زیبا ہے روے زرد پہ کیا اشک لالہ گون
اپنی خزان بہار کے موسم سے کم نہین

سرعت ہے نبض کی رگ سنگ مزار مین
دل کی طپش کچھ اب بھی تپ غم سی کم نہین

وحشی کو تیری چشم کی مژگان پر غزال
صحرا مین تیز ناخن ضیغم سے کم نہین

۱۲ کوئی کیا ہنسے کہ ہنسنا یہان غم سی کم نہین
طوفان ہو رونا دیدۂ پرنم سے کم نہین

جانان نے میرے مجکو دیا بھر کے جام مے
جانا یہ جام جسکو ملا جم سے کم نہین

جو ماتھ چاندنی نے نہ دیکھا مہر نے
رشک قمر کی عصمت مریم سے کم نہین

گل کھائے گلبدن پہ کھلا لالہ زار ہے
اسکی فضا بہار کے موسم سے کم نہین

سوز جگر کی آگ کو بھڑکا یا اور بھی
طوفان سے گریہ گو دل پرغم کا کم نہین

سوز آہو چشم سے مراتن داغدار ہے
رم اوسکو ہو نہ کیون کہ مین ضیغم سی کم نہین

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی	غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی
بل بے ہی آتش غم دل کو کرے یہ تو گرم	شعلہ و سردی ہی سرگرمی سی یان آتو گرم
کہ زمین پشت سمک تک ہو نہ پہلو گرم	ہمکنار ہو کے مرے کیجے مرا پہلو گرم
لطف بوسہ نرا ہم پہ ہوا جب تو گرم	بوسۂ چاہ ذقن دے نہو مجھپر تو گرم
شربت قند دیا کر کے پر آتش خو گرم	آبجیوان کہین ہوتا ہو ای آتش خو گرم
تن رہا یون ہی تپ غم سے اگر گرم مرا	نبض ہاتھون کی مرے تیز چلین گرمی سے
سیخ آہن کی طرح ہونگے بدن پر مو گرم	ہین تپ ہجر کی حدت سے بدن کے مو گرم
نیشتر جل کے نہ جون کشتہ فولاد ہو خاک	استخوانون کو کرے خاک جلا سوز جگر
نکلے ہے آتش سودا سے مری لو ہو گرم	دیکھو آنکھون سے ٹپکنے لگا ہی لو ہو گرم
کٹ سکا صید محبت کا نہ قاتل سے گلا	گرمی سوز جگر سے مرا آتشین خو
اوسنے پتھر پہ یہ رگڑا کہ ہوا چاقو گرم	ذبح کرتے ہوا صیاد کا بھی چاقو گرم
آتش دل سی پس از مرگ بہ رنگ شعلہ	رشک خور کا جو رکھون سوز گل تربت سی
خاک عاشق سی نکلتا ہی گل خودرو گرم	مثل خورشید اوگے کوئی گل خودرو گرم
مہروش بل بی تری حسن جہانتاب کی تاب	سرد مہری نہ زمستان مین تو کر شعلہ رو
رخ سے گرم آئینہ ہو آئینہ سے ہو زانو گرم	ہم بغل ہو جیے زانو سے ہو مل زانو گرم
کیا کہون نامۂ جان سوز کی اپنے تاثیر	باندھنا سوز محبت کا لکھا گر تعویذ
جل گیا بس یہ کبوتر کا ہوا بازو گرم	خوف رکھتا ہون کہ ہو تیر اکہین بازو گرم
سر مجروح کو ٹکرا کے گیا وہ اور مین	آب دریا کا بھی جلجلے لگی خاک اوڑنے
چونکا اوسوقت کہ جب منہ پہ بہا لو ہو گرم	مری چشمون سے ٹپک کر پڑی گر لو ہو گرم
دست خورشید کی رعشہ سی سپر جائے چھوٹ	تیر سے اوسکے امان مانگی شہاب گردون
کھینچ کر تیغ کو جب ہے وہ ہلال ابرو گرم	مثل مریخ اگر ہووے کمان ابرو گرم

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

ہین آئینہ مین صورت تصویر آئینہ
آئینہ رو کے سامنے حیرانیون مین ہم
ہو وہ عزیز سورۂ یوسف سے بھی سوا
رکھدین تری شبیہ جو کنعانیون مین ہم
کیا جانین ہم زمانے کو حادث ہی یا قدیم
کچھ ہو بلا سے آپنی کہ ہین فانیون مین ہم
کیون جی کے ہجر مین ہوی شرمندہ یار سے
اب مر رہے ہین اوسکی پشیمانیون مین ہم
پوشیدہ ان نگاہون مین سرخوش ہین رات دن
شرب الیہود کرتے ہین نصرانیون مین ہم
سینہ کا چاک سینے کی فرصت کہان کہ ہین
مصروف زخم دل کی مگس رانیون مین ہم
ہیہم کدورت دل صیاد گر نہو
کیا کیا اوڑائین خاک پر افشانیون مین ہم
دکھلائین روز حشر کو ہین اسطور سے
اپنے سیاہ نامہ کی طولانیون مین ہم
جا سکتے ضعف سے نہین کوچہ مین اوسکے ذوق
یہ جائین کاش گریہ کی طغیانیون مین ہم

غزلیات تصنیف ہر چند سردھنی

آئینہ بھی ہو حیران مرا حال دیکھکر
صورت سے ہین کسی کی وہ حیرانیون مین ہم
کرتے نہ عشق گر کسی یوسف جمال کا
بدنام ہوتے کیلیے کنعانیون مین ہم
اس بحر و بر مین سبھی دو بین گر مثل موج
یان کیا حباب سان ہین فقط فانیون مین ہم
سودا ہے سر مین زلف کا شوریدہ سر ہوے
جون زلف سر نگون ہین پشیمانیون مین ہم
کافر ہوے ہین عشق مین اسلام چھوڑکر
جون گبر ہین یہودی و نصرانیون مین ہم
صیاد نے کیا ذبح پرواز کے لیے
ہین شیرین لب کے گو کہ مگس رانیون مین ہم
صیاد نے کیا مرغ دل کو پر افشانیون مین ہم
تحریر سے قلم نہ تمام اوسکو کر سکے
لائین جو حال ہجر کو طولانیون مین ہم
طوفانی مجکو کس طرح سے پھر کہین نہ لوگ
طوفان اوٹھائین گریہ کی طغیانیون مین ہم

۱۳

شمع نازان نہو یک رات بہا آنسو گرم
برسون یان آنکھ سے ٹپکا ہی مری لوہو گرم

۱۴

تپش سوز سے چشمون مین ہوے آنسو گرم
کیا عجب ہی جو ٹپکنے لگے اب لوہو گرم

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی	غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی
سمجھتا قدر ہی ناقص کب اس غزل کی ذوق	جو غم مین آتشین رو کی ہو قبر مین رونا
یہ روشن آپ ہی کیون ہے پیش گور کی قندیل	ہون اشک شعلہ گون ہرچند گور کی قندیل

غزل ۳	ردیف م نمبر ۱۲	ابیات ۳۱

پابند جون دخان ہین پریشانیون مین ہم	۱۷	پھرتے ہین مثل شانہ پریشانیون مین ہم
یارب ہین کسکی زلف کے زندانیون مین ہم		آشفتہ زلف کے ہین جو زندانیون مین ہم
ہوتی نہ یاد زلف تو خط شکستہ مین		مد الف کی آہ سے عنوان ہے مرا
لکھتے الف خطون کی نہ پیشانیون مین ہم		سمجھین خط نوشتہ ہین پیشانیون مین ہم
زنجیر مین بھی نالہ زنجیر کی طرح		سینہ ہے مہر عشق سے جو لانگاہ برق
جوش جنون سے رہتی ہین جولانیون مین ہم		کیون پھر نہ مثل برق ہون جولانیون مین ہم
پائی نہ تیغ عشق سے ہمنے کہین پناہ		ابرو کمان کے تیر مژہ سہی ہے دل فگار
قرب حرم مین بھی ہین تو قربانیون مین ہم		جون صید کیون نہ جان سہی ہون قربانیون مین ہم
دوزخ بھی جائے نعرۂ ہل من مزید بھول		ہرگز نہ پھٹ کے ہو کبھی آلایشون سہی صاف
لائین جو آہ کو شرر افشانیون مین ہم		لائین جو زخم دل نمک افشانیون مین ہم
پا کوبیون کو مژدہ ہو زندان کو ہو نوید		چھٹوائین دل کو زلف مسلسل کی قید سے
پھر ہین جنون کے سلسلہ جنبانیون مین ہم		پھرتے ہین اوسکی سلسلہ جنبانیون مین ہم
تم بھی نہین جگر پہ رہی اسقدر ہے		لخت جگر ہی کھانے کو پینے کو خون دل
سرگرم سوز عشق کی مہمانیون مین ہم		اور کیا کھلائین عشق کو مہمانیون مین ہم
مطلب سے اپنے کون ہے آگاہ جز خدا		ہے درد سر جو صندل مین رنگ کا بہانہ سے
جون خط سر نوشت ہین پیشانیون مین ہم		صندل کا قشقا کھینچین ہین پیشانیون مین ہم

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرور دھنی
سمجھ وہ دُرِّ بنا گوش نور کی قندیل	ستارے ہین شب تیرہ مین نور کی قندیل
خجل ہے اختر صبح نشور کی قندیل	نہ روشن ایسی ہون روز نشور کی قندیل
ہمارے کعبۂ دل مین ہمیشہ روشن ہے	جو روشن ہین مہ و خور بے فتیلہ و روغن
کسیکی باب کمال ظہور کی قندیل	ہین اوسکے جلوۂ نور و ظہور کی قندیل
جہان ہی خانۂ عشرت جسے ہو اسکا فروغ	ہے حق کا ایوان بلند جسکے بام پر کسیر
کہ لٹکی ہین سر پُر غرور کی قندیل	ہزارون لٹکین سر پُر غرور کی قندیل
پڑے جو عکس ترا جام مین تو ہو روشن	جو اپنے موسیٰ کو کر یاد دوڑون طور پہ جا
حباب بادہ تجلی سے طور کی قندیل	حباب اشک ہون دریای طور کی قندیل
عیان ہے یون مرے روز سیاہ مین خورشید	چراغ داغ سے میرے زیادہ ہو نہ فروغ
کہ جیسے شب کو نظر آئے دور کی قندیل	کہ ماہ و مہر ہین کم نور دور کی قندیل
سوائے دل کی ہو نارنج باغ خلد سے بھی	پری بھی سایۂ اوس نور حسن کے دیکھے
کبھی پسند نہ اوس شب حور کی قندیل	بنی تھی کیا مرے اوس دست حور کی قندیل
اوڑے جو آہ کے ہمرہ نکل کے پارۂ دل	ہزار درد جگر اوڑ گئے جون مرغ ہوا
ہوئی ہوا مین وہ صورت طیور کی قندیل	ہوا سے شوق سے سمجھون طیور کی قندیل
وہ تیر ہین یہ مرے نالۂ قیامت زا	جو نکلی نالون کے ہمراہ بھبکے شعلون کے
کہ انکے رکھنے کو لازم ہے صور کی قندیل	ہوئی وہ گھر کو قیامت کی صور کی قندیل
نسیم کیا ہے کہ روضہ مین تفتہ جانون کے	جو آہ آتشین پہونچے مری فلک پر جا
نہ گل ہو باد سے آواز صور کی قندیل	بجھائے دم مین نکیون بانگ صور کی قندیل
رہی ہے جون قمر منخسف سدا بے نور	ہر سوز آتشین رکھا جو سینہ مین پس مرگ
سیاہ بختون کے بالین گور کی قندیل	ہون روشن آبلون سے دل کی گور کی قندیل

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرمدھنی
ترا سنگار بھی ہے وہ بلا کہ جاے گھر	وہ جب لٹک سی چلے دل لٹون مین لٹکائے
پروئے زلف مسلسل کی تار تار مین دل	لٹکتے ہین پڑے کاکل کے تار تار مین دل
اوڑیگا مثل شرر ٹکڑے ہوکے سنگ مزار	اوگے مزار پہ میرے نکیون گل لالہ
رہا اگر یونہین گرم تپش مزار مین دل	تپش سے سوز کی بردا غ ہے مزار مین دل
بہ رنگ غنچۂ پیکان و غنچۂ تصویر	سموم عشق سے افسردگی نصیب ہوئی
نہ دیکھا اپنا شگفتہ کسی بہار مین دل	نہ مثل غنچۂ گل یہ کھلا بہار مین دل
فلک کے رنگ سے ظاہر ہی ماتمی آثار	کناری دار جو مقنعہ مین دل پھنسا جاکر
خوش اپنا کیونکہ ہو اس نیلگون حصار مین دل	رہا ہو کب رہے قیدی اسی حصار مین دل
بہ رنگ بیضۂ نوروز توڑے دل اوسنے	چلی تھی ناقہ پہ چڑھ بیٹھ لیلے محمل مین
ہزارون ایک ہمارا ہی کس قطار مین دل	چلا تھا مجنون کا بھی ساتھ اوس قطار مین دل
ہزار دشمن جان سے ہی ایک دوست بڑا	یہ دیکھو اوجھا ہی چشمون کی فوج مژگان سے
جو پوچھو کون ہے سو مین کہون ہزار مین دل	کیا دل چلا ہے لڑے جا مرا ہزار مین دل
نہوتین خلد مین حورین تو رہتا خلد مین کون	زبان پر سری کانٹے جمے ہین خشکی سے
لگے ہے صحبت خوبان گلعذار مین دل	ہوا وہ تفتہ جگر سوز گلعذار مین دل
یہ جسم زار ہی یا میرے پیرہن مین تار	ہی سوز سے کسی یہ شعلہ رو کے جل کے سیاہ
گرہ ہی تار مین یا میرے جسم زار مین دل	نہین ہے داغ سویدا ہے جسم زار مین دل
اوٹھا تو لائے مجھے میرے ہمنشین اے ذوق	رقیب جانی ندین لینے جاون جان جائے
رہیگا میری عوض میرا کوی یار مین دل	مین چھوڑ آیا تھا ہر چند کوی یار مین دل
ازل سے یون دل عاشق ہین نور کی قندیل	کہان فلک پہ خور و ماہ نور کی قندیل
کہ جیسے عرش خدائے غفور کی قندیل	یہ سب ہین کاخ خدائے غفور کی قندیل

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

سراپا شوق جاؤن سر کے بل ہم جسکے حلسہ مین
مثالِ شمع وہ ہمکو جلاؤن سر سے پاؤن تک
نہون بے پردہ تو بھی وہ کھڑی سو ہو کے شوخی سے
چھپون چلمن مین در پردہ دکھاؤن سر سے پاؤن تک
بنایا اسلیے اس خاک کے پتلے کو تھا انسان
کہ اوسکو درد کا تپلا بناؤن سر سے پاؤن تک
سراپا پاک ہین دھوئی جنھون نے ہاتھ دنیا سے
نہین حاجت کہ وہ پانی بہاؤن سر سے پاؤن تک
مزا اوتنا ہی ذوق افزون ہو جتنی زخم افزون ہون
نہ کیون ہم زخمِ تیغِ عشق کھاؤن سر سے پاؤن تک

غزلیات تصنیف ہر چند سرھنی

رچی ہی آتشین رنگ کیا ہی مہندی ہاتھ پاؤن پر
کہ مثلِ شعلہ دل میرا جلاؤن سر سے پاؤن تک
وہ پہنے ململی جامہ کہ جسمین رنگ تن جھلکے
ادا سے حسن کا عالم دکھاؤن سر سے پاؤن تک
بگڑتا دل نبی ہے جان پر دم ناک مین آئی
کہ جسدم وہ ستمگار اپنا بناؤن سر سے پاؤن تک
ہماری غسل کو کافی ہی آب چشمِ گریان کا
نہ فوارہ نمط پانی بہاؤن سر سے پاؤن تک
ہون ہر چند نیم جان سی کم کہ کھایا خضر غم نے
اگر کھاتی رہین ہین یون ہی کھاؤن سر سے پاؤن تک

غزل ۲	ردیف ل نمبر ۱۱	ابیات ۲۵

کھنچے نہ حلقۂ گیسوئے تابدار مین دل ۱۳
بلا سے گر ہو نوا الا دہان مار مین دل
لعل مین جسسے مرا دل لعل کا دشمن ہے
نہ ایسا ہو کسی دشمن کی بھی کنار مین دل
نکل نہ جائے دمِ اضطراب سینہ سے
برنگ شعلۂ کین آہ شعلہ بار مین دل
ہمیشہ روزن سینہ سے کیون ہی چشم براہ
اگر نہین کسی مہوش کے انتظار مین دل

بسان خال ہی اوس زلف تابدار مین دل
تو کیونکہ مین نہ کہون مین دہان مار مین دل
کیون پھینکے سنگ ستم سنگدل ہو دل شکنی
کہ جاے شیشے کے رکھتا ہون مین کنار مین دل
تپش ہی سوز جگر کے پگھل کے خون ہوا
نکل جا کیونکہ نہ آ چشم اشکبار مین دل
لگا کے آنکھ کو جھانکے ہے روزن دیوار
تو کاخ حسن کے رہتا ہی انتظار مین دل

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

گل کترتی ہین ہزارون تری آنکھین کافر
ہے عجب طرحکی اک تیز نگاہی مقراض

کیا ان زبان چلتی ہی اوس بزم مین بدگویون کی
منہ مین انکے یہ زبان ہی کہ الٰہی مقراض

محضر خون جو مرا سارا کتر کر پھینکا
دے گی اس ظلم کی محشر مین گواہی مقراض

پاس کیا قطع تعلق مین کرے یکسان سمجھے
قطع مین کسوت درویشی و شاہی مقراض

رشتۂ عمر کیا قطع سر اسرے ذوق
کھو سکی شمع کے دل کی نہ سیاہی مقراض

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

جنبش نگہ سے ہو چاک نہ کیون دامن دل
چشم فتان کی ہو گر تیز نگاہی مقراض

بیگنہ خون جو لیتی ہے یہ سر پر اپنے
شمع کا بزم مین سر کاٹے الٰہی مقراض

پان کی طرح کترتا ہے مرا لخت جگر
دے کہ دل ریشی کی منہ کھول گواہی مقراض

رشتۂ چشم عنایت رکھے ہے جون سوزن
دیکھ لو قطع کرے خلعت شاہی مقراض

ہے جو ہر چند سیہ روزی نصیب ظالم
دور کر سکتی نہین اپنی سیاہی مقراض

غزل ۵۷ ردیف ک نمبر ۱۰ ابیات ۱۰

جو کھلکر اونکا جوڑا بال آئین سر سے پاؤن تک ۹
بلائین آکے لین سو سو بلائین سر سے پاؤن تک

ہم اونکی چال سے پہچان لینگے اونکو برقع مین
ہزار اپنے کو وہ ہمسے چھپائین سر سے پاؤن تک

یہ جتنی سرو ہین سب اوسکے قد پر تر کھاتی ہین
چمن بھی سبز کیونکر ہو نہ جائین سر سے پاؤن تک

مرا دل ایک دم مین اوس خوش ادا کی کس ادا کو ہین
کہ ہین ان تو ادائین ہی ادائین سر سے پاؤن تک

جو مہوش جبہ زرین پہن آئین سر سے پاؤن تک
شعاع مہر لگی لینے بلائین سر سے پاؤن تک

لگا ہی زخم کاری خنجر ابرو سے گلہ دیکھا
تو ہم غنچہ سا زخم دل چھپائین سر سے پاؤن تک

جو جائے میکدہ مین سبز رنگ سرو روان میرا
تو مینا سبز کیونکر ہو نہ جائین سر سے پاؤن تک

سر عاشق نہ کیون پامال ہون زیر پاے نازاوسکے
بھری ہر ایک اعضا مین ادائین سر سے پاؤن تک

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

۵۵

سب مذاہب مین یہی ہی نہین اسلام مین خاص
کہ جہان عام سی ہوتا ہی وہان عام مین خاص
ساغر دل کی تو وقعت نہین کیفیت سے
دیکھہ عکس رخ ساقی ہی اسی جام مین خاص
خضر باتین ہین کہ ہی چشمۂ حیوان جان بخش
ہے یہ خاصیت اوسکے لب دشنام مین خاص
شیخ صاحب کے ہین نزدیک وہ خاصان خدا
خدمتی اونکی ہین جو زمرۂ خدام مین خاص
کام دن رات ہی عاشق کا تری ناکامی
کہ دیا تو نے لگا اوسکو اسی کام مین خاص
عشق کا جوش ہی جب تک کہ جوانی کی ہین دن
یہ مرض کرتا ہی شدت انھین ایام مین خاص
ذوق اسمای الٰہی ہین سب اسم اعظم
اوسکے ہر نام عزت ہی نہ اک نام مین خاص

غزلیات تصنیف ہر چند سرور دہنی

عشق فاسق منع ہی نہین ہی اسلام مین خاص
عام مین کیا کہون ہوتا ہی ولی عام مین خاص
جام دل رکھتا ہے وہ کیف کہ ہوش جہان
جام جمشید کی کیفیت ہی اس جام مین خاص
اوس مسیحا کو نہ کیون چھیڑ کے کھاؤن گالی
مردہ دل زندہ ہوتا ثیر ہے دشنام مین خاص
اک ہی نہین ہین اونکی ہزارون خادم
رہتی خدمت مین ہین جو اونکی ہین خدام مین خاص
جب سی ہم عشق کی سرکار کی نوکر ہوی ہین
کرین بیگار کہ ہین ہم لگی اس کام مین خاص
پیری ہی عشق بتان چھوڑ کر و یاد خدا
ہوتا انجام ہی یہ کام انھین ایام مین خاص
عشق بدنام کی ہر چند ہزارون نام ہین
ہی ہر اک نام مین بدنامی نہ اک نام مین خاص

غزل — ردیف ض نمبر ۹ — ابیات ۷

۵۶

پر کترنے کو جو صیاد نے چاہی مقراض
ہاتھہ ملتی تھی مرے حال پہ کیا ہی مقراض
بھر و بر مین نہین کسکو ہوس قطع و برید
ناخن شیر ہے خنجر دم ماہی مقراض
لینی اوس شوخ ستمگر نے جو چاہی مقراض
پر و ہ دل کو کترنے لگی کیا ہی مقراض
ہاتھہ مین لیوے بہ نرمی جو وہ بحر خوبی
نرم و نازک ہمہ تن ہووے چو ہی مقراض

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرمدھنی
وصل ہین گر ہووے مجکو ردیف ماہ رجب	حافظ و زاہد کو گر ہو مصحف رخ کا خیال
روے جانان ہی کو دیکھون ہین تجوید قرآن چھوڑ کر	آیت ابرو لگین پڑھنے وہ قرآن چھوڑ کر
اندنون گرچہ دکن مین ہی بڑی قدر سخن	آتے جاتے ہی رہین ہر چند وہان ہم مرکبھی
کون جائے ذوق پر دہلی کی گلیان چھوڑ کر	جان کی جانے سے نہ جا جانان کی گلیان چھوڑ کر
بلبل ہون صحن باغ سے دور اور شکستہ پر	مرغ ہون بہار باغ سے دور اور شکستہ پر
پروانہ ہون چراغ سے دور اور شکستہ پر	اور ہون پتنگ چراغ سے دور اور شکستہ پر
کیا ڈھونڈھے دشت گمشدگی مین مجھ کہ ہے	سر ماری دستیاب نہو نقش پا مرا
عنقا مرے سراغ سے دور اور شکستہ پر	سیمرغ ہو سراغ سے دور اور شکستہ پر
اوس مرغ ناتوان پہ ہے حسرت جو رہ گیا	پران ہو پہونچے وان پہ مرا طائر خیال
مرغان کوہ و راغ سے دور اور شکستہ پر	جسکے ہما ہو راغ سے دور اور شکستہ پر
ساقی بط شراب ہی تجھ بن پڑی ہوئی	بسمل غط کیون ساقیا تڑپے نہ مرغ دل
خم سے الگ ایاغ سے دور اور شکستہ پر	ہے پر مئے ایاغ سے دور اور شکستہ پر
خود اوڑ کے پہونچے نامہ جو ہو مرغ نامہ بر	خوشبو جو ہو تو پہونچا مرغ ہوا سا اوڑ
اوس شوخ خوش دماغ سے دور اور شکستہ پر	حیف ہی ہون خوش دماغ سی دور اور شکستہ پر
کرتا ہے دل کا قصد کماندار تیر اتیر	اے مرغ دل حلیں تری پر جانہ اوسکے پاس
پر ہے نشان داغ سے دور اور شکستہ پر	رہ تو جگر کے داغ سے دور اور شکستہ پر
ای ذوق میری طائر دل کو کہان فراغ	ہر چند اوڑ کے جاے نہ طوطی دل ادھر
کوسون ہی وہ فراغ سے دور اور شکستہ پر	ہے گلشن فراغ سے دور اور شکستہ پر

غزل ۱ | ردیف ص نمبر ۸ | ابیات ۷

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

۵۳

جب چلا وہ محکو بسمل خون مین غلطان چھوڑکر
کیا ہی بچتا یا تھا مین قاتل کا دامان چھوڑکر
مین وہ مجنون ہون جو نکلون کنج زندان چھوڑکر
سیب جنت تک نہ کھاؤن سنگ طفلان چھوڑکر
پیوے میرا ہی لہو پانی جو لب اوس شوخ کی
کھینچے تو شنگرف سے خون شہیدان چھوڑکر
مین وہ ہون گمنام جب دفتر مین نام آیا مرا
رہگیا بس نشیے قدرت جگہ وان چھوڑکر
سایہ سرو چمن تجھ بن ڈراتا ہے مجھے
سانپ سا پانی مین اے سرو خرامان چھوڑکر
ہوگیا طفلی ہی سے دل مین ترا زو تیر عشق
بھاگین ہین مکتب سی ہم اوراق میزان چھوڑکر
اہل جوہر کو وطن مین رہنے دیتا گر فلک
لعل کیون اس رنگ سی آتا بدخشان چھوڑکر
شوق ہی اوسکو بھی طرز نالۂ عشاق سے
دمبدم چھوڑی ہی منہ سے دود قلیان چھوڑکر
دل تو لگتے ہی لگیگا حوریان عدن سے
باغ ہستی سے چلا ہون ہائے یاران چھوڑکر
گھر سے بھی واقف نہین اوسکے کہ جسکے واسطے
بیٹھے ہین گھر بار سب ہم خانہ ویران چھوڑکر

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی

۱۲

چشم کو طفل اشک آیا غلطان غلطان چھوڑکر
جھولتا ہی جاے کیون مژگان کا دامان چھوڑکر
ای جنون جاؤن نہ جنگل کو مین زندان چھوڑکر
آیا ہون رہنے کو اس جا سنگ طفلان چھوڑکر
کشتے ہین تیغ نگہ کے تیرے جواے ستمگر
گنج قارون کو نہ لین گنج شہیدان چھوڑکر
کوے دلبر مین گئے گھر مین نہ اوسکے جاسکے
لوٹ آئے دل کو اپنے آخر شد وان چھوڑکر
خوش خرامی دیکھ حیرت مین گرا آئے سرو باغ
سانپ سا پانی مین اے سرو خرامان چھوڑکر
ماہرو کے سوز سے سینہ مین داغ ہین ان گنت
دے دبیر چرخ میزان صفر میزان چھوڑکر
کیا مرے یاقوت لب کا لعل کو سودا ہوا
بنکے تن یہ جا پڑا کان بدخشان چھوڑکر
دو ملین ہمدرد گر یکجا بہم نالہ کرین
دو رکب نے ہوسکے گی پاس قلیان چھوڑکر
میرے رشک حور کا گر وان سنتا وصف حسن
کیون سلیمان یان نہ آتا شہر پریان چھوڑکر
عشق جانان مین گئی جان کچھ نہ آبادی رہی
صاحب خانہ گیا ہے خانہ ویران چھوڑکر

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

صید دل کو کیون کہ چھوڑی چبکہ دکھلائی ہی تو
مچھلیان دست حنائی مین مری جان چھوڑکر

سرد مہری سے کسیکے آگے یہ دل سرد ہے
یان سی ہٹ جا دھوپ آہی ابر بہاران چھوڑکر

دیکھی کیا ہو کہ ہے اب جان کے پیچھے پڑی
دل کو ای کافر تری زلف پریشان چھوڑکر

اے دل اوسکی تیر کی ہمراہ سینہ سی نکل
ورنہ پچھتائیگا تو یہ ساتھ نادان چھوڑکر

کیون نہ رم کر جائین آہو ایسے وحشی سی ترے
شیر بھاگین جسکی باتون سے نیستان چھوڑکر

سرخیٔ پان دیکھ لی زاہد جو دندان پر ترے
اوٹھ کھڑا ہو ہاتھ سی تسبیح مرجان چھوڑکر

پیش خیمے لیکے نکلا گرد باد دود آہ
ہے جو سر گرم سفر تن کو مری جان چھوڑکر

گر خدا دیوے قناعت ماہ یکہفتہ کی طرح
دوڑے ساری کو کبھی آدھی نہ انسان چھوڑکر

ساغر دل بھیجتا آتا ہون کھو مت ہاتھ سے
چوکتا ہی کیون یہ جنس دست گردان چھوڑکر

پڑھ غزل ای ذوق کوئی گرم سی تو بجا
جانب مضمون طرز تفتہ جانان چھوڑکر

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی

پاس دلبر کے رہیگا دل نہ اوس سی دور ہو
چشم کو جائیگی جسدم یان مری جان چھوڑکر

چشم پر خون اشک یزان دیکھ وہ ہوکر خجل
کیون نہ جائے باغ تو ابر بہاران چھوڑکر

کی ہے اوس کافر نے سحر سامری سی دل کی رات
عارض پر نور پر زلف پریشان چھوڑکر

سیر کر گلزار سے جلدی نکل مثل صبا
بوی گل جاتی ہے گل کو جیسے نادان چھوڑکر

جان سی آیا ہون تنگ دل دی کے آہو چشم کو
کھائین چیتے شیر کب جاؤن نیستان چھوڑکر

چشم تر کے اشک رنگین کو سنا خوشرنگ کیا
دیکھنے آیا اوسے دریا کو مرجان چھوڑکر

گر سنے جانان کا آنا تو دفور شوق سے
پیشوائی کے لیے جا جسم کو جان چھوڑکر

ہین تلاشی زرق کے مورد ملخ وحش و طیور
کیا عجب جائی سفر مین گھر کو انسان چھوڑکر

چاہتا ہی خیر گر تو ہاتھ سے خیرات کر
پائیگا وان جاکے تو یہ دست گردان چھوڑکر

قالب بیجان کو جو چاہے کوئی گار دی کہین
جائے گی ہر چند جان کب کوی جانان چھوڑکر

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

کھینچتی روز قیامت ہی بھی ہی آپکو دور
تیری زلفون کی بلائین شب یلدا لیکر
مجھا مشتاق جمال ایک پاؤگے کبھی
گرچہ ڈھونڈوگے چراغ رخ زیبا لیکر
جب یہ دیکھا نہ ملا مجھہ مین کہین میرا پتا
پھر گیا نامہ بر یار خطا اولٹا لیکر
رہ گیا اپنا سا منہ لیکر وہ ای آئینہ رو
تیری تصویر کو یوسف نے جو دیکھا لیکر
وان ہی یان آئے تھے ای ذوق تو کیا لائے تھے
یان سے تو جائینگے ہم لاکھہ تمنا لیکر

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

تیرہ بختی مری دل کو کرے شب نام اوسکا
شام ماتم ہے پکارے شب یلدا لیکر
ماہ رو کونہ پسند آئے نہ پہنے گو چرخ
چاند تارے کا بھری جامہ ہی زیبا لیکر
سیدھی قسمت اگر ہوتی تو مری خط کا جواب
اونسے لکھوا کے نہ پیک آتا الٹیون اولٹا لیکر
تھا لکھا عین عنایت سے لگا عنک چشم
نامہ یار کو آنکھون سے جو دیکھا لیکر
حیف ہر چند سکندر ہوش ہونگے پس مرگ
جائینگے دنیا سے ہم بار تمنا لیکر

۱۵

کل گئے تھے تم جسے بیمار ہجران چھوڑکر
دل تو سینہ مین گیا ہی درد ہجران چھوڑکر
چل بسا وہ آج سب ہستی کا سامان چھوڑکر
سر مرا جائے کہان سودا کا سامان چھوڑکر
طفل اشک ایسا گرا دامان مژگان چھوڑکر
گو گیا دست جنون دامان مژگان چھوڑکر
پیر نہ اوٹھا کوچہ چاک گریبان چھوڑکر
چیر ڈالیجائے کب جیبے گریبان چھوڑکر
کیونکہ نکلے تیر اوسکا دلمین پیکان چھوڑکر
تیر اوسکا جائے کب سینے مین پیکان چھوڑکر
جائے بیضہ کو کہان یہ مرغ پران چھوڑکر
پر کہان ابرو گیا ہے ہوش پران چھوڑکر
کام یہ تیرا ہی تھا رحمت ہی اے ابر کرم
سچ کہو ای خار صحرائی سبب ہی اسکا کیا
ورنہ جاتے داغ عصیان میرا دامان چھوڑکر
پاؤن مین چبھتا ہی کیون لو میرا دامن چھوڑکر
جسنے ہو لذت اوٹھائی زخم تیغ عشق کی
دھیان دل مین ہی مرے حسن ملیح یار کا
کب وہ مرہمان کو ڈھونڈے ہے نمکدان چھوڑکر
استخوان کھا ای ہما پر یہ نمکدان چھوڑکر

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی	غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی
آہی خیر ہو مانند شعلۂ سرکش	جو ملتا یار تو اوسکو چڑھا کے لیجاتے
پھر آیا باد کے گھوڑے پہ وہ ادھر چڑھکر	کہ اسپ آہ پہ آیا ہے دل ادھر چڑھکر
ہنر شناس کو دکھلا ہنر کہ خوبی زر	کہ چشم دل کی نظر پر چڑھا وہ گوہر گوش
اگر کھلا ہے تو صراف کی نظر چڑھکر	گرا زمین پہ دُرِ اشک جو نظر چڑھکر
کہین فلک پہ نہ چڑھ جائی چاند جھومر کا	جگر خراش اسیران زلف ہے یکسر
کہ دور آپ کو کھینچے ہے تیری سر چڑھکر	کرے ہی شانہ ستم ہائے تیرے سر چڑھکر
ترا مکان تو کیا لامکان مین کو دٹپرین	نہ اعضا اوسکا کوئی مہ جبین ہو موزون
امید وصل مین ہم بام عرش پر چڑھکر	سنوارے آپ کو گر مہر چرخ پر چڑھکر
جو مارے نفس کو اور کرے اپنی غصہ کو زیر	چمن مین آئے مرے گل کی پیشوائی کو
بنائے سانپ کا کوڑا وہ شیر نر چڑھکر	کہ جا ہی بوے گل اسپ نسیم پر چڑھکر
ہماری خاک پہ برپا ہی ذوق فتنۂ حشر	لڑائی ہو سو ہو ہر چند لڑائین آنکھون کو
سمند ناز پہ کون آیا فتنہ گر چڑھکر	یہ فوج مژگان جو آیا ہے فتنہ گر چڑھکر
۵۱	
جان ہوا لبون ہوئی اوس لال کا بوسا لیکر ۹	جون مگس بیٹھا لب شیرین کا بوسا لیکر
جیسے اوڑ جائی دہن مین کوئی گٹکا لیکر	ہے تعجب اوڑا دل مرا گٹکا لیکر
تیرا بیمار نہ سنبھلا جو سنبھالا لیکر	دل بیمار موا میرا سنبھالا لیکر
چپکے ہی بیٹھ رہے دم کو میسا لیکر	بچتا کب آتا اگر دم کو مسیحا لیکر
شرط ہمت نہین مجرم ہو گرفتار عذاب	وصل کا روز میسر مجھے ہو جائے اگر
تو نے کیا چھوڑا اگر چھوڑ گیا بدلا لیکر	حشر مین نکلین شب ہجر کا بدلا لیکر
ذبح کرنے کو مرے پوچھتے ہو کیا تکبیر	ڈر رقیبون کا تھا پر جان سلامت آئی
تم چھری پھیر ہی دو نام خدا کا لیکر	کوے بت مین گئی تھی نام خدا کا لیکر

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

دیکھکر غیرون مین بیتابی پر اوس بیہوش کو رات
آہ کی اک دل سے ہمنے سوے گردون دیکھکر
سچ کہا ہے آگے کاے کے نہین جلتا چراغ
چھپ گیا مرخ یہ تیرے زلف شبگون دیکھکر
بل بے میرے ساغر سرشار وحشت کا نشہ
چھپ گیا خم مین مری صورت فلاطون دیکھکر
آگئین اونکو لگانی اونگلیون پر فندقین
اشک سے انگشت مژگان میری گلگون دیکھکر
قتل کو کسکے چڑھائی تیغ تونے سان پر
اوترے ہے آنکھون مین زخمون کے مری خون دیکھکر
لے گیا دل کون میرا ذوق کسکا نام لون
سامنے آجائے تو شاید بتادون دیکھکر

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی

مہ تھا شب بام پر تھا اوسکے نور حسن سے
چاندنی چھٹکی زمین پر سمجھا گردون دیکھکر
خور جلا ہے دن مین سوز عارض پرنور سے
روسیہ شب نے کیا ہے زلف شبگون دیکھکر
ہون مریض عشق ہو چارہ گری سے دست کش
اونگلیون سے ہاتھ کی نبضین فلاطون دیکھکر
پنجہ مرجان نے بھی اپنے رچائے ہاتھ ہین
اشک سے انگشت مژگان میری گلگون دیکھکر
جب نظر آئے لب میگون نے مست حسن کی
ساغر دیدہ ہوا اشکون سے پر خون دیکھکر
مردم دیدہ کہے ہے ایسی بینائی نہین
کیونکہ کہ یار ہر چند ہین بتادون دیکھکر

کہا پتنگ نے یہ دار شمع پر چڑھکر
بڑا مزا ہے جو مرے کسیکے سر چڑھکر
مرے خیال پہ وہ چشم فتنہ گر چڑھکر
یہ خانہ جنگ ہی آئی ہے لڑنے گھر چڑھکر
دکھا نہ جوش و خروش اپنا زور پر چڑھکر
گئی جہان مین ہین دریا بہت اوتر چڑھکر
ستمگرون کی کشاکش مین آبرو ہے سوا
کہ ہوتی سان پہ ہے تیغ تیز پر چڑھکر

کرے ہے قتل وہ خنجر سے سینہ پر چڑھکر
چلے ہے میری قضا اوسکے ساتھ سر چڑھکر
نہ آئی لڑنے فقط چشم فتنہ گر چڑھکر
کمک مین مژگان ہی آیا ہے سارا گھر چڑھکر
کیون یار آیا جوانی کی جوش پر چڑھکر
یہ وہ نشہ ہی ہر اک کو جا اوتر چڑھکر
نشے مین ہون لب شیرین کا بوسہ دی ساقی
کہ نشہ ہو ہے مٹھائی سی تیز تر چڑھکر

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

پھر آیا لوہ نگار خوبی ادھر کو سرگرم جنگ ہو کر
کہ جسکے ہاتھون سے اوڑ گئی سر ہزار رونی مہندی کا رنگ ہو کر
وہ چشم مخمور اک نظر سے چھبوئی لاکھون جو نشتر سی
تو سو روان ہر رگ جگر سی لہو مے لالہ رنگ ہو کر
جو رنگ الفت سی آشنا ہین وہ گریہ ہی بھی ہین خونفشان
کہ رنگ ہی سی گران بہا ہین عقیق و یاقوت سنگ ہو کر
جو سمجھین حسن بتان کو ایمان انھین وہ کفر و دین یکسان
سو پوجتی کعبہ مین وہ مسلمان ہمیشہ چین و فرنگ ہو کر
صفائی دل کی ہی ہی صورت کہ دل مین آئنے کے کدورت
نہ ڈالو آنکھون مین مہ ہی ڈر کہ بیٹھے تیغے پہ زنگ ہو کر
غزال رم دیدہ بن گیا ہی جو خواب آنکھون مین تو جا ہی
کہ پھاڑ کھائی جو دوڑتا ہی پلنگ تجھ بن پلنگ ہو کر
ہوئی جو یکرنگ اونکو زیبا نہین جہان مین رعونت اصلا
کہ پایا گل نی ہی نام رعنا تو اس چمن مین دو رنگ ہو کر
حلاوت شرم و پاسداری جہان مین ہی فروق رنج و خواری
نری سی گذری اگر گذاری کسی نی بے نام و ننگ ہو کر

غزلیات تصنیف ہر چند سرو ہنی

حنائی ہاتھون مین تیغ لیکر چلا وہ خون ریز جنگ ہو کر
لگا ہی ہاتھون پہ خون سرگشتگان مہندی کا رنگ ہو کر
عذار شعلہ گون ایسا لال ہی کہ رنگ لالہ کا پایمال ہی
مری توجی کا ہوا وبال ہی جلائے آتش کا رنگ ہو کر
جو سنگدل کا ہی عشق دل کو تو ہی گران جانی آب گل کو
اوکھاری کون ایسی بھاری سل کو گڑا ہی سینہ مین سنگ ہو کر
ہی حسن کو اوسکی وہ حسینی نہ الجھی ہین وہ می چینی
شنا مین ہو کچھ نہ نکتہ چینی حسین ہی حسن فرنگ ہو کر
ہی تیغ نگہ کا یہ ہی جوہر کری جو دم مین صفائی سر
کہ بیٹھے جائیگی بالضرورت اس آئینہ مین یہ زنگ ہو کر
ہی آہو چشمون کا عشق دلبر نہ نیند آئی پلنگ کے اوپر
کہ پھاڑ کھائی جو دوڑتا ہی پلنگ تجھ بن پلنگ ہو کر
کہ جیسے صبح روشن گہ تیرہ شام ہی ہی مین سب زندگی تمام ہی
زمانہ کا شناکی خاص عام ہی ہوا وہ ملزم دو رنگ ہو کر
ہی عشق ہر چند عجب ستمگر چھوڑائی گھر کو پھرائی در در
کہ جا بجا شیدا کی شرم یکسر رہی ہی بے نام و ننگ ہو کر

۹۷

خوب روئے آج ہم سنسان باہون دیکھکر
یاد آیا ہمکو مجنون بید مجنون دیکھکر
اوڑ گئی اک آن مین جادوی بابل کے دھوئین
سرمہ آلودہ تری چشم پر افسون دیکھکر

۸ دل ڈرے ہی عشق کا پر ہوا مون دیکھکر
بید مجنون کی طرح کانپا تھا مجنون دیکھکر
مار کاکل نے ڈسا دل کیا کرین افسون گران
جان سی ڈرتا ہی اپنے اوسکو افسون دیکھکر

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

رقعہ شادیِ شہادت کا ہو خون ہی رنگین
ایسی شادی کو ہوا ایسے ہی بیعن کا کاغذ
سینہ صافون کو زمانہ کی ہے ہاتھون سے شکست
ہے صفائی سی سزاوار شکن کا کاغذ
ورق چرخ کو تو نسخۂ آشوب کہو
سرمۂ چشم مہ سیم بدن کا کاغذ
یون اسیران قفس تک کوئی پہونچا گلبرگ
جیسے غربت مین شفیقان وطن کا کاغذ
ظاہر آرا نہ کتابون سے ہو ڈر دوزخ سے
کر نہ آتش مین لباس اپنے بدن کا کاغذ
جلسازی پہ زمانہ کے گواہی دی ہے
مہری وسادہ مہ چرخ کہن کا کاغذ
مہروہ کرتا ہے نامہ پہ مجھے آئی رشک
ہاے یون چوسے لعاب اوسکے دہن کا کاغذ
ذوق دلسوختہ دیوان لکھے اپنا کیا خاک
متحمل نہین گرمی سخن کا کاغذ

غزلیات تصنیف ہرچند سرد ہنی

نبجہ پاے نگارین کا جو یکسر لکھا حال
لکھتے لکھتے بنا ہاتھون مین بیعن کا کاغذ
دیکھا دل شکنی کی میرے یہ خبر نوخط کو
قاصد اخط ہے مرا پیچ وشکن کا کاغذ
گنج قارون سے زر وسیم فزون دون انعام
لائے قاصد تو اگر سیم بدن کا کاغذ
نقش حب سان محبوب نہ سمجھون اوسے کیون
لایا ہے پیک محبان وطن کا کاغذ
خط مین نوخط کو لکھون حال دل لاغر کا
ہو رگ جان قلم پوست بدن کا کاغذ
رشک مہ کو لکھے کیا شوق ملاقات کا خط
افشان سیارون سی ہی چرخ کہن کا کاغذ
اک قلم ایسی طوالت کھینچی لکھتے لکھتے
تنگ ہو جائے نہ کیون وصف دہن کا کاغذ
وہ نزاکت بھری ہی معنی ومضمون مین مرے
سمجھے ہرچند نہ کچھ یار سخن کا کاغذ

غزل	ردیف نمبر	ابیات
۷۵		
نگہہ مین حرف دلنشین تھا دہن کی تنگی سے ہو تنگ ہو کر	۹	ہوا گوشہ گیری دہان گمان کشش سی دل کی جو تنگ ہو کر
نکلکر آیا جو راہ آنکھون کے دل مین بیٹھا خدنگ ہو کر		کیون مثل تودہ چھاتی سینہ نشانہ زن ہی خدنگ ہو کر

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی	غزلیات تصنیف ہرچند سرودھنی
پروانہ گرد شمع کے شب دو گھڑی رہا	کوئی یار سے کہے کہ اوٹھو وہ ہی جان بلب
پھر دیکھی اوسکی خاک پڑی دو گھڑی کے بعد	رہ جائے ورنہ نعش پڑی دو گھڑی کے بعد
تو دو گھڑی کا وعدہ نکر دیکھ جلد آ	خلوت مین پہلے یار حیا سے رہا خموش
آنے مین ہوگی دیر بڑی دو گھڑی کے بعد	ہوئی پھر تو چھیڑ چھاڑ بڑی دو گھڑی کے بعد
گو دو گھڑی تک اوسنے نہ دیکھا ادھر تو کیا	تار مژہ یہ گریہ سے ہین اشک گوہرین
آخر ہمین سے آنکھ لڑی دو گھڑی کے بعد	سب بن گئے وہ دُر کی لڑی دو گھڑی کی بعد
کیا جانے دو گھڑی وہ رہی ذوق کسطرح	اقرار کرکے آئے نہ ہرچند وہ اگر
پھر تو نہ ٹھہرے پاؤ گھڑی دو گھڑی کے بعد	دل بیقرار ہوا اک گھڑی دو گھڑی کی بعد

غزل	ردیف ۱۳ نمبر ۶	ابیات ۱۳
۱۳		
مژدہ قتل سے اوس عہد شکن کا کاغذ	کم نہین شعلہ سے اوس عہد شکن کا کاغذ	
ہے مری روح کو آزادی تن کا کاغذ	جی جلایا کہ ہے بربادی تن کا کاغذ	
گور مین پیش ہو جب دفتر تن کا کاغذ	ہے رگون سے مجھے مسطر کی جانن کا کاغذ	
ہو سیاہہ کو سفیدی کفن کا کاغذ	بعد مردن کرون کیون خط کو کفن کا کاغذ	
بن گیا عکس سے اوس شوخ گلستان رو کے	لالہ رو غنچہ دہن چشم گل نرگس ہے	
صفحہ آئینہ تصویر چمن کا کاغذ	عارض گلرو بنا صحن چمن کا کاغذ	
کیا کرے خانہ گیتی کا کوئی دعوی ملک	کشور گردون کی جاگیر عطا حق نے کی	
نام پر کے ہے اس قصر کہن کا کاغذ	مہر ہے خورشید سی ہے چرخ کہن کا کاغذ	
لکھین اوس چشم کی وحشی کے لیے گر تعویذ	آہو چشمون کی تپ غم سے ہو اہون بیمار	
اہل تکبیر کرین پوست ہرن کا کاغذ	لکھنے کو نسخہ کے ہو پوست ہرن کا کاغذ	

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرمدھنی
اے ذوق جانہ ہوش و خرد کی صلاح پر		وحشت نے دی صلاح کہ پھرون ہون مین جا بجا
دے عشق جو صلاح رہی ہے بجا صلاح		ہر چند اس سے کون ہے بہتر بجا صلاح

غزل	ردیف نمبر ۵	ابیات ۱۲

۴۶

کیا آکے تم جو آئے گھڑی دو گھڑی کی بعد	۱۲	آ گھر سے آتا ہی تو گھڑی دو گھڑی کے بعد
سینہ مین ہو کی سانس اڑی دو گھڑی کی بعد		ورنہ لگاؤن در پہ اڑی دو گھڑی کے بعد
کیا روکا اپنے گریہ کو ہمنے کہ لگ گئی		دیکھہ ابر چشم زار کا برسون برستا ہے
پھر وہ ہی آنسوون کی جھڑی دو گھڑی کی بعد		یہ وہ نہین کھلا جو جھڑی دو گھڑی کے بعد
کوئی گھڑی اگر وہ ملا ہم ہوے تو کیا		کیون اوسکو کیا کہے ہے تلون مزاجی سے
کہ بیٹھین گے پھر ایک گھڑی دو گھڑی کی بعد		گہ بات نرم و گاہ کڑی دو گھڑی کے بعد
اوس لعل لب کی ہمنے لیے بوسے اسقدر		اوڑ جائیگا جو چمکی ہے خوش رنگ پان
سب اوڑ گئی مسی کی دھڑی دو گھڑی کی بعد		ہو بد نما مسی کی دھڑی دو گھڑی کے بعد
اللہ رے ضعف سینہ سے ہر آہ بے اثر		نرگس کی شاخ سمجھا مین گلرو کو باغ مین
لب تک جو پہونچی ہی تو چڑھی دو گھڑی کی بعد		زیر فلک رکھے جو جھڑی دو گھڑی کے بعد
کل اوس سے ہمنے ترک ملاقات کی تو کیا		وہ اوٹھہ گیا تھا روٹھہ کے بیٹھا لیا منا
پھر اوس بغیر کل نہ پڑی دو گھڑی کی بعد		اوس بن نہ ہمکو چین پڑی دو گھڑی کے بعد
کہتا رہا کچھہ اون سے عدو دو گھڑی تلک		کاکل بدی کرے تھی مری اوسکے کان لگ
غماز نے پھر اور جڑی دو گھڑی کے بعد		پھر اور رقیب نے بھی جڑی دو گھڑی کے بعد
تھے وہ گھڑی سے شیخ جی شیخی بگھارتے		پھرون کرین تھے میکدہ مین شیخی شیخ جی
ساری وہ شیخی اونکی جھڑی دو گھڑی کی بعد		سب شیخی محتسب سے جھڑی دو گھڑی کے بعد

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی
سیدھی ہی جائین کعبہ کو بیت الصنم سے ہم	واللہ اوسنے زلف کو سکھلائی کجروی
کر پھیر دے نہ وہ صنم کج ادا صلاح	کب راستی کی دے صنم کج ادا صلاح
اوس چشم مست کی ہین خرابا تیون مین ہم	زاہد و صوفی کو کرے دل رفتہ عشق ہی
تقوے کجا و زہد کجا و کجا صلاح	جان باز اوسکا پند سنے کب کجا صلاح
اوس بد معاملہ سے ترا کیا معاملہ	کاٹا ہے مار زلف نے زہر اوسکا چڑھ گیا
کس بد صلاح نے تجھے دی یہ دلا صلاح	اور ترے کہان ہی جان کا دینا دلا صلاح
رہتا ہے اپنا عشق مین یون دل سے مشورہ	اس بحر دہر مین نہ سمجھ آشنا کوئی
جس طرح آشنا سے کرے آشنا صلاح	کرتا ڈوبانے کی ہے ہر اک آشنا صلاح
زاہد یہ کیا کہا کہ نہ مل ان بتون سے تو	درد فراق بت مین تڑپ کر ہی جان بلب
دیتا ہے ایسی کوئی بھی مرد خدا صلاح	دل کو دے کوئی مرنے کی بہر خدا صلاح
کرتی خراب اوسیکو ہی تیری نگاہ مست	کب متقی ہو صادق قابو مین نفس کے
جسکو کہ دیکھتی ہے ٹکو کار با صلاح	یوسف ہوا زلیخا کے ہرگز نہ با صلاح
یارب ہو دل کی خیر کہ کچھ کر رہی ہین آج	دیکھین کہ آج کونسا ہو بے گناہ قتل
چشم و نگاہ مشورہ ناز و ادا صلاح	کرتی ہے چشم فتان پہ تیغ ادا صلاح
منظور گر ہو قتل مرا غیر سے نہ پوچھ	جان باختہ ہون درد محبت سے کیا کرون
ہے تو صلاح نیک مین کیا پوچھتا صلاح	قابو مین دل جو ہوتا تو کچھ پوچھتا صلاح
قلابے آسمان و زمین کے ملا نہ تو	اے خامہ تجھپہ راز نہان سر ہی عیان
اوس مہ وش سے ملنے کی ناصح بتا صلاح	دلبر کو حال دل لکھون کیا بتا صلاح
یہ ہے مرا رفیق یہی ہے مرا شفیق	ہے یار سے جدائی جدا کب تلک رہون
لون کس سے وان کے جانے کی دل کے سوا صلاح	ملنے کی کس سے پوچھون مین جی کے سوا صلاح

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

پیدا فلک سے ایک نہ تجھسا ہوا ہوس
یہ پشت تک تو کیا کہ نہوتا ہزار پشت
بار زمانہ پشت پہ لیکر بشر کی طرح
سیدھی نہ کی فلک نے کبھی ایکبار پشت
حوروں کے گر ہو نیچہ مژگان سے پشت خار
کھجلائے وہ پری نہ کبھی زینہار پشت
ہو جائے جب زیادہ گرانبار بے گناہ
ہوشل کوہ کیونکہ نہ بھیر زیر بار پشت
سینہ سپر جو منہ پہ ہین تیغ نگاہ کی
دکھلاتی وہ کبھی نہین آئینہ وار پشت
ڈر ہے یہی کہ ایسا نہو بعد مرگ بھی
لگنے نہ دے زمین سے دل بیقرار پشت
رہتا سخن سے نام قیامت تلک ہے ذوق
اولاد سے تو ہے یہی دو پشت چار پشت

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

ہم مر چکے ہین پیدا ہو ہو کے بار بار
حسب نسب بتاؤن کیا گذرین ہزار پشت
دل وہ دلیر ہے مرا میدان عشق مین
سوز خم منہ پہ کھائے ندے ایکبار پشت
آئینہ نے دکھائی ہے صورت دو روئی کی
مانند رو نہ رو نما ہو زینہار پشت
سنگین دلون کی عشق کا سر پر رکھا ہے بار
ہوشل کوہ کیونکہ نہ بھیر زیر بار پشت
وہ صاف حسن اوسکا کہ ہو پشت رو نما
دیکھو نہ نیزہ رکھتا ہے آئینہ دار پشت
یہ خوف ہے طبیب کہ وہ رگ ہاتھ نبض کی
ہاتھون سے لگنے دے نہ دل بیقرار پشت
ہرچند پیر چرخ کوہے قائمی ہمیش
اہل زمین کا نام رہے پانچ چار پشت

غزل ۱	ردیف ح نمبر ۴	ابیات ۱۳

ٹھہری ہے اونکی آنے کی یان کل پہ جا صلاح ۱۳ یاری کو یار کے مین کرون کس سے جا صلاح
اے جان برلب آمدہ اب تیری کیا صلاح ای شوق دل بتا کہ تری اسمین کیا صلاح
منظور چشم یار ہے سب عین مصلحت دل زلف مین پھنسا کے بلا لایا سر پہ یار
پوچھے بلا کشون کی کسی سے بلا صلاح پوچھا رہائی کو تو کہا دے بلا صلاح

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرمدھنی
مانند کباب آگ پہ کرتے ہین ہمیشہ		کی جب سے محبت تو ہین بیتاب جگر دل
دل سوز ترے بستر آرام محبت		بیتابیٔ جان اب ہو دلارام محبت
کاسہ مین فلک کی نہ رہی نام کو زہراب		اک گھونٹ کے پینے ہی ہوا جان باختہ دل کے
دھر کھینچے اگر تشنہ لب جام محبت		زہراب سے کیا کم ہے مئے جام محبت
شوق حرم کو چۂ قاتل مین کفن کو		مر جاؤن تو پہنانا نہ بن اوسکے کفن اور
ہم جانتے ہین جامۂ احرام محبت		ہو جائے کفن جامۂ احرام محبت
کی جس نے ذرا رسم محبت اوسے مارا		یار آئے کہا پیک نے جان آگئی تن مین
پیغام قضا ہے ترا پیغام محبت		جان بخش دل مردہ ہے پیغام محبت
نے رند سے ہے کام نہ زاہد سے کہ ہم تو		بدمست ہو نشہ سے کہ تقوی کو کرے ترک
ہین بادہ کش عشق و مے آشام محبت		زاہد بھی اگر ہوئے آشام محبت
ایمان کو دیکر بھی اگر کفر کو لے مول		زنار کو تم توڑ دو بت پوجنا چھوڑو
کافر نہو اگر دیدۂ اسلام محبت		منظور کرو کافر و اسلام محبت
کہتی تھی وفا نوحہ کناں نعش پہ میرے		رو رو کے قضا میری مجھ کہتی تھی یہ بات
سونپا کسی تو نے مجھے ناکام محبت		افسوس کہ تو مر گیا ناکام محبت
معراج سمجھ ذوق تو قاتل کی سنان کو		ہر چند نہ چڑھ اسپہ گرے ٹوٹی ترا سر
چڑھ سر کے بل اس زینہ پہ تا بام محبت		پہونچا نہ کوئی جا کے سر بام محبت
مجنون نے دی لگا جو سر خار زار پشت	۹	تکیہ سے گر لگائے مرا جسم زار پشت
پشت اب ہجوم خار سے ہے پشت خار پشت		تارون کو سمجھے سختی سے کیونکر نہ خار پشت
ماہی سے تا بماہ ہین دست فلک کی داغ		کیا دیکھی رشک گل کی مری نو بہار حسن
وان داغدار سینہ ہے یان داغدار پشت		لالہ کی سوز غم سے ہوئی داغدار پشت

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی
دو رہ اور دیر مت رہ سامنے مثل ہلال		سر مین سودا حسن کا لیکر سر بازار پھر
شہر مین تجکو اگر ہی اپنی شہرت کی طلب		ہی جو شوریدہ سری تجکو شہرت کی طلب
بڑہ گئی ہی عشق مین حرص سقدر اپنی کہ ہی		ہی جو اک پردہ نشین کا عشق اوسکی ہجر سی
غم پہ غم کی آرزو حسرت پہ حسرت کی طلب		پردۂ دل مین رکھین در پردہ حسرت کی طلب
جو حلاوت زندگی کی چاہتا ہی حرص سے		تلخکامی سے دل نام کام کر تو اپنا کام
کاسۂ زہراب سی کرتا ہی شربت کی طلب		بوسۂ شیرین دہن کی کر نہ شربت کی طلب
ہو کے دل غمزہ کا بسمل ناز پر دیتا ہی دم		اک جدائی کی ہی آفت سو بلائی جان شان
کرتا ہی آفت طلب آفت پہ آفت کی طلب		ای دل ناداں ہے اور گر یہ سی آفت کی طلب
بطن مادر سے جب پیدا ہوا تکلیف سے		ہجر جانان مین رہی تکلیف اور وہ کب ملے
یان کہان راحت کہ تو کرتا ہی راحت کی طلب		کیون نہ ہو وصل پر کرتا ہی راحت کی طلب
گر گلستان جہان مین تنگ ہی تو غنچہ وار		ہو سما مین بھی سمائی آہ کی ہر چند کب
کر کشادِ دل سی اپنی ذوق وسعت کی طلب		کیا کرون تنگ حوصلہ سے پھر مین وسعت کی طلب

غزل ۲	ردیف تنبر ۳	ابیات ۲۰
معلوم جو ہوتا ہمین انجام محبت	۱۱	آخر کو بد انجام ہے انجام محبت
لیتے نہ کبھی بھول کے ہم نام محبت		آغاز مین کچھہ نیک تھا گو نام محبت
ہین داغ محبت درم و دام محبت		دل بیچا نہ دیکھا درم و دام محبت
مژدہ تجھے ای خواہش الغام محبت		خنجر نقد غم اور کیا ہے انعام محبت
ہر روز اور دیتا ہے وہ کر کے تصدق		کیونکر ہو رہائی تری اے طائر دل
دو چار اسیر قفس دام محبت		صیاد کا جان کش ہی عجب دام محبت

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرمدھنی
سو بار جون قلم ہو زبان شمع کی قلم		گمنام ہون نہ نام ہوا مرا نامور کبھی
اک حرف ہو نہ مثل زبان قلم نصیب		کب نام کو ہو میری زبان قلم نصیب
مجنون سیاہ خیمۂ لیلے کے گرد پھر		سنگِ درِ صنم جو نصیب ہو نہ چومنا
اے خوش نصیب تجکو یہ طوف حرم نصیب		پھر واعظ ہو کہان مجھے طوف حرم نصیب
دے جسکو اپنے ہاتھ سے تو ایک جام مے		چاہ ذقن کی آب سے پائی ہے آبرو
ساقی دیے خدا نے اوسے مثل جم نصیب		سرسبزی ہے جو خط کی سبزہ کو جم نصیب
ایمان ہی تیرا شوق لقا جسکو یہ نہو		مرجاؤن واعظ ہو نہین غم و درد ہجر مین
دیدار او سے خدا کا نہو ای صنم نصیب		ہو گا نہ جیتے جی کبھی وصل صنم نصیب
جاتے ہین کوی یار کو اسمین جو ہو سو ہو		تم دیکھنا کہ کیا کیا دیکھائے یہ اور ستم
ای ذوق آزماتی ہین آج اپنی ہم نصیب		ہر چند تمکو اپنے دکھاتی ہین ہم نصیب
دل عبادت سے چرانا اور جنت کی طلب	۱۱	ناقص الاعمال کو گو ہو نہ جنت کی طلب
کام چور اس کام پر کس منہ سے اجرت کی طلب		پر دعائے مغفرت رکھتی ہی اجرت کی طلب
حشر تک دل مین ہی اوس سرو قامت کی طلب		فاختہ منشون کو ہو ہے سرو قامت کی طلب
یہ طلب ہی اپنی یارب کس قیامت کی طلب		نالہ اور فوکار رکھے ہر دم قیامت کی طلب
دل سلگ جائی نہ جب تک اور بھڑک اٹھی نہ جان		نشہ میگون لبون سے تا نہ وہ سرشار ہو
کم نہو فلیان کش شور محبت کی طلب		کب دل طالب سے جا کیف محبت کی طلب
واسطے نظارۂ قاتل کے فرصت چاہیے		مرغ دل بسمل ہوا جاتی ہی کوئی دم مین جان
اور یہان فرصت کہان جو کیجے فرصت کی طلب		شکوۂ صیاد کیا ہو گر ہو فرصت کی طلب
ہو مبارک خضر کو سر چشمۂ آب بقا		سر بسر سر چاہتا ہی چوکھٹ کی پابوسی کرے
ہے یہین آب دم تیغ شہادت کی طلب		کیون نہو سر باز کو تیغ شہادت کی طلب

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

بادہ صاف مین آیا ہے کہان سے تنکا
عکس مژگان ترا میکش ہی خس جام شراب
مجکو اوس بوسۂ دندان نے پس از بوسۂ لب
دیے نقل نمکین چند پس جام شراب
نوش دارو سے بھی بہتر ہی دم رنج خمار
ساقیا شربت فریاد رس جام شراب
ذوق جلدی مئی گلرنگ سی بھر ساغر گل
لب نازک کو ہی اوسکی ہوس جام شراب

ہو برسون ہجر وصل ہو گر ایکدم نصیب
کم ہوگا کوئی مجھسا محبت مین کم نصیب
ہون میری خاک کو جو تمھاری قدم نصیب
کھایا کرین نصیب کی میری قسم نصیب
بہتر ہین لاکھ لطف و کرم سی ترے ستم
اپنی زہے نصیب کہ ہون یہ ستم نصیب
ماہی ہو یا ہو ماہ وہ ہے ایک یا ہزار
سیدا غ ہون نہ دست فلک سی دمدم نصیب
تھے خوش نصیب عشق مین ایلہون وہی
جسکو کہ غم یہ غم ہو الم پر الم نصیب
غافل جو دم کی آمد و شد سی نہو وی تو
ہر دم ہے تجکو سیر وجود و عدم نصیب

غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی

راوق صاف شفق سی بھرا مینای فلک
ماہ نو کو کہون مین کیون نہ خس جام شراب
جاکے میخانہ مین مے نوش نہوا گے کو
آئے تلخی کامزا پی کے پس جام شراب
مے نہ ساقی دی نہ فریاد سنے پیر مغان
دلا خون نوشی ہی فریاد رس جام شراب
عہد پیری مین ہو ہرچند کہان کیف شباب
کر نہ بوالہوسی سی اب تو ہوس جام شراب

۱۱ حاصل نہ وصل لیلی ہوا ایک دم نصیب
زیادہ کہون کیا مجنون تھا الفت مین کم نصیب
کمسر جو میری سر کو ہون تیری قدم نصیب
از روے شوق کھامری سر کی قسم نصیب
ہو کر خفا ادا سے ادل دی دی کالیان
ہو مجھ ستم زدہ کو یہ تیرا ستم نصیب
نوکر ہین جب سے سونے غم شعلہ رو کی ہم
جز داغ دل کبھی نہوا اور دم نصیب
مسرور وصل یار سے وہ خوش نصیب ہو
ہو جسکو درد ہجر سے رنج والم نصیب
گذری ہین لاکھون سال کہ آوارہ پھرا کیا
ہمکو کبھی وجود ہوا گہ عدم نصیب

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

جوشِ مستی سے ہی عجب قافلہ جسمین کہ نہین
بے شکست ایک صدائے جرسِ جامِ شراب
محتسب شعلہ آواز سے جل جاؤن گا
اگرچہ ٹوٹا دلِ آتش نفسِ جامِ شراب
رات میخانہ مین ساقی جو نشے مین بہکا
خس شیشہ کو لگا کہنے خسِ جامِ شراب
مرغِ دل نرگسِ میگون کی ہی مژگان مین اسیر
تازہ مضمون ہی جو باندھون قفسِ جامِ شراب
دل شکستہ ہون وہ مین ٹوٹکی ہون سو ٹوٹے
نام لکھہ دی جو کوئی میرا پسِ جامِ شراب
ساقی اس دور مین کب آنکھہ چرا سکتا ہے
رات بھر گشت کری ہی عسسِ جامِ شراب
بے خبر قافلۂ عیش گذر جاتا ہے
بے زبان ہے جو دہانِ جرسِ جامِ شراب
ابلق چشم سیہ مست کو تیرے دیکھا
در نہ اب تک نہ سنا تھا فرسِ جامِ شراب
سمجھے میخانہ کی عظمت تو نہ بیٹھے ہرگز
سرِ جمشید پہ اوڑھے گرِ نگسِ جامِ شراب
نخلِ مینا سے خدا جانے کہ ساقی کس کو
پہلے پہونچے ثمرِ پیش رسِ جامِ شراب

غزلیات تصنیف ہر چند سرمدھنی

لیلیٰ وش کی رکھون مین حسن کی جون مجنون طلب
ہوس دل سی ہی نالہ جرسِ جامِ شراب
ساقیا خالی ہے اس بزم مین مے نوشی سے
نہ بھرا بادۂ خون سے نفسِ جامِ شراب
ساقی نے مے پی لب بحر چڑھی نشہ کی لہر
موج مین آکے کہا موج ہی خسِ جامِ شراب
دامِ کاکل مین پھنسا ساقیِ بدمست کی جا
مرغِ دل کو ہوا خمخانہ بھی قفسِ جامِ شراب
تاب نور ہوا دوسے بے آبی ہوا ئینہ کی
شعلہ رو کا جو پڑی عکس پسِ جامِ شراب
ساقیا دور ہی کب کرتا پھری ہی یہ گشت
کوچۂ بزم طرب کا ہی عسسِ جامِ شراب
کہتا ہے مستوا ٹھونا قہ پہ محمل باندھو
قلقلِ مینا نہین ہی جرسِ جامِ شراب
تیز رفتار جو خمخانہ کے میدان مین ہی
بادہ خوارون کے لیے ہی فرسِ جامِ شراب
بزم خمخانہ مین بے پر یہ اوڑا پھرتا ہی
ساقیا سمجھین اسے ہم مگسِ جامِ شراب
ہے یقین پیچھے سے ہو وصل بھی ساقی کا نصیب
ہی جو اس مے کدہ مین پیش رسِ جامِ شراب

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرہندی
خال عارض ترا سبد وے بلا ہے کافر	کرے اک وار مین ہی قتل دل صد عشاق
تیرہ بختون کے لیے ذبح تو قصاب بنا	موے مژگان کا ہر اک خنجر قصاب بنا
تو اگر آپ کو دیکھے تو مری آنکھ سے دیکھے	خس مژگان کی ہی ٹٹی کرون اب اشک سی تر
اپنا آئینہ مرا دیدۂ پر آب بنا	اپنے رہنے کو مرا دیدۂ پر آب بنا
آہ کے ساتھ جو نکلا شرر آتش دل	مہ رو کے حسن کی ہمتائی کی کب تاب رکھی
چرخ پر جا کے وہ خورشید جہانتاب بنا	کیا ہوا گرچہ یہ خورشید جہانتاب بنا
جب کیا عشق کی دریا نے تلاطم اے ذوق	گریہ کا طوفان جو ہر چند تھا پہونچا تا عرش
تو کہین موج بنی اور کہین گرداب بنا	کہکشان موج فلک جب سے ہی گرداب بنا

غزلیات ۳	ردیف ب نمبر ۲	ابیات ۱۴
پی بھی جا ذوق نکر پیش و پس جام شراب	۱۹	پی کے آتی ہے خماری جو پس جام شراب
لب پہ توبہ تری دل مین ہوس جام شراب		سیگون لب چوم لون پہلے نہ ہو بس جام شراب
لب تک اوسکے جو ہوئی دسترس جام شراب		لب شیرین پہ جو ہی دسترس جام شراب
بن گیا خال لب اوسکا مگس جام شراب		رس کی چکھنے کو بنا دل مگس جام شراب
جھجکا مستی مین وہ صاحب ہوس جام شراب		خال مستی سی رکھی کب ہوس جام شراب
عکس خال اپنا جو سمجھا مگس جام شراب		لب شیرین کا ہوا وہ مگس جام شراب
بازگشت اپنی ہے یون جانب قسام ازل		جام مے لے کے نہ اولٹا دیا اوسنی مجکو
جیسے ساقی کی طرف یار پس جام شراب		اولٹی قسمت نہوا بار پس جام شراب
دست بدست سی کی لوٹکی فریاد بہت		اپنی مینا سے ندی ہی مجھے ساقی چرخ
نہوا کوئی بھی فریاد رس جام شراب		کون ہی اس دور مین فریاد رس جام شراب

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

نام منظور ہے تو فیض کے اسباب بنا
پل بنا چاہ بنا مسجد و تالاب بنا
واہ کیا مرہم زخم دل بیتاب بنا
آب سے غیشتر تیز کے تیزاب بنا
نہ بجھے اشک کی دریا سی مری سوزش دل
گرچہ دے شعلۂ جوالہ کو گرداب بنا
دل بیتاب کو ہم سینہ میں ٹھہرا نہ سکے
شعلہ خود بیٹھتے ہی تجکو وہ سیماب بنا
پوچھیں گر مجھسے مئی عیش ہوئی کب سے تلخ
کہون جس دن سی فلک کا نشہ زہراب بنا
چشم مخمور کا ہون کسکے میں کشتہ یارب
کہ مری خاک سی بھی جام مئے ناب بنا
تیرہ روزی نے مری مہر جہانتاب کا نور
دیا جسوقت اوڑا کر یک شب تاب بنا
ہای پچھتاتا ہون کیون اوس سی کیا میں نے نگاہ
کہ جواب پھرتا ہون اس طرح سے بیتاب بنا
سرمۂ چشم غزالان نہ بنائین اے چرخ
کیا بنا خاک غبار دل احباب بنا
آیت سجدہ ہی حق میں مری ہر جوہر تیغ
ہے خم تیغ فقط کیا خم محراب بنا

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی

۱۴ دل ڈوبانے کو مرے طرفہ یہ اسباب بنا
چاہ غبغب ہی بنا ناف کا تالاب بنا
اچھا مرہم سے نہوا اے دل بیتاب بنا
دے گلا زخم کو جو تیز سا تیزاب بنا
غسل کرنے کے لیے یار جو دریا پہ گیا
گردش چشم نے اوسکے دیا گرداب بنا
کیا ہی بے بوٹی بنائی ہے یہ ہمنی اکسیر
دل بیتاب کو مارا ہے جو سیماب بنا
تلخ عیشی ہی نصیب ہجر میں شیرین لب کے
اوسکے بن شربت قند ہی مجھی زہراب بنا
نشۂ عشق کے طالب کو پلا جام میں بھر
اشک خونین سی مرے ساقی مئے ناب بنا
روز روشن سے ہی پرنور رخ یار کا حسن
سامنے جسکے ہی مہ کریک شب تاب بنا
ہای رے سوز جگر چین نہ لینے دے
مثل سیماب نہ دل کو مرے بیتاب بنا
چرخ حاسد رکھے یکجا کہان دیا دن کو
مہربان کیا کہون ہے دشمن احباب بنا
بجدا دیکھ کے زاہد بھی جھکائے سر کو
خم ابروے صنم کعبہ کی محراب بنا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

ہے اور علم و ادب مکتب محبت مین
کہ ہے وہان کا معلم جدا ادیب جدا
ہجوم اشک کی ہمراہ کیون نہو نالہ
کہ فوج سے نہین رہتا کبھی نقیب جدا
فراق خلد سے گندم ہی سینہ چاک اب تک
آلہی نہ وطن سے کوئی غریب جدا
کیا حبیب کو مجھسے جدا فلک نے مگر
نکر سکا مرے دل سی غم حبیب جدا
کرین جدائی کا کس کس کے رنج ہم اے ذوق
کہ ہونے والے ہین ہم سب سے عنقریب جدا

غزلیات تصنیف ہر چند سرودھنی

پڑھون ہین عشق کی مکتب مین لیلی و مجنون
تو چاہیے کوئی مجنون ہی سا ادیب جدا
رکھون ہون رنج والم درد و غم کا لشکر ساتھ
چلے پکارتا ہے آہ کا نقیب جدا
وہ سود ہے غیرون سی مل گھر مین ہم رہین یا ہر
نہ اپنے یار سے ہو منعمون غریب جدا
کرون جدا اوسے کیونکر کہ ہی ملا دل سے
ہو تن سی جان جدی گر ہو غم حبیب جدا
رہی جدائی نہ ہر چند ملا وہ جان جہان
ہم اس جہان سی ہون حیف عنقریب جدا

۵

ہر ایک سے ہی قول آشنائی کا جھوٹا
وہ کافر ہے ساری خدائی کا جھوٹا
مجھے نعمت خلد سے بھی ہے بہتر
ترے در پہ ٹکڑا گدائی کا جھوٹا
نہ منہ ڈال خار آبلہ مین کہ ہوگا
یہ ساغر مئے کہربائی کا جھوٹا
رسائی ہوئی جب کہ دامن تک اوسکے
ہوا ہاتھ اپنی رسائی کا جھوٹا
خدا جانے ہے ذوق جھوٹا کہ سچا
مگر وہ نہین آشنائی کا جھوٹا

نہ سچا ہے وہ آشنائی کا جھوٹا
خدایا صنم ہے خدائی کا جھوٹا
کرین کب ریاضت چلین بد چلن
تو سمجھو یہ بانا گدائی کا جھوٹا
ہون جون کاہ لاغر اوٹھائی مجھے
اثر ہو کہان کہربائی کا جھوٹا
رسائی کہان یار تک نارساہون
تو لو نام کیون تم رسائی کا جھوٹا
ہے سچ اوس سے ہر چند یاری نکر
کہ جو یار ہو آشنائی کا جھوٹا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

بغل سے لے گئے دل کو نکال کر وہ صریح
جو مانگا تو کہا آنکھین نکال کے کیسا
نہین ہے جوگی اگر چشم یار گرداوسکے
ہجوم کرتے ہین مژگان کے بال لگے کیسا
نمود خال کی دیکھو تو زیر ابرو ے یار
ستارہ نکلا ہے نیچے ہلال کے کیسا
ہماری نعش پہ ہنگامہ کیون ہی ای قاتل
اوٹھا ہے قصہ یہ بعد انفصال کے کیسا
شب فراق مین اوس مہ جبین کی انجم چرخ
مجھے ڈراتے ہین آنکھین نکال کے کیسا
ہزار زدم ہین اوسے یاد تو نی دیکھا ذوق
گیا وہ غیر کے گھر تجکو ٹال کے کیسا

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی

ای یارو دیکھنا عیاری دشمن جان کی
کہ دم دی لے لیا دل کو نکال کے کیسا
جو چھو از نف کو تو بل بلا پڑے بل مین
تو بل ہوا ہے ہر اک بال بال مین کیسا
نہین ہی مہندی رچا ماہرو کا ناخن پا
شفق سے رنگ ہی منہ پر ہلال کے کیسا
متاع دل دی تھی مانگی اب ہی نقد جان
تنا زعہ پھر ہوا بعد انفصال کے کیسا
کہون جو آنکھ لگا کر کبھی نہ آنکھ لگے
وہ دیکھے ہے مجھے آنکھین نکال کے کیسا
گو یار آیا تھا اوس کام سے رہی نا کام
گیا ہی باتون مین ہر چند ٹال کے کیسا

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی

۹

جدا ہون یار سے ہم اور نہ ہون قسمت جدا
ملون مین تجھسے ہو تجھسے مرا رقیب جدا
ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا
اگر تو راضی ہو یا ور ہو اور نصیب جدا
تری گلی سے نکلتے ہی اپنا دم نکلا
بدون صحبت گل کیون نہ بلبل ہو اوسے
رہے ہے کیونکہ گلستان ہے عندلیب جدا
چمن سے باغبان ہووے جو عندلیب جدا
دکھا دے جلوہ جو مسجد مین وہ بت کافر
ہی عید باغ مین گل مل ہو اسے ملتی ہین
تو چیخ اوٹھے مؤذن جدا خطیب جدا
تو بولین بلبلین خطبہ پڑھے خطیب جدا
جدا نہ درد جدائی ہو گر مرے اعضا
نہ درد دل کا ہوا چارہ جان جائے گی
حروف درد کی صورت ہون اے طبیب جدا
شفا ملے گی کیا مجکو ہوا طبیب جدا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

نوید تشنہ کامی بارے آب خنجر قاتل
گلو تک میرے اور زخم گلو کے تا بلب آیا
تامل کیجیو ذوق نپیدن دیکھیے کیا ہو
کہ اب تک ذبح کرنیکا نہین قاتل کو ڈھب آیا
وہ مست ناز لیکر مجھسے میری شیشۂ دل کو
ہوا خوش اسقدر گویا کہ ہاتھ اوسکے حلب آیا
نوشتہ سی ہوا اک حرف بھی ہرگز نہ بیش و کم
جو پیشانی مین تھا لکھا ہوا وہ پیش سب آیا
برنگ غنچہ خونین دل ہنسی کیا اس گلستان مین
بھر آیا منہ مین خون گرا ک تبسم زیر لب آیا
وہ آئین یا نہ آئین مین نہین رنجیدہ دل اونسے
مگر یہ رنج ہی کیون رنج اونسے بے سبب آیا
لگائی زلف کو شانہ نے جو انگلی پکارا دل
یہ گستاخی بھلا رہ تو سہی او بے ادب آیا
ترے ڈر سے نہ آیا پاس کوئی نیم جانون کے
مگر رونا کبھی چوری سی بعد از نیم شب آیا
مین اپنے ذوق کی قربان کہ مستی ہی محبت کی
بلایا کسنے اسکو یہ جب آیا بے طلب آیا

غزلیات تصنیف ہرچند سرمدھنی

ہوے ہم قتل قاتل خون ہی جاری سر سی گذریگا
چلا جا ورنہ ڈوبے تو کہ خون سری تا لب آیا
کرون مین بات کیونکر یار سے ملتا نہین تنہا
ملا جب مجھسے وہ مجکو نہ کچھ کہنے کا ڈھب آیا
صفا ہی آئینہ زانو کا اوسکے مُنہ دکھائی دی
کہ صورت دیکھکر حیرت مین ہی شیر حلب آیا
تو قاصد دینا خط اور کہنا نو خط سی جو کہتا ہون
لکھا تھوڑا سا حال دل ہی کب لکھنی مین سب آیا
مین سمجھا پارہا یاقوت مین ہین کیا جڑی گوہر
پسینا جس گھڑی گرمی سی زیر لعل لب آیا
گیا دل ہاتھ سے سر کو جھکایا اوکے قدمون پر
لیے شمشیر ہاتھون مین گو قاتل بے سبب آیا
مرا شوق طبیعت قانع کب حد ادب پر ہو
تو گھر مین یار سے ملنی کو دل ہو بے ادب آیا
تری اس آنے جانے سی نہ میرا کام پورا ہو
کہ جائے صبح سے پہلے جو آیا نیم شب آیا
دلون مین ہوا اثر جذب محبت کا کہان تک ہرچند
رہی گو دور تھا وہ پاس میری بے طلب آیا

حذر ہے خون سی دل پایمال کر کیسا
چلا ہے دیکھو وہ دامن سنبھال کر کیسا

جو وہ لیے ہے دل پایمال کے کیسا
سر ادا سے رکھے پائنتال کے کیسا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

کہے کیا ہائے زخمِ دل ہمارا
دہن پایا لبِ گویا نہ پایا
کبھی تو اور کبھی تیرا رہا غم
غرض خالی دلِ شیدا نہ پایا
سوا تیرے خطِ مشکین کی کوئی
مجرّب نسخۂ سودا نہ پایا
وہ بولے دیکھکر تصویر یوسف
سُنا جیسا اوسے ویسا نہ پایا
نہ مارا تو نے پورا ہاتھ قاتل
ستم مین بھی تجھے پورا نہ پایا
مرے طالع کی وہ گردش ہی جس سے
فلک نے بھی قرار اصلا نہ پایا
نظیر اوسکا کہان عالم مین اے ذوق
کہین ایسا نہ پائیگا نہ پایا

غزلیات تصنیف ہرچند سرمدھنی

کہے منہ سے عجب کیا حال نامہ
کیا ہر مصرعہ لب گویا نہ پایا
ہر اک ہے دلربا پہ دل سے جان باز
وہ دل ہے کون جو شیدا نہ پایا
جو دیکھا عشق کا بازار ہمنے
متاع حسن بن سودا نہ پایا
جو دیکھا حسن یوسف مصر مین جا
ہے جیسا تو حسین ویسا نہ پایا
پٹا پورا نہ آدھی بات کا بھی
تو تجکو قول کا پورا نہ پایا
جو سُنکر دل رہا ہے کرکے اقرار
تو دل نے بھی قرار اصلا نہ پایا
سبے ہرچند یار عیاری مین یکتا

۱۲

خلافِ وعدہ سے مین تیری کل تو جان بلب آیا
جو بے ہمدم کہ دم میرا نکل دل سے بلب آیا
نہ آیا آج بھی گر تو تو ہے ظالم غضب آیا
نہ آیا اب تلک ہمدم یہ مجھپر اور غضب آیا
چمن مین کہتے ہین پھر موسم عیش و طرب آیا
کہان غم ہو کہان وہ باعث عیش و طرب آیا
بہار ین خوب لوٹین کے اگر وہ غنچہ لب آیا
تو تسپر بھی مرے منہ سے نہ شکوہ زیر لب آیا
عبث جان منتظر ہے ہونٹ پر دم شوخ کب آیا
کہا تھا دن مین آنے کو تو گذری شب بھی کب آیا
اگر عیسٰی کو بھی آیا تو ہم جانین گر اب آیا
بھلائی کو جسے بھیجا کہا اوس سے کہ اب آیا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

مقدر ہی پہ گر سود و زیان ہے
تو ہمنے یان نہ کچھہ کھویا نہ پایا
لحد مین بھی ترے مضطر نے آرام
خدا جانے کہ پایا یا نہ پایا
سراغ عمر رفتہ ہو تو کیونکر
کہین جسکا نشان پایا نہ پایا
رہ گم گشتگی مین ہمنے اپنا
غبار راہ بھی عنقا نہ پایا
رہا شیرھا شال نیش کز دم
کبھی صبح مہم کو سیدھا نہ پایا
نہ خنجر ترے بسمل نے ہے ہے
ذرا قابو تڑپنے کا نہ پایا
احاطہ سے فلک کے ہم تو کب کے
نکل جاتے مگر رستا نہ پایا
جہان دیکھا کسیکے ساتھہ دیکھا
کبھی ہمنے تجھے تنہا نہ پایا
چرا غ داغ لیکر دل مین ڈھونڈا
نشان پر صبر و طاقت کا نہ پایا
رہ از خود رفتہ ہون جسکی خودی نے
خدائی مین اگر ڈھونڈا نہ پایا

غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی

پھر اوسکے کھوج کو جائینگے کیا ہم
جو ہمنے آپ کو کھویا نہ پایا
خبر کیا کہنے بحر دہر مین دو
دُرِ مطلب کو پایا یا نہ پایا
چلون مین اوسکے ہمسر ہو کے کیونکر
کہ کچھہ چلنے کو زور پا نہ پایا
ہمائے حسن کے گھر پر گئی جب
اوسے اوس جا پہ جون عنقا نہ پایا
رکھے ہے مو بمو کیون کجروی زلف
ترے قد سا اوسے سیدھا نہ پایا
ہے عشق شیرین لب مین تلخکامی
ذرا کچھہ ہمنے الفت کا نہ پایا
کئی خضر عشق نے بھی جست جو پر
دیار یار کا رستا نہ پایا
انیس ہر دم ملال و رنج و غم ہین
دل پُر درد کو تنہا نہ پایا
دل مہجور کو دیکھا مین مضطر
تحمل تاب و طاقت کا نہ پایا
لڑا ہمسے خفا ہو وہ لڑاکا
جو راہ صلح کو ڈھونڈا نہ پایا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی
اوس بن رہا چمن مین بھی مین ذوق دلخراش		رشک چمن کی کیا کہون ہر چند وصف مین
ناخن سی تیز تر مجھے ہر برگ گل ہوا		غنچہ دہن ہی رخ گل لب برگ گل ہوا
۳۳ نہوا آب شہادت سے گلوتر نہوا	۷	مین وہ ہون سوختہ دل میرا گلوتر نہوا
مستعد جب وہ ہوا ہاے تو خنجر نہوا		قتل پر خشک کیا آب دم خنجر نہوا
جل کے مین خاک ہوا تو بھی رہا دل مضطر		سرد مہری سے ہے دل سرد دم بسمل بھی
یہ وہ سیماب ہے کشتہ نہوا پر نہوا		ہاے سرگرم تپیدن نہوا پر نہوا
بے چراغ اوسکو نہ رکھہ داغ الم سے خورشید		عشق کی خانہ خرابی کا کہون کیا کیا حال
خانۂ دل کوئی ویرانہ ہوا گھر نہوا		اوسکا ویران شدہ آباد کوئی گھر نہوا
کب صبا آئی ترے کوچہ سی اے یار کہ مین		ملتی ہین یار سے اغیار تو جا یار کے گھر
جو حباب لب جو جامہ سے باہر نہوا		دل اپنا کبھی ڈیوڑھی کی بھی باہر نہوا
خون رگ ہاے گلو کب تن بسمل سے مرے		پنجۂ مرجان نے رنگینی مین گو سر مارا
آکے کب جوش پہ فوارہ سے ہمسر نہوا		پنجۂ دست حنائی سے وہ ہمسر نہوا
عشق یہ معجزہ کیسا ہے کہ اس کشتہ کی		سر مین مجنون کے جو سودا تھا سو دا منصور کے
موے سر حلق سے پیدا ہوی اور سر نہوا		لائق سودا ترے پیدا کوئی سر نہوا
ذوق بیمار محبت ہے خدا خیر کرے		ہدف تیر ستمگر جسکا ہوا تو وہ دل
کہ یہ آزار ہوا جسکو وہ جانبر نہوا		جان قربان کی ہر چند وہ جان بر نہوا
۳۴ اوسے ہمنے بہت ڈھونڈا نہ پایا	۱۹	کیا اوسکا نقش یا دھونڈا نہ پایا
اگر پایا تو کھوج اپنا نہ پایا		ہین یکسر گم نشان اپنا نہ پایا
جس انسان کو سگ دنیا نہ پایا		یہان جسنے غم دنیا نہ پایا
فرشتہ اوسکا ہمپایا نہ پایا		سراپا اوسکا ہمپایا نہ پایا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

نامہ بر جانا ہی جا جلدی چلی جان حزین
دیر مت کر ساتھ تیرے ہمسفر اچھا ہوا

آئینہ خانہ ہین عالم کے سمجھ لے یہ مثال
تا تجھے ماہین کہ یہ صاحب نظر اچھا ہوا

ہے بُرا تو ہی اگر آیا نظر تجکو بُرا
تو ہی اچھا ہے تجھے معلوم گر اچھا ہوا

ذوق کی مرنے کی سُنکر پہلے تو کچھ رک گئے
پھر کہا تو یہ کہا منہ پھیر کر اچھا ہوا

محفل ہین شور قلقل مینا سے مل ہوا
لا ساقیا پیالہ کہ توبہ کا قُل ہوا

دریاے غم سے میرے گذرنے کے واسطے
تیغ خمیدہ یار کی لوہے کا پل ہوا

پروانہ بھی تھا گرم تپش پر کھلا نہ راز
بلبل کی تنگ حوصلگی تھی کہ غل ہوا

آئی تھی درد دل کی نہ ہرگز سمجھ مین بات
آوازہ گو بلند مثال دہل ہوا

جنکے نظر چڑھا ترا رخسار آتشین
اونکا چراغ گور نہ تا حشر گل ہوا

بندہ نوازیان تو یہ دیکھو کہ آدمی
جز و ضعیف محرم اسرار کل ہوا

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی

دل تو خون ہو کر نکل سینہ سے اب چشمون کی راہ
قافلہ اشکون کا تیرے ہمسفر اچھا ہوا

چشم تر کے گوہر اشکون کو لے ہی دیکھ دیکھ
مردم دیدہ مرا صاحب نظر اچھا ہوا

مثل آئینہ کدورت سے صفا رکھہ اپنا دل
اچھا دکھلائی دے گر معلوم گر اچھا ہوا

دل گیا تھا جان بھی ہر چند جاتی عشق مین
دلربا سے لائے دل کو پھیر کر اچھا ہوا

چھایا ہے ابر ساقیا اب وقت مل ہوا
بھر کر پلا دے جام تحمل کا قل ہوا

طفل اشک ڈوبتے مرے سیلاب گریہ سے
پر بچ گئے گذر کو جو مژگان پل ہوا

افسوس دھوکا سے گیا اوٹھا ہر مرا
کچھ شب رہی تھی مرغ سحر کا جو غل ہوا

کرتا ہون درد عشق سے ہر دم جو ہاے ہو
ہر کو مین شور عشق مثال دہل ہوا

وہ شمع رو نہ آیا چراغ امید دل
شب بھر جلا کیا کہ نہ تا صبح گل ہوا

خوان کرم کو اوسنے بھر انعمتون سے ہی
ادسکا وظیفہ خوار ہر اک جزو کل ہوا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی
ایکدن بالکل نہ مین آے چارہ گر اچھا ہوا	کب شفا ہوتی نہ آیا چارہ گر اچھا ہوا
داغ ادھر تازہ ہوا گر زخم ادھر اچھا ہوا	جان گئی تن سے ادھر تو مین ادھر اچھا ہوا
ہو زیادہ آب خنجر کی الٰہی آبرو	خشک تھا صحرا ہوا تر آب و سبزہ جم اوٹھا
آج مدت مین ہمارا حلق تر اچھا ہوا	رونا میرا خلق کو اے چشم تر اچھا ہوا
آ رہیگا دشت مین لیلی تری ناقہ کے کام	بعد مرون نعش میری کہربا لیجائیگا
ہو گیا مجنون جو کانٹا سو کھہ کر اچھا ہوا	تن ہوا ہے مثل کہہ جو سوکھہ کر اچھا ہوا
روز کہتا تھا مزا مجکو چکھاوے عشق کا	خنجر قاتل گمان رکھتا تھا تن مین خون کا
بھر دیا یون اوسنے دل کو چیر کر اچھا ہوا	کچھہ نہ نکلا دیکھہ سینہ چیر کر اچھا ہوا
سنکے مجنون نے مرے شور جنون کو یہ کہا	حکما سر مارین دو وادین پر نہ جا سر کا جنون
واقعی مجھہ سے بھی یہ شوریدہ سر اچھا ہوا	کسنے دیکھا عشق کا شوریدہ سر اچھا ہوا
بند ہ گیا اوس موکمر کا جب کہ مضمون کمر	جب کہا اوس سے کسی نے تیرا عاشق مر گیا
ہو گئی مضمون مین دقت شعر پر اچھا ہوا	بولا کیا ہوتا جو جیتا مرتا پر اچھا ہوا
مجکو صدقہ کر اگر ہے بدمزا تیرا مزاج	سر بکف پہنچی کفن جاؤن ادھر ہی سو ہو
یہ ادھر صدقہ دیا تو نے ادھر اچھا ہوا	ہے لیس تیغ بر ہنہ وہ ادھر اچھا ہوا
ہاتھ تو ہلکا پڑا تھا یار کی شمشیر کا	ٹانکے دے جراح اسے تو تار زلف یار سے
زخم پر چسمیت سے میرے کارگر اچھا ہوا	زخم تیغ نگہہ دیکھو کارگر اچھا ہوا
کھنچ گیا میری طرف سے اور اوس کا فر کا دل	آہ و زاری سنکے بے دردی ہی اوسکو ہنسی
واہ واجذب محبت کا اثر اچھا ہوا	بل بلی او در دجگر تیرا اثر اچھا ہوا
قتل کرتا ہی ترا بسمل سے یہ کہنا کہ لو	ہی جواون بادام چشمون کا مری جیمین خیال
ابتو دامن بھی ہوا لوہو سے تر اچھا ہوا	دل کو قوت ہی کلیجا تر یہ ترا چھا ہوا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

تپ سوز محبت کے لیے چارہ نہین قہری
یہ گنڈا نیلگون گردن پہ کیون اے تفتہ جان باندھا
سمجھکر موج دریا سے فنا کو خنجر بران
کفن مثل حباب اے ذوق ہمنے سر سے بیان باندھا

۷ پانی طبیب دے ہے ہمین کیا بجھا ہوا
ہے دل ہی زندگی سے ہمارا بجھا ہوا
کہتے تھے آفتاب قیامت جسے تو وہ
نکلا چراغ داغ دل اپنا بجھا ہوا
چشم غضب ہی نیم نگہ میرے واسطے
اک نیمچہ ہے زہر مین گویا بجھا ہوا
پھر دل مین آہ سرد ہوئی میرے شعلہ رو
لو پھر بھڑک اوٹھا یہ فتیلا بجھا ہوا
پہلے نشانہ کرنا وہ بندوق کا مجھے
پر تھا مرے نصیب سے توڑا بجھا ہوا
جل کر اگر بجھا بھی دل سوختہ مرا
تو پھر جلے گا جیسے کہ کولا بجھا ہوا
ہم آپ جل بجھے مگر اس دل کی آگ کو
سینہ مین ہمنے ذوق نہ پایا بجھا ہوا

۱۶ پہونچا آب تیغ قاتل تا لب اچھا ہوا
اے دل مجروح لے تو غسل کر اچھا ہوا

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

جگر سوزی ستار دل کی کرتی ہی صدا ہر دم
رگ پر سوز جان سے تار کیا اے تفتہ جان باندھا
بساط دہر مین ہر چند کم کر بار کثرت کو
نہ غنچہ نے چمن کی ہی فنا پر بندیان باندھا

۷ اس باغ مین جو غنچہ ہے دل کیا بجھا ہوا
ہے یان گل حیات ہمارا بجھا ہوا
دل مین شگفتہ گر گل خورشید ہی تو کیا
رکھتا ہے شب و شام دل اپنا بجھا ہوا
مردہ دلی نے اوسکو بھی افسردہ کر دیا
داغ جگر ہے اخگر گویا بجھا ہوا
وہ سرد مہری یار سے دل سرد ہو گیا
رگ جان کا بھی ہی میرے فتیلا بجھا ہوا
ہے اوسکے شور مین تو کڑک توپ ہی سوا
سبندوق برق کا نہ تو توڑا بجھا ہوا
سوز جگر سے دل مرا جلتا رہا ہمیش
یہ بجھکے کب جلے ہی جون کولا بجھا ہوا
بے آب چاہ غبغب یہ آگ کب بجھے
ہر چند سوز دل کا نہ پایا بجھا ہوا

۱۵ شمع کے پہونچا جو شعلہ تا لب اچھا ہوا
جل بجھا پروانہ تو مین عشق کر اچھا ہوا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

ترا ہنسنا جو یاد آیا بر نگ قہقہہ مینا
تو مین نے تار اک روئی کا لی کے ہچکیان باندھا
تڑپ کر دامن زنگیو نہ آلودہ کرے خون سے
سر فتراک سے کیون تو نے صید نیم جان باندھا
نہ جھاڑا غیر کو تو نے کہ ہو کر جھاڑ لپٹا تھا
مجھی پر گالیون کا چھاڑ تو نے بدزبان باندھا
وہ ہون ناکام سمجھا نامرادی جو مراد اپنی
سرے مرقد پہ چلیہ اوسنی آکر دوستان باندھا
اوڑائینگی دھوئین اک آن مین اس چرخ کردان کی
اگر چکر دھوئین نی دل کے زیر آسمان باندھا
فلک وار رستہ پھرنے دی ہی کوئی پر خرد شون کو
کیا ہی آخرش زنجیر سے پیل دمان باندھا
بلا ہون مضطرب مین بھی کہ مجھسے برق نی دی کر
حصار اک گرد اپنے شعلہ جوالہ سان باندھا
مرا دل آگ ہی سینہ مین اک پھوڑا سا پکتا ہی
خیال خط سبز یار نے کیون برگ پان باندھا
دل مجروح پر میرے نہ سمجھو داغ حسرت کا
پر طاؤس اس زخمی نے ہی ای دوستان باندھا
کہان دل بھاگ کر جائے کہ تیری نخل قامت نے
عجب اک گرد نامہ خط نے ای سرو روان باندھا

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی

نہ پوچھا حال رونے کا رولایا اور ہنس ہنسکر
کہ جب مین انپے رونے کا سمان ای ہچکیان باندھا
دل بیمار مر جائے پر یرو کا ہو اسایہ
کہ کام ہو پورا کیون تو نے نیم جان باندھا
چلن بگڑا تھا پہلے سی گیا منہ بھی بگڑ اب تو
کیون منہ کو کھول بدگوئی کا تار ای بدزبان باندھا
کری دل کو نشانہ جان قربان کیون نہ اوسپر ہو
کمان پر جو کمان ابرو نے حلقہ دوستان باندھا
نہ دُر آمود مانگ سر سے مہ رو کی ہوئی ہمسر
تجمل کہکشان نے گرچہ زیر آسمان باندھا
نہ کم زنجیر آہن سی بنا ہی رشتہ الفت
اسی نے ہے دل دیوانہ کا پیل دمان باندھا
زمین پر گر پڑی بیتاب ہو کر برق گردون سے
جو سیمین تن نے سر پر شملہ زرین شعلہ سان باندھا
کہون کیا منہ سی وہ سرخی چمکتی ہی اودا ہٹ سے
لب آلودہ مسی نے عجب ہے رنگ پان باندھا
کیا برہم ہی بدعہدی سی اوس بی عہد نے اوسکو
ہم جو عہد الفت مجھ سے تھا ای دوستان باندھا
ہی سرو باغ شہدا قد پہ سر پر جو فقیرانہ
ہی قمری سے عمامہ خاکی ای سرو روان باندھا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

مدتون دل اور پیکان دونون سینہ مین رہی
آخر ش دل بہہ گیا خون ہوکے پیکان ہی رہا
سب کو دیکھا اوس سے اور اوسکو ندیکھا جون نگاہ
وہ رہا آنکھون مین اور آنکھون سے پنہان ہی رہا
آگ زیرین دل مین بستی تھین اور اب آنکھین تری
ملک دل اپنا ہمیشہ کافرستان ہی رہا
مجھ مین اوسمین ربط ہی گویا برنگ بو ے گل
وہ رہا آغوش مین لیکن گریزان ہی رہا
دین وایمان ڈھونڈھتا ہی ذوق کیا اوسوقت مین
اب نہ کچھ دین ہی رہا باقی نہ ایمان ہی رہا

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی

زیست سے دھو بیٹھی ہمتو یا تھا ای ابر گمان
خون دل پیتا ابھی تک حیف پیکان ہی رہا
ملتا ہی کھل کر رقیبون سے مری بے پردہ ہو
ہمسے وہ پردہ نشین پردے مین پنہان ہی رہا
عید کی دن عید گہ مین مجھسے وہ کافر ملا
مومنون کو عید گہ بھی کافرستان ہی رہا
جس پہ ہم عاشق ہین وہ مشہور آہو چشم ہی
اُنس کب ہی ہمسے جون آہو گریزان ہی رہا
دیکھکر ناز و ادا و حسن اوس طناز کا
سب گیا ہر چند دین و دل نہ ایمان ہی رہا

۲۹

۱۷

طلسم طرفہ تر آنسو نے میرے مردمان باندھا
کہ ہی اک اک گرہ مین حاصل صد بحر و کان باندھا
تری جوڑی کی کھلنے نی مرا دل دستان باندھا
عجب تقدیر نے عقدہ وہان کھولا یہان باندھا
یہ بہتان کسنے افتا ئی محبت کا یہان باندھا
جو بعد از مرگ میری منہ کو تو نے بدگمان باندھا
ہوئی تشہیر نعش اس ناتوان کی جسکہ پاؤن مین
کوئی تا رنگاہ مور جائے ریسمان باندھا
کیا مجنون مجھے آشفتگی نے زلف کی کسکے
کہ میرے سر پہ مرغ شانہ سر نی آشیان باندھا

جو طفل اشک نی گریہ سی طوفان مردمان باندھا
گرہ مین قطرون سے مژگان نی حاصل بحر و کان باندھا
عجب بے برنی چیرا سر پہ اپنے دستان باندھا
کھلا جب پیچ وان اوسکا تو دل کو اوسنی یان باندھا
کسی سی رشتۂ الفت نہ کر کر بات یان باندھا
جون سوزن رشتہ سی منہ میرا کیون ے ابد گمان باندھا
پتنگ سان وہ کھلائی کیجے دل مرا جدھر جائے
رگ جان کو جو ہمنے اوسمین مثل ریسمان باندھا
گرائی دست صرصر اوسکو ہو پامال ٹھوکر سے
چمن مین کیلیے بلبل سر شاخ آشیان باندھا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

بعد مردن بھی خیالِ چشمِ فتّان ہی رہا
سبزۂ تربت مرا وقفِ غزالان ہی رہا
مین ہمیشہ عاشقِ پیچیدہ مویان ہی رہا
خاک پر روئیدہ میری عشقِ پیچان ہی رہا
پستۂ قندی ہی کام غیر مین وہ لعلِ لب
پر مرے حق مین وہ سنگِ زیرِ دندان ہی رہا
بندہ سکا ہمسے نہ مضمون اوس دہانِ تنگ کا
ہاتھ اپنا فکر مین زیرِ زنخدان ہی رہا
جاہلِ منکر نہ آئے راہ پر معجز سے بھی
جہل سے بوجہل اپنے نامسلمان ہی رہا
پاؤن کب نکلے رکابِ حلقۂ زنجیر سے
نوسنِ وحشت ہمارا گرمِ جولان ہی رہا
کب لباسِ دنیوی مین چھپتے ہین روشن ضمیر
جامۂ فانوس مین بھی شعلہ عریان ہی رہا
آدمیت اور شے ہے علم ہی کچھ اور چیز
کتنا طوطی کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا
جلوہ ای قاتل اگر تیرا نہو حیرت فزا
دیدۂ بسمل نے کیا دیکھا کہ حیران ہی رہا
حلقۂ گیسو مین دیکھی کسکے رخسارے کی تاب
شب مہِ ہالہ نشین سر در گریبان ہی رہا

غزلیات تصنیف ہر چند سرمدھنی

۱۵ دل کو پھرنا بانگاہِ چشمِ فتان ہی رہا
سر بسر پیرایۂ رفتارِ غزالان ہی رہا
دل جو مفتون گیسوی پیچیدہ مویان ہی رہا
پیچ غم کھا پیچ مین جون عشقِ پیچان ہی رہا
لکھنے پائے وصفِ دندانِ دہانِ یار کب
فکر سے خامہ دہن مین زیرِ دندان ہی رہا
ہے ذقن مین حبِ افیون یا کہ خالِ اوس دہن کے
تا کتا مستانہ مین سوئے زنخدان ہی رہا
خالِ ہندو ہی جو اوسکے مصحفِ رخسار پر
کلمہ کچھ پڑھتا نہین ہے نامسلمان ہی رہا
ایک دم مین گو مکانِ لامکان کو طے کیا
شہپرِ آہِ جگر پر گرم جولان ہی رہا
شعلہ رو کا حسن چمکا بحر مین ہنگامِ غسل
چادرِ آبِ رواں سے چشمِ عریان ہی رہا
ظالمون کی پایمالی سے بچین ہین کب ضعیف
سبزہ زارِ روئے صحرا وقفِ حیوان ہی رہا
رشکِ صد گلزار ہی اوسکا گلِ عہدِ شباب
دیدۂ بلبل سے جسکو دیکھ حیران ہی رہا
دیکھا وقتِ غسل حسنِ یار کو جو بحر نے
حلقۂ امواج سے سر در گریبان ہی رہا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

تاثیر محبت عجب اک حب کا عمل ہے
لیکن یہ عمل یار پہ چل جائے تو اچھا

فرقت سے تری تار نفس سینہ مین میرے
کانٹا سا کھٹکتا ہی نکل جائے تو اچھا

ہان کچھ تو ہو حاصل ثمر نخل محبت
یہ سینہ پھپھولون سے جو پھل جائے تو اچھا

دل گر کے نظر سے تری اوٹھنے کا نہین پھر
یہ گرنے سے پہلے ہی سنبھل جائے تو اچھا

وہ صبح کو آئے تو کرون باتون مین دوپہر
اور چاہون کہ دن تھوڑا سا ڈھل جائے تو اچھا

ڈھل جائے جو دن بھی تو اوسیطرح کرون شام
اور پھر کہون گر آج سے کل جائے تو اچھا

جب کل ہو تو پھر وہ ہی کہون کل کیطرح سے
گر آج کا دن بھی یونہین ٹل جائے تو اچھا

القصہ نہین چاہتا مین جائون وہان سے
دل اوسکا یہین گرچہ بہل جائے تو اچھا

جو چشم کہ بے نم ہو وہ ہو کور تو بہتر
جو دل کہ ہو بے داغ وہ جل جائے تو اچھا

ہی قطع رہ عشق مین اے ذوق ادب شرط
جون شمع تو اب سر ہی کے بل جائے تو اچھا

غزلیات تصنیف ہرچند سرد ہنی

آنکھون سے ترا دیکھنا جادو سی نہ کم ہے
یہ جادو جو عشاق پہ چل جائے تو اچھا

دیوانہ سے بستی کو سمجھتا ہے زیادہ
دیوانہ ترا گھر سے نکل جائے تو اچھا

شجر عشق کی میوہ کا مزا کچھہ تو چکھین ہم
گر شاخ مژہ قطرون سی پھل جائے تو اچھا

اپنے دل دیوانہ کو کچھہ کیجے نصیحت
پھر سنبھلا کیا باتون مین سنبھل جائے تو اچھا

ہی وہ بت کافر نخوت حسن پہ مغرور
جوبن یہ جوانی کا جو ڈھل جائے تو اچھا

یار آیا رہا شب کو لگا چلنے دم صبح
مین نے کہا رہ آج جو کل جائے تو اچھا

یار آتا ہے گھر اوس سی ملوا ای دل ہمار
پر موت تری آج جو ٹل جائے تو اچھا

ہی رنج جدائی سے جو رنجیدہ دل اپنا
گر اس یہ ملنے کی بہل جائے تو اچھا

ہی عہد زمستان پڑا بے مہر سے پالا
بے شعلہ رو دل سرد ہی جل جائے تو اچھا

کاکل کی سر بال کے بل بل مین بھری ہے
ہرچند سی بل کھاتی ہی بل جائے تو اچھا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

ناز سے تان کی ابرو سی لگا تیر نگاہ
چلّہ جلد اپنی کمان پر تری قربان چڑھا
دیکھو قسمت کا لکھا اوسنے پڑھا خط سو بار
دھیان پر میرا نہ مضمون کسی عنوان چڑھا
غمزہ و ناز کو دی سونپ متاع دل و جان
چور تھا پر نظر اپنی پہ نگہبان چڑھا
اشک آئی نہین مژگان پہ کہ یارون نے ابھی
پانی سو نیزہ دیا باندھ کے طوفان چڑھا
حضرت عشق کی درگاہ مین آکر اے ذوق
دل و دین دیتے ہین سب گبر و مسلمان چڑھا

غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی

باتون کا ہمسے نہ تبلاؤ چڑھاؤ اور اوتار
نام پر اپنے مجھے ہون تری قربان چڑھا
عشق بدنام کیا تو نے پر اتنا تو کر
نام دفتر مین مرا تو کسی عنوان چڑھا
آنکھ گر اوسنے ملائی تھی چورائی پھر کیون
چور دیکھا نہ نگاہون پہ نگہبان چڑھا
لامکان گر پڑا اور عرش کا ایوان ڈوبا
جب کہ اشکون کا مرے جوش پہ طوفان چڑھا
کعبہ مین قبر محمد کو ہو سجدہ ہرچند
پا سر قبر پہ رکھہ کون مسلمان چڑھا

۲۷

۱۵

آنکھین مری تلوون سی وہ ملجائے تو اچھا
ہاتھون سی مرے ہاتھ وہ مل جائے تو اچھا
ہے حسرت پابوس نکل جائے تو اچھا
دل میرا جو ہاتھون سے نکلجائے تو اچھا
بیمار محبت نے لیا تیرے سنبھالا
طفل اشک سر مژہ سے بے سنبھلے گرا ہے
لیکن وہ سنبھالی سے سنبھل جائے تو اچھا
پاوے سکا جو دامن پہ سنبھل جائے تو اچھا
ہو تجھسے عیادت جو نہ بیمار کی اپنے
مین یار کے گھر پر گیا دل آنے نہ دی ہے
لینے کو خبر اوسکی اجل جائے تو اچھا
پر وہان سے مجھے لینے اجل جائے تو اچھا
کھینچے دل انسان کو نہ وہ زلف سیہ فام
اے عشق تو دریای محبت کا نہنگ ہے
اژدر کوئی انسان کو نگل جائے تو اچھا
ہون جان سے تنگ مجکو نگل جائے تو اچھا
اے گریہ نہ رکھہ میری تن خشک کو غرقاب
ہے سوز بھرا دل مین کسی شمع رو کا
لکڑی کی طرح پانی مین گل جائے تو اچھا
گر شمع سان ہر استخوان گل جائے تو اچھا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

شربت مرگ سے محروم نہ رہتا کبھی خضر
لیک ناکام اوسے آب بقا نے رکھا
نگیا مر کے بھی اوس مصحف رخسار کا شوق
کہ رہا گور پہ قرآن سرہانے رکھا
بے نشان پہلے فنا سے ہو جو ہو تجکو بقا
ورنہ ہے کسکا نشان ذوق فنا نے رکھا

نشہ دولت کا بد اطوار کو جس آن چڑھا
سر پہ شیطان کے اک اور بھی شیطان چڑھا
عشق کی ڈھب پہ نہ کوئی بجز انسان چڑھا
اسکے قابو پہ چڑھا تو یہی نادان چڑھا
چڑھگیا جب کہ زمین تو سن وحشت اپنا
دینگے افلاک پہ ہم خاک بیابان چڑھا
مین نے جب دیکھا نہ تو اوس ابرو کا خیال
لیکے خنجر مری چھاتی پہ وہین آن چڑھا
دیکھے ملت و دین کتنے کریگا برباد
باد کے گھوڑے پہ وہ دشمن ایمان چڑھا
صحف رخ پہ ترے رنگ سنہرا تیرا
واہ کیا خوب ہے سونا سر قرآن چڑھا
جب لڑی آنکھ تری کوئی مری دل کی سوا
فوج مژگان کے نہ منہ پر سر میدان چڑھا

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

قتل ہو خنجر پر آب سے تر ہوتا حلق
تشنہ لب قاتلا اوس آب بقا نے رکھا
مرنے پر کھٹکے خیال سرمژگان جی مین
ہمنے تربت مین بھی خنجر ہی سرہانے رکھا
عالم فانی مین ہرچند فنا ہونا ہے
مارے بن زندہ بتا کسکو فنا نے رکھا

۱۲ حسن کے زعم کا نشہ اوسے جس آن چڑھا
حور کے سر پہ کوا بھوت ہو شیطان چڑھا
اسپ عشق پہ کب کوئی بجز انسان چڑھا
گر پڑا اسپہ نہ چڑھنا تھا کیون نادان چڑھا
جوش وحشت کی ابھی گھر سے نہین نکلی بو
سر پہ ہے فکر مرے گشت بیابان چڑھا
ہاتھ ملنے لگے ہم باغ مین دیکھا جو انار
نار پستان کا وہین دھیان بدل آن چڑھا
ابرو و آستین رکھتا ہی چڑھی وہ یارو
قتل کو کسکے ہے یہ دشمن ایمان چڑھا
جانے تا دہ کہ مرے داغ جنون سر مین ہین
پر طاؤس دے کوئی سر قرآن چڑھا
غمزہ و ناز و ادا کار رکھے لشکر ہمراہ
کون ہو قتل ہے قاتل سر میدان چڑھا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

۲۵

تنکر پردہ ہی مین اوس مت کو حیا نے رکھا
ورنہ ایمان گیا ہی تھا خدا نے رکھا
رہا پامال رہ عشق کی تربت کا نشان
اوس پہ تعویذ جو نقش کف پا نے رکھا
تلخکامی کا رہا بعد فنا بھی یہ اثر
استخوان کو مرے منہ پر نہ ہما نے رکھا
آشیان باغ مین ڈھونڈا جو قفس سے جا کر
ایک تنکا بھی نہ تھا باد صبا نے رکھا
دل جو دیوانہ نہ تھا میرا تو پھر کیون اوسکو
پا بہ زنجیر تری زلف دوتا نے رکھا
آنکھین دیدار طلب گور سے آکی ہین نکل
دستہ نرگس کا نہین میری سرہانے رکھا
پئے ناواقف رہ پہلے ہے رہبر موجود
گور سے آگے قدم دیکھ عصا نے رکھا
نا تواں بین نہ تن زار مرا دیکھ سکا
خوب دھوکے مین اوسے تار فنا نے رکھا
نرگسی خوبی ورشتی سے غرض آئینہ وار
گھر مین مہمان جسے اہل صفا نے رکھا
کیا تماشا ہے کہ دیوانہ بنا کر اپنا
نام مجنون مرا اوس ہوش ربا نے رکھا

غزلیات تصنیف ہرچند سرودھنی

۱۳

مرے نزدیک یہ ایمان حیا نے رکھا
بت کافر سے مجھے دور خدا نے رکھا
کھل گئی وان سر تربت پہ بہار گلزار
نقش مہندی رچا گلرو کے پانے رکھا
استخوان کھاکے مری لوٹا زمین پر مضطر
بیقراری کا اثر دل پہ ہمانے رکھا
نازکی سے رہا تا عرصہ نشان انگشت
عارض گلرو پہ جب ہاتھ صبا نے رکھا
ماہرو کا مرے کیا سمجھا اوسے ناخن یا
سر پہ مہ نو کو جبھی چرخ دوتا نے رکھا
مسند و تکیہ لگا جیتے جی پر مرنے پر
جاے تکیہ ہو کوئی سنگ سرہانے رکھا
گرم رو شمع نکیون ہو سوے بزم شمع رو
رہبری کو جو قدم اوسکے عصا نے رکھا
دیکھ پائے نہ اوسے ایک نظر آنکھ اوٹھا
نبد سینہ کو ترے بند قبا نے رکھا
دیکھ آئینہ نے بھی پائی صفا خاک سے ہی
خاکساری کو پسند اہل صفا نے رکھا
ہوشیاری تو یہ دیکھو کہ دیکھا غمزہ چشم
ہوش تن باقی نہ کچھ ہوش ربا نے رکھا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

اب جان پر آفت نئی جو آئی ہو دوبارا
یکبار تو غارت دل و دین ہو ہی چکا تھا
برہم اوسے کیون تو نے کیا چھیڑ کے پھر زلف
اے دل وہ ابھی جبین چین ہو ہی چکا تھا
ہوتا جو نہ پیوند زمین تیری گلی مین
آسودہ یہ دل زیر زمین ہو ہی چکا تھا
آنے سے مرے ٹھہر گئے آپ و گرنہ
جانے کا ارادہ تو کہین ہو ہی چکا تھا
جو خط مین لکھا اوسنے وہ اس لکھنے سے پہلے
مکتوب سر لوح جبین ہو ہی چکا تھا
بے بدرقۂ مرگ توقف رہا ورنہ
عزم سفر جان حزین ہو ہی چکا تھا
کیا ہوتا جو سمجھاتے اوسے جا کے مری دوست
دشمن کا سخن ذہن نشین ہو ہی چکا تھا
کیا دیکھتے ہم یوسف کنعان کو کہ اپنا
منظور نظر ایک حسین ہو ہی چکا تھا
کیا گرم تپش ہوتا تڑپ کر ترے آگے
مین سرد تہ خنجر کین ہو ہی چکا تھا
جو کچھ کہ ہوا ہمسے وہ کس طرح نہ ہوتا
ہجر محبت تو یونہین ہو ہی چکا تھا

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی

سودا نہ لیا مول جو جنس حسن کی لیتا
دینے کو مین نقد دل و دین ہو ہی چکا تھا
نو خط سے کہا حال کیون دلشکنی کا قاصد
خطون سے مری چین جبین ہو ہی چکا تھا
آہ دل پر درد نے زندہ کیا اوسکو
مردہ تو ترا زیر زمین ہو ہی چکا تھا
پیغام گیا میرا تو یار آیا مرے گھر
پر جانے کو طیار کہین ہو ہی چکا تھا
اس عشق کی آتش نے کیا سینہ کو پر داغ
سجدون سے نشان داغ جبین ہو ہی چکا تھا
دم مین مری دم آگیا ہمدم کہ جیا یا
جانے کو دم جان حزین ہو ہی چکا تھا
آیا جو وہان راحت جان دل کو ہوا چین
پر درد جگر پہلو نشین ہو ہی چکا تھا
خالق نے کیے حور و پری کیلیے پیدا
پیدا وہ مرا یار حسین ہو ہی چکا تھا
یا آب تملق کیا ٹھنڈا وہ بھبوکا
پر شعلہ نمط بر سر کین ہو ہی چکا تھا
اوس عیسی نے چارہ گری ہر چند کی ورنہ
بیمار محبت تو یونہین ہو ہی چکا تھا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی
کیا جانے اوسے وہم ہی کیا میری طرف سے		مین جاؤن وہان کیا کہون ہون دورنہ اغیار
جو خواب مین بھی رات کو تنہا نہین آتا		یان پاس جو آئے تو وہ تنہا نہین آتا
کس دم نہین ہوتا قلق ہجر ہی مجکو		سینہ سے مرے تیر نہ کھینچ ابروکمان تو
کسوقت مرا منہ کو کلیجا نہین آتا		کیا پیکان کے اب ساتھہ کلیجا نہین آتا
ہم رونے پہ آجائین تو دریا ہی بہائین		رونے سے مرے ابر نے گو سیکھا ہے رونا
شبنم کی طرح سے ہمین رونا نہین آتا		پر مثل مرے اب بھی تو رونا نہین آتا
آتا ہے تو آجا کہ کوئی دم کی ہے فرصت		دل مین کہا تا شام تھا آنے کو نہ آیا
پھر دیکھیے آتا بھی ہے دم یا نہین آتا		تا صبح رہی دُہدا آتا یا نہین آتا
ساتھہ اونکے ہین ہم سایہ کے مانند ولیکن		بات اوسکی لپٹنے کی ہین جا جنمین لپٹ دل
اسپر بھی جلائین کہ لپٹنا نہین آتا		جو لپٹون تو کہتا ہے لپٹنا نہین آتا
دل مانگنا مفت اور یہ پھر اوسپہ تقاضا		کیون بوسے لیے جاتے ہو لے لی مرا آپ
کچھہ قرض تو بندہ پہ تمھارا نہین آتا		کب تک تمھین دون دینا تمھارا نہین آتا
جاتی رہے رلفون کی لٹک دل سے ہمارے		آتی ہے لٹک دل کو کہ جا زلف مین لٹکے
افسوس کچھہ ایسا ہمین لٹکا نہین آتا		وہ لٹ مین لٹک جانا کہ لٹکا نہین آتا
آئے تو گمان جاے نہ تا جی سے کوئی جاے		دلبر سے ہے دل تنگ کہ دل کھول کے لڑئیے
جب تک اوسے غصہ نہین آتا نہین آتا		پر دل پہ تو غصہ نہین آتا نہین آتا
قسمت ہی سے لاچار ہون اے ذوق وگرنہ		سب جلوۂ قدرت کی دکھاتی ہے یہ ہرچند
سب فن مین ہون مین طاق مجھی کیا نہین آتا		اس چشم کی پتلی مین نظر کیا نہین آتا
۱۰	۱۱	
مین ہجر مین مرنے کے قریب ہو ہی چکا تھا		مین یار کے پہلو کے قرین ہو ہی چکا تھا
تم وقت پر آپہونچے نہین ہو ہی چکا تھا		وان آیا عدو وصل نہین ہو ہی چکا تھا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

کسی رنج کش کو دیتا تو کچھ اوسکا سود ہوتا
دل سخت کاش کافر حجر الیہود ہوتا
تری بزم مین جو جلتا کہ تجھے بھی لو پہونچتی
جو لو مین تھا دل کو جلنا تو بلا سے عود ہوتا
لب نازکی اوسکا کیونکر کہو بار حرف اوٹھائے
کہ جو صدمۂ تبسم سے بھی مو کبود ہوتا
یہ حیات چند روزہ جو نہ سد راہ ہوتی
تو پھر ایک عرصہ گاہ عدم و وجود ہوتا
جو حسد کسیکو تجھپر ہوتو ہے یہ تیری خوبی
وہ ہین کیا جو زیر کف ہین یہ ہمیشہ سر بکف ہے
تری جان نثار کا سا نہین دست جود ہوتا
ترے در کی جبہ سائی اگر اشک اپنی کرتے
سر قطرہ پر ایک اثر سجود ہوتا
کوئی زہر نوش مجھ سا نہین ہو نجات ذوق دوزخ
شجر زقوم دوزخ مین بھی خشک رود ہوتا

غزلیات تصنیف ہر چند سرور ہنی

کسی جوہری کو دیتا قیمت سے سود ہوتا
در اشک سنگدل کو حجر الیہود ہوتا
کھلتا نہ راز پنہان ہوتی خبر کسے کب
دل جلتا جا کے گھر مرے معلوم عود ہوتا
گر بیٹھتا وہ مہ رو شب چاندنی مین جاکر
کیون بار سے نہ اوسکے رنگ تن کبود ہوتا
ہی زندگی کے باعث رنج و ملال و راحت
گر یہ نہوتے یکسان عدم و وجود ہوتا
ای یار و یار میرا نہ گر رکھتا مجھسے یاری
حاسد کے کیون حسد سے دل مین حسود ہوتا
مین نقد دل دون دیا حاتم تھا زر کو دیتا
ہمدست میرے اوسکا نہ وہ دست جود ہوتا
زاہد جو دیکھ پاتا چشمون سے پھر تو اوسکو
محراب طاق ابرو مین عزم سجود ہوتا
دل سوختہ ہون وہ کہ سیہ بختی سے مری
ہر چند کب یہ ہمرنگ آتش کا دود ہوتا

---

۱۲۵ مذکور تری بزم مین کسکا نہین آتا
پر ذکر ہمارا نہین آتا نہین آتا
جینا ہمین اصلا نظر اپنا نہین آتا
گر آج بھی وہ رشک مسیحا نہین آتا

۱۱ ہین ہجر مین سو غم گلہ کسکا نہین آتا
غمخواری کو اک بھی نہین آتا نہین آتا
دم کیون نہ رکے ہمدم اپنا نہین آتا
ہے درد دوا دینے مسیحا نہین آتا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

کرتا بیمار محبت کا مسیحا جو علاج
اتنا دق ہوتا کہ جینا اوسے مشکل ہوتا
ذبح ہونیکا مزا جانتا گر صید حرم
رکھکے خنجر پہ گلا آپ وہ بسمل ہوتا
گر سیہ بخت ہی ہونا تھا نصیبون مین مرے
زلف ہوتا ترے رخسار پہ یا تل ہوتا
آتا کیون مصر مین کنعان سے نکل کر یوسف
جذبۂ شوق زلیخا جو نہ کامل ہوتا
موت نے کر دیا ناچار وگرنہ انسان
ہے وہ خود بین کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا
دل گرفتون کی اگر خاک چمن مین ہوتی
تو جہان دیکھتے ہو غنچہ وہان دل ہوتا
آپ آئینہ ہستی مین ہے تو اپنا حریف
ورنہ یان کون تھا جو تیرے مقابل ہوتا
سینۂ چرخ مین ہر اختر اگر دل ہے تو کیا
ایکدل ہوتا مگر درد کے قابل ہوتا
ہوتی گر عقدہ کشائی نہ ید اللہ کے ہاتھ
ذوق حل کیونکہ مرا عقدۂ مشکل ہوتا

غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی

میری جانب سے گرہ پڑتی دل زلف مین گر
پنجۂ شانہ کو بھی کھولنا مشکل ہوتا
مرغ دل جانتا گر جان کو تن مین باقی
تہ خنجر ترے صیاد وہ بسمل ہوتا
جانتا مار کو ہے منہ مین لیے مہرہ مین
حلقۂ زلف رخ یار مین گر تل ہوتا
رشک خور کے نہ اگر حسن سے پاتا نسبت
ماہ گھٹ گھٹ کے تنزل سے نہ کامل ہوتا
ناصحا تو بھی اگر ہوتا کسی پر عاشق
مجکو کیا کہتا تو خود عشق مین قائل ہوتا
جیتے جی شعلہ رو گر آکے نہ ملتا مجھسے
مرنے پر بھی کبھی ٹھنڈا نہ مرا دل ہوتا
اپنی صورت سے کیا تو نے اوسے آشنا آپ
ورنہ آئینہ کا کیا منہ تھا مقابل ہوتا
قاصد احوال لکھا خط مین ہر لاخط کا جواب
کیا کہون کہتا جو کچھ کہنے کے قابل ہوتا
اچھی آسانی سے پہلے ہی یہ چھوڑی ہرچند
انتہا ترک محبت ہمین مشکل ہوتا

۹

جو نہ رنگ رنج و ماتم کا یہان نمود ہوتا
تو زمین نہ زرد ہوتی نہ فلک کبود ہوتا
جو نہ رنگ زرد عاشق تن پر نمود ہوتا
اے مہ رواد سکی غم مین فلک کبود ہوتا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی
نہ رکھتا پر نہ رکھتا منہ پہ دانا یہ مریض غم		پتا منہ کا نہین ملتا مگر آواز سنتے ہین
مگر تیرا میسر بوسۂ خال دہان ہوتا		لیون کا لیتے بوسہ ہم جو فی الواقع دہان ہوتا
جو روتا کھو لکر جی منگنائے دہر مین عاشق		اوسے آتا نظر گر قاتل از خم جگر میرا
تو جوئے کہکشان مین بھی فلک پر خون رواں ہوتا		تو چشم جوہر شمشیر سے بھی خون روان ہوتا
بگولا گر نہوتا وادیٔ وحشت مین اے مجنون		نہ پڑتا آبلہ گر سوز غم سے میری سینہ پر
تو گنبد ہے سے سرگشتون کی تربت پر کہان ہوتا		تو بجتا عشق کی شادی کا نقارہ کہان ہوتا
ترے خونین جگر کی خاک پر ہوتا اگر سبزہ		روان نجر ہوتا طفل اشک مردم آبی
تو مژگان کی طرح ہے اوسکے دائم خون چکان ہوتا		مرا یہ دیدہ گریان اک پلک گر خون چکان ہوتا
رکاوٹ دل کی اوس قاتل کی وقت ذبح ظاہر ہے		بلکھتا خوشخرامی پاے نازک یار کا کچھ حال
کہ خنجر ہے مری گردن پہ رک رک کر روان ہوتا		سر کاغذ قلم ہاتھون سے میرے کب روان ہوتا
نہ کرتا ضبط مین گریہ تو اے ذوق اک گھڑی تجھ مین		جو ہرچند دیکھتا رشک قمر کی میری لہری
کٹوری کی طرح گھڑیال کی غرق آسمان ہوتا		ستارون سے بحسرت اشک ریزان آسمان ہوتا
اس تپش کا ہی مزا دل ہی کو حاصل ہوتا	۱۳	آتش عشق سے گر سوز کچھ حاصل ہوتا
کاش مین عشق مین سر تا بقدم دل ہوتا		جوش مین آکے سر طپش نکیون دل ہوتا
آسمان درد محبت کے جو قابل ہوتا		شعبہ سوز جو پھل کے کہین قابل ہوتا
تو کسی سوختہ کا آبلۂ دل ہوتا		خوشہ انگور کا ہر آبلۂ دل ہوتا
چھوڑتا ہاتھ سے ہرگز نہ کبھی بسمل شوق		منہ مین گر اپنے زبان رکھتا مرا زخم جگر
دامن برق اگر دامن قاتل ہوتا		لب کشا وصف مین اے خنجر قاتل ہوتا
جبین پیشانی اگر تیری نہوتی زنجیر		حال دیوانگی لکھتا جو قلم تو یکسر
نالہ دیوانہ تھا جو پابہ سلاسل ہوتا		خط مسطر سے نہ کیون پابہ سلاسل ہوتا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

تا صاف کرے دل نہ مئی صاف سے صوفی
کچھہ سود و صفا علم تصوف نہین کرتا
دل فقر کی دولت سے مرا اتنا غنی ہے
دنیا کے زر و مال پہ مین لٹف نہین کرتا
پڑھتا نہین خط غیر مرا وان کسی عنوان
جب تک کہ عبارت مین تصرف نہین کرتا
کچھہ اور گمان گذرے نہ دل مین تری کافر
یاد اسلیے مین سورۂ یوسف نہین کرتا
ای ذوق تکلف مین ہے تکلیف سراسر
آرام سے وہ ہے جو تکلف نہین کرتا

نکلتا ضبط مین نالہ تو پھر ایسا دھواں ہوتا
کہ نیچے آسمان کے اک نیا اور آسمان ہوتا
ابھی کیا سرد قاتل یہ شہید تفتہ جان ہوتا
کوئی دم شمع مردہ مین بھی ہی باقی دھواں ہوتا
کہی ہے مرغ دل ای کاش مین زاغ کمان ہوتا
کرتا شاخ کمان پر اوسکی میرا آشیان ہوتا
عزاداری مین ہی کسکے یہ چرخ ماتمی جامہ
کہ جیب چاک کی صورت ہی خط کہکشان ہوتا
نہوتی دل مین گر کاوش کسی کی نوک مژگان کی
تو کیون حق مین مری ہر مو تن مثل سنان ہوتا

غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی

عارف ہی تو کر دل کو صفا لوث ہوس سے
بن عرفان کبھی علم تصوف نہین کرتا
ہی سیم بدن پاس کیا دور زر و مال
قارون کے خزانہ پہ بھی مین تف نہین کرتا
دل کا نہ کہون راز تصور مرے دل کا
جب تک دل دلبر پہ تصرف نہین کرتا
اوس حور کے ہی حسن کی اب مصر مین شہرت
مذکور کوئی خوبی یوسف نہین کرتا
تکلیف ملی عشق مین ہرچند لکھون کیا
لکھنے مین قلم سے بھی تکلف نہین کرتا

۱۱ جوآہ دل کا میرے وان نہ جمع کچھہ دھوان ہوتا
تو آشفتہ دماغ ہو کب یہ گردش آسمان کرتا
کوئی زیر زمین گر دفن تیرا تفتہ جان ہوتا
بجائے خاک سوز دل سے وان اڑتا دھواں ہوتا
شکار افگن نکیون صیاد کا تیر کمان ہوتا
ہمارا باغ مین ای باغبان گر آشیان ہوتا
ہو نظارہ سے خط مانگ سرمہ رو کی شرمندہ
نگون سر جون خط خورشید خط کہکشان ہوتا
جو بے گلرو کے گلشن مین پی گلگشت ہم جاتے
خراش دل کو خار گل نکیون مثل سنان ہوتا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

پنجۂ شانہ کو دیتا ہی فلک کب ناخن
جانتا ہے کہ یہ ہے عقدہ کشائی کرتا
دیکھتا اوس بت مغرور کا گر جاہ و جلال
کبھی فرعون نہ دعوائے خدائی کرتا
خاک آئینہ سے ہے نام سکندر روشن
روشنی دیکھتا گر دل کی صفائی کرتا
نہین گوش شنوا باغ جہان مین غافل
ورنہ ہر برگ سے یان نغمہ سرائی کرتا
بند آنکھین کیے جاتا ہی کدھر تو کہ تجھے
ہے ترا نقش قدم چشم نمائی کرتا
سوز دل کون بجھائے کہ نہین چشم مین اشک
پر ہے کچھ خون جگر کار روائی کرتا
بیٹھ رہیے تو قفس ہی عجب آرام کی جا
پر ہے بے چین ہمین شوق رہائی کرتا
ذوق اوس پای نگارین کا جو ہی وصف نگار
اشک خونین سی ہے کاغذ کو حنائی کرتا

غزلیات تصنیف ہرچند سرد ہنی

دسترس ہوتی کہان چھوڑی جو زلفون کی اسیر
پنجۂ شانہ سے گر عقدہ کشائی کرتا
دیتا اوس بت کو اگر کاش خدا کچھ قدرت
وہ نہ منظور خدا کی بھی خدائی کرتا
رکھتا آئینہ رو ہی دل مین غبار سر صورت
صاف ہوتا تو نکیون مجھسے صفائی کرتا
کون اس باغ مین وہ یاد مین جو محو نہین
ہر دم مرغ ہے یان نغمہ سرائی کرتا
چشم فتان کرے دکھلا کر ادا فتنہ گری
چشمک چشم ہے گو چشم نمائی کرتا
طفل اشک نہین سوز سے ہین ایسے
دل کے بہلانے کی کچھ کار روائی کرتا
مرغ دل ہوتے جو پابند بدام کاکل
کب سر لطف سے صیاد رہائی کرتا
ہاتھون مین دل مرا ہرچند نہ تھمتا تجھسے
اوسکا نظارہ اگر دست حنائی کرتا

وہ خون ہی جو مجھپہ تاسف نہین کرتا
مرنے سے مرے کون تاسف نہین کرتا
پر میرا جگر دیکھ کہ مین اف نہین کرتا
تھا دوست کہ دشمن ہوا وہ اف نہین کرتا
کیا قہر ہے وقفہ ہے ابھی آنے مین اونکے
آتا ہے بہت دیر مین جلدی سی جلا جاے
اور دم مرا جانے مین توقف نہین کرتا
ہے ظلم کہ رہنے مین توقف نہین کرتا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

دیکھ چھوٹون کو ہے اللہ بڑائی دیتا
آسمان آنکھ کے تل مین ہی دکھائی دیتا
لاکھ دیتا فلک آزار گوارا تھے مگر
ایک تیرا نہ مجھے درد جدائی دیتا
پنجۂ مہر کو خون شفقی مین ہر روز
غوطے کیا کیا ہی ترا دست حنائی دیتا
روش اشک گرا دینگے نظر سے اک دن
ہے ان آنکھون سے یہی مجکو سجھائی دیتا
مین ہون وہ صید کہ پھر دام مین پھنستا جاکر
گر قفس سے مجھے صیاد رہائی دیتا
کون گھر آئینہ کے جاتا اگر وہ گھر مین
خاکساری سے نہ جاروب صفائی دیتا
خوگر ناز ہون کسکا کہ مجھے ساغر مے
بوسۂ لب نہین بے چشم نمائی دیتا
منہ سے بس کرتے نہ ہرگز یہ خدا کی بندے
گر حریصون کو خدا ساری خدائی دیتا
دیکھ گر دیکھنا ہی ذوق کہ وہ پردہ نشین
دیدۂ روزن دل سے ہے دکھائی دیتا

نالہ بھی اوسے بیان درد جدائی کرتا
کام قاصد کا بھی یہ تیر ہوائی کرتا

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

جرخ پر مہر کو گر وہ نہ بڑائی دیتا
کیون زمین والون کو چھوٹا وہ دکھائی دیتا
گر خدا جان مری لیتا نہ دنیا مین تھا غم
پر صنم کی نہ مرے مجکو جدائی دیتا
پنجۂ گل کو نہ ہوتی کف افسوس کیون برگ
گر دکھائی یہ ترا دست حنائی دینا
موتیا بندہ ہی کہان چشم صدف بینا ہی
موتی ٹپ کھوتی جو کچھ اوسکو سجھائی دیتا
آکے پھر پھنستا نہ مین دام گہ ہستی مین
زیست کی قید سے اب جو وہ رہائی دیتا
خانۂ چشم نہ کیون ہوتا مکدر دیکھو
ترگان گرد اوسکو نہ جاروب صفائی دیتا
چتون چشم صنم دیکھتی گر چشم اوٹھا
بخدا ناز اوسے چشم نمائی دیتا
کرتے معلوم خدا کی نہ خدائی بندے
گر بتون کو نہ وہ اعجاز خدائی دیتا
دیکھتا کب کبھی حسن انکی ہرچند ہلال
حسن روز افزون جو مہ رو کا دکھائی دیتا

ترا اور شعلہ رو کیا سوز جدائی کرتا
خاک اوڑانے کے لیے آہ ہوائی کرتا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرمدھنی
لکھیو اوسی خط مین کہ ستم اوٹھہ نہین سکتا	۹	لکھتا دل بیمار ستم اوٹھہ نہین سکتا
پر ضعف سے ہاتھون مین قلم اوٹھہ نہین سکتا		ہاتھون مین ہے رعشا تو قلم اوٹھہ نہین سکتا
بیمار ترا صورت تصویر نہالی		بیٹھا ہی مری دل مین کہ جان لیکے اوٹھے گا
کیا اوٹھے سر بستر غم اوٹھہ نہین سکتا		کب اوٹھے اوٹھائے ترا غم اوٹھہ نہین سکتا
آتی ہے صدائے جرس ناقہ لیلے		حیران ہی مری حال کو سن خامہ لکھے کیا
صد حیف کہ مجنون کا قدم اوٹھہ نہین سکتا		بیٹھا سر کاغذ ہی قلم اوٹھہ نہین سکتا
جون دانہ روئیدہ تہ خاک ہمارا		دل حلقۂ تشویش مین پابست نہو کیون
سر زیر گران بار الم اوٹھہ نہین سکتا		رکھتا ہی سر بار الم اوٹھہ نہین سکتا
ہر داغ معاصی مرا اس دامن تر سے		مین یار کی نظرون سے گرا ایسا کہ دیکھو
جون حرف سر کاغذ نم اوٹھہ نہین سکتا		جون چشم سی گر قطرۂ نم اوٹھہ نہین سکتا
اتنا ہون تری تیغ کا شرمندۂ احسان		نازک ہی مرا نازنین ایسا کہ زبان سے
سر میرا ترے سر کی قسم اوٹھہ نہین سکتا		کھائے اوسے کیا بار قسم اوٹھہ نہین سکتا
پردہ در کعبہ سے اوٹھانا تو ہے آسان		اوٹھوا تی رقیب ہین کہ نہ تا بیٹھے مری پاس
پر پردۂ رخسار صنم اوٹھہ نہین سکتا		پر پاس محبت سے صنم اوٹھہ نہین سکتا
کیون اتنا گران بار ہی جو رخت سفر بھی		کیون بیٹھا ہی اس دار فنا مین نہین رہنا
اے راہرو ملک عدم اوٹھہ نہین سکتا		کیا چلنے کو توسوے عدم اوٹھہ نہین سکتا
دنیا کا زر و مال کیا جمع تو کیا ذوق		ہر چند اگر آپ کو تو سمجھے سخی ہے
کچھ فائدہ بے دست کرم اوٹھہ نہین سکتا		کیون ہر سخا دست کرم اوٹھہ نہین سکتا
نالہ اس شور سے کیون میرا دہائی دیتا	۱۰	اوس صنم کو جو خدائی مین دہائی دیتا
ای فلک گر تجھے اوچا نہ سنائی دیتا		ہی خدائی مین نہ کچھ اوسکو سنائی دیتا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

جکر دل دونون پہلو مین ہین زخمی اونسے کیا جانین
ادھر مارا تو کیا مارا ادھر مارا تو کیا مارا
دل سنگین خسرو پر بھی ضرب اسکی کوہکن پہونچا
اگر تیشہ سر کہسار پر مارا تو کیا مارا
گیا شیطان مارا ایک سجدہ کی نکرنے مین
اگر لاکھون برس سجدہ مین سر مارا تو کیا مارا
دل بدخواہ مین تھا مارنا یا چشم بد بین مین
فلک پر ذوق تیر آہ گر مارا تو کیا مارا

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی

مین پہلے مر رہا تھا تیر مژگان ہی کے مارے سے
ادھر اب مار مژگان ادھر مارا تو کیا مارا
شکم اوسکا جو ہاتھ آئی کسی کی دسترس کیا ہے
کسی نے دست حسرت ران پر مارا تو کیا مارا
دیا دربان نے جانے گھر مین کب بیم کرتی پا بوسی
جو سنگ آستان پر اوسکی سر مارا تو کیا مارا
تو ہار ہر چند دل اپنا نہ مارے تا یہ اورون کو
غضب ناک ہو کسی مفلس کو گر مارا تو کیا مارا

۶ اونسنے جب مال بہت رد و بدل مین مارا
ہمنے سر قتل کے جو رد و بدل مین مارا
ہمنے دل اپنا اوٹھایا اپنی بغل مین مارا
تیغا قاتل نے اوٹھایا اپنی بغل مین مارا
آنکھ سے آنکھ ہی لڑتی مجھے ڈر ہی دل کا
ترک چشم لیے ہاتھ مین ہی تیغ نگہ
کہین یہ جائے نہ اس جنگ و جدل مین مارا
دیکھیے کون جا اس جنگ و جدل مین مارا
دل کو اوس کا کل پیچان سے نہ بل کرنا تھا
پاکی کچھ زور و بل بل نہ کسی سے کیجے
یہ سیہ بخت گیا اپنے ہی بل مین مارا
رستم آخر کو گیا بل ہی کے بل مین مارا
چرخ بد بین کی کبھی آنکھ نہ پھوٹی سو بار
نجم قسمت کو نہ گردش ہو حلاجب چون قطب
تیر نالے نے ترے چشم زحل مین مارا
میرے مقسوم نے ہی زور زحل مین مارا
اوس لب و چشم پہ ہی زندگی و مرگ اپنی
ترک چشم کی کیا دیکھہ کماندار ی ہے
کہ کبھی دم مین جلایا کبھی پل مین مارا
کھینچ کر تیر پلک کا مجھے پل مین مارا
خوا پر نہوا میر کا انداز نصیب
در مضمون پہ ہر چند نہو دست رسی
ذوق یار دن نے بہت زور غزل مین مارا
غوطہ کیون تو نے دلا بحر غزل مین مارا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

اس شکل سے ہوا وہ طلبگار دید یار
صاف آئینہ کا دیدہ ندیدون مین مل گیا
حسن حسین ذوق وہ شے ہے کہ جس سے حُر
تھا گرچہ اشقیا مین سعیدون مین مل گیا

کسی بیکس کو اے بیداد گر مارا تو کیا مارا
جو آپ ہی مر رہا ہو اوسکو گر مارا تو کیا مارا
نہ مارا آپ کو جو خاک ہوا کسیر بنجانا
اگر پارے کو اے اکسیر گر مارا تو کیا مارا
بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا
نہنگ و اژدھا و شیر نر مارا تو کیا مارا
خطا تو دل کی تھی قابل بہت سی مار کھانی کی
تری زلفون نے مسکین باندہ کر مارا تو کیا مارا
نہین وہ قول کا سچا ہمیشہ قول دے دے کر
جو اوسنے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا
تفنگ و تیر تو ظاہر نہ تھا کچھ پاس قاتل کے
الٰہی پھر جو دل پر تاک کر مارا تو کیا مارا
ہنسی کے ساتھ یان رونا ہی مثل قلقل مینا
کسی نے قہقہہ اے بیخبر مارا تو کیا مارا
مرے آنسو ہمیشہ ہین برنگ لعل غرق خون
جو غوطہ آب مین تو نے گہر مارا تو کیا مارا

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی

دیکھے ہزار چشم سے مہ رو کو ہے فلک
ہر تار کا بھی دیدہ ندیدون مین مل گیا
ہر چند عید ہو گئی مہ وش کے آنے سے
منحوس دن تھا گو کہ سعیدون مین مل گیا

۱۲
کوئی عشاق اے بیداد گر مارا تو کیا مارا
جو مارا عشق کا ہوا وسکو گر مارا تو کیا مارا
جگر پر چوٹ کھائی جب مژگان کی ہی مٹھون سے
ترے جوڑے نے مکا دل پہ گر مارا تو کیا مارا
نہ مارا نفس امارہ کو کہ تھا جو مارنے قابل
اگرچہ تو نے مارا اور شیر نر مارا تو کیا مارا
کسی شوریدہ سر کو مارنا کھل کر تھا کاکل کو
کوئی پالستہ دل گر باندہ کر مارا تو کیا مارا
دوپٹا ڈال گوشہ دار سر پر اوڑھنی ناران ہو
جو طعنہ جدول قرآن پر مارا تو کیا مارا
وہ ضرب آئی ہی دل پر یک بیک جان ہو گئی مضطر
دو چار آنکھین نہ کین پھر تاک کر مارا تو کیا مارا
بہار اوسکی خزان ہو غم مین شبنم شب کو روتی ہی
چمن مین گل نے خندہ بے خبر مارا تو کیا مارا
یہ لائق تھا تو ہوتا جلوہ گر تاج سر پر
صدف مین اپنا سر تو نے گہر مارا تو کیا مارا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

سینہ مین بو الہوس کے بھی تھا آبلہ مگر
نشتر کا نام سنتے ہی مُنہ زرد ہو گیا
سو بار مر کے عاشق جانباختہ ترا
لڑنے کو پھر کڑا ارِ وشِ مرد ہو گیا
مجنون دشت گرد تھا مانند گرد باد
جب خاک اوڑائی بہنے تو وہ گرد ہو گیا
اوس صید تیر خوردہ کو تو نے کیا نہ ذبح
آخر تڑپ تڑپ کے یونہین سرد ہو گیا
وان رخ شگفتگی سے رخ زرد بن گیا
یان غم سے روے زرد گل زرد ہو گیا
پیر مغان کے پاس وہ دارو ہی جس سے ذوق
نامرد مرد مرد جوان مرد ہو گیا

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

رشکِ قمر کے وصف کو سُن سر کو تھا سوز
دیکھا جو حسن دیکھتے ہی زرد ہو گیا
یہ زال چرخ زن نہین ہی بلکہ مرد زن
زور رستم سے عاجز ہر مرد ہو گیا
جوش جنون سے الیسا مین صحرا نورد ہون
دیکھا جو گرد باد نے تھا گرد ہو گیا
کشتہ کو اپنے شعلہ رو اب دفن کیجیے
گرمی سے کچھ تڑپ نہین ہی سرد ہو گیا
وہ زرد رو ہون جا ڑون مین بیٹھا تھا دھوپ مین
سایہ سے مرے دھوپ کا رنگ زرد ہو گیا
ہر چند کشتہ سوز سے سیمین تنون کا ہون
کھایا وہ کشتہ جسنے مرا مرد ہو گیا

۱۳

گل اوس تنگھ کے زخم رسیدون مین مل گیا
یہ بھی لہو لگا کے شہیدون مین مل گیا
کیا جانے تیغ عشق کی لذت کو بو الہوس
گو خون تلخ وہ حلق بریدون مین مل گیا
گر بعد فقر پھر سگِ دنیا ہوا فقیر
کمبخت پاک ہو کے پلیدون مین مل گیا
دکھلا کے کہکشان سے فلک چاک سینہ رات
اوس ماہ وش کے سینہ دریدون مین مل گیا

۶

دل زخمی ہو کی زخم رسیدون مین مل گیا
رحمون سے خون روان ہی شہیدون مین مل گیا
کیا منہ سے مرغ دل کہے صیاد کا ستم
بسمل ہوا تو حلق بریدون مین مل گیا
تن کی خلاب مین ہی دُر دل پڑا ہوا
تھا بس نفیس و صاف پلیدون مین مل گیا
تیغ نگاہ یار سے مجروح ہوا جگر
جگر ارکھے کہ سینہ دریدون مین مل گیا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

تو کر دنیا نفس مردہ کو ہوا آب حیات
مر کے یہ سیماب پھر زندہ دوبارا ہو گیا

دانت یون چمکی ہنسی مین رات اوس مہ پارہ کے
مین نے جانا ماہ تابان پارا پارا ہو گیا

رشک سے اوس زلف کی کیا مشک ہی یکسر ہی خون
بلکہ جل کر سوختہ عنبر بھی سارا ہو گیا

ایک دم بھی ہمکو جینا ہجر مین تھا ناگوار
پر امید وصل پر برسون گوارا ہو گیا

ہے مقام زندگی زیر دم شمشیر مرگ
ہو گیا جس طرح کوئی دم گذارا ہو گیا

دل پہ زخمون کی ترقی سی ہوئی اور اک بہار
آگے تھا صد برگ یہ گل اب ہزارا ہو گیا

ظلمت عصیان سی میری ہو گیا شب یوم حشر
آفتاب حشر ہوتے نور تارا ہو گیا

دی شہادت نشہ کی سرخی سے چشم یار نے
خون رہا اپنا نہ پنہان آشکارا ہو گیا

ذوق اس بحر جہان مین کشتی عمر رواں
جس جگہ پر جا لگی وہ ہی کنارا ہو گیا

غزلیات تصنیف ہرچند سرد ہنی

جب سی مین نے کھیل کھیلا عشق کی چوسر کا ہی
نرد سان دل مر کے پھر زندہ دوبارا ہو گیا

جب نظر آیا مجھے وہ مصحف رخسار یار
پہلے دل سیپارہ تھا اب سو سو پارا ہو گیا

قاتلا کیونکر نہون مشکور تھا مین نیم جان
خنجر ابرو سے تیرے کام سارا ہو گیا

کھائے تھا بیٹھے دوا کو بھی دل بیمار کب
تلخ گالی پر ترے کھانا گوارا ہو گیا

کب گذر پایا ترے کوچے مین گذری جان ہی ہم
گذری جو ہمپر سو گذری پر گذارا ہو گیا

ناشگفتہ قبل صبح یہ گل خورشید تھا
بعد ازان خط شعاع سے گل ہزارا ہو گیا

جب کہ جا چمکا مرا وہان آتشین داغ جگر
آفتاب حشر ہوتے نور تارا ہو گیا

عشق تھا پردہ نشین کا پردہ دل مین چھپا
رونے سے بے پردگی ہو آشکارا ہو گیا

ہمکنار ہر چند ہوتا ہی کہان وہ بحر حسن
ہمکناری سے مری اوسکو کنارا ہو گیا

۱۲

آیا یہان نہ شعلہ رو بیدرد ہو گیا
گرمی شوق سے مرا دل سرد ہو گیا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

محکو ہر شب ہجر کی ہونی لگی جون روز حشر
مجھسے یہ کسدن کے بدلے آسمان لینے لگا
ہے جو غنچون کا چٹکنا اور گلیون کی ہی چٹک
یہ بلائین کسکی باغ ای باغبان لینے لگا
جسنے کی اس میکدہ مین بیعت دست سبو
وہ قدم تیرے بس ای پیر مغان لینے لگا
لیکے آئینہ جو دیکھی حسن کی اپنے بہار
اپنے بوسے آپ وہ غنچہ دہان لینے لگا
تیز جو کرنے لگا عشاق پر تیغ نگاہ
چشم کی گردش سے وہ کار فسان لینے لگا
حسن سی ہی تا دل آہن بھی گرم اختلاط
شمع کی گلگیر جو منہ مین زبان لینے لگا
موت اوسکو یاد کرتی ہی خدا جانی کہ گور
یون ترا بیمار غم جو ہچکیان لینے لگا
رات کو اے ذوق اوسکی نوک مژگان کا خیال
تن پہ ہر مو سے مرے کار سنان لینے لگا

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

یاد مہ رو مین سلایا کب جگایا رات بھر
بدلے بے مہری کی ماہ آسمان لینے لگا
سیر کرتے باغ مین اوس شعلہ رو کو دیکھکر
سانس ٹھنڈی سرد ہوکر باغبان لینے لگا
ہوگیا سرشار اوسکی چشم میگون دیکھکر
جام مے جب یار سے پیر مغان لینے لگا
مہک اوٹھی باغ جہان مین بوی گل سان بوی عشق
نام میرا جب کہ وہ غنچہ دہان لینے لگا
قتل کو اہل زمین کے تیز ہے تیغ ہلال
اپنی گردش سے فلک کا رفسان لینے لگا
لکھ سکا کس منہ سے خامہ یار کی دانتون کا وصف
اک قلم عاجز ہو دانتون مین زبان لینے لگا
کون میگون لب کی ساقی یاد اوسکو آگئی
وقت مے ریزی جو مینا ہچکیان لینے لگا
باغ مین ہر چند دیکھا کیا وہ رشک گل کہین
گل تن پر خار سے کار سنان لینے لگا

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

۱۱

شعلہ افشان سوز سی سینہ ہمارا ہوگیا
جوش سر اوٹھ کر گیا گردون پہ تارا ہوگیا
سنگ دل کے عشق مین دل سنگ خارا ہوگیا
سوز سے داغ جگر اوسکو شرارا ہوگیا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

سرد مہرون سے فلک ڈال نہ پالا کر بن آگ
نخل سر مازدہ کیطرح سے جل جاؤنگا
آنکھ سے اشک صفت مجکو گرا کر نہ سنبھال
مین نہین وہ کہ سنبھالے سے سنبھل جاؤنگا
تیسی فرہاد کو بتلاؤنگا کچھ عشق کی راہ
اب کے مین گر طرف دشت جبل جاؤنگا
گر پڑا آگ مین پروانہ دم گرمی شوق
سمجھا اتنا بھی نہ کمبخت کہ جل جاؤنگا
ہون وہ مشتاق شہادت کہ تری ہاتھ سے مین
پاے کو بان تہ شمشیر اجل جاؤنگا
کوچہ یار مین جاؤنگا تو مثل خورشید
پاس آداب سے مین سر ہی کے بل جاؤنگا
جنبش ہر گ صفت باغ جہان مین اے ذوق
کچھ نہ ہاتھ آئیگا تر ہاتھ کو مل جاؤنگا

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی

دل کہی بزم مین گر شب کو نہ آئی شمع رو
آتش شوق مین پروانہ سان جل جاؤنگا
نشہ ہی ساقیا بوسہ لب میگون کا مجھے
ہون وہ مخمور سنبھالے نہ سنبھل جاؤنگا
بر سر روئے زمین کب رہون پامالی کو
آب گریہ کہے بالاے جبل جاؤنگا
کہا تقدیر سے تھا خال نے گر مثل سپند
آتشین رخ پہ جو ڈالیگی تو جل جاؤنگا
جینے سے تنگ ہون بلائی سر نہ آئی تو اجل
آکے پھر کیا کرے مرے ہی اجل جاؤنگا
نقش پا تا کہ رقیبون کو نہ ہاتھ آئے مرا
یار مین یار کے گھر سر ہی کے بل جاؤنگا
سنگدل ہاتھون سے ہر چند نہ دھلوانا موجہ
سنگ ہاتھ سے ترے پاؤن کو مل جاؤنگا

۱۱

نام میرا جب زبان پر وہ جوان لینے لگا
بوسۂ لب کا مزا مین نیم جان لینے لگا
ہو خفا بولا کہ ٹوٹین ہاتھ آنکھین جائین پھوٹ
چھل کرے تب مین اوسکی چٹکیان لینے لگا
شوق بولا جا لپٹ ڈال ہاتھ کمر یار مین
جب اوٹھا وہ دونون ہاتھ انگڑائیان لینے لگا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرمدھنی
دلیران محبت کو خلش سی اوسکی مژگان کی		کہ کیون ہو ضعف مین بھی ہمکو دعوی پہلوانی کا
پس مردن لحد مین بھی ہی عالم جاہ رستم کا		قلم کرتا ہی میدان سخن مین کام رستم کا
خراش سینہ مین اک رہ گیا ہی ٹوٹ کر ناخن		مرا زخم جگر اچھا اسی سے ہوگا ای جراح
غلط ہی جو سمجھتے ہین کہ یہ پھاہا ہی مرہم کا		نہین ہی داغ دل سینہ مین پھاہا ہی یہ مرہم کا
اگر آتش مزاجون کو حسد ہو خاکساروں پر		نہو گر آدمیت ہی نفس سی اک نفس غافل
تعجب کیا کہ ابلیس لعین دشمن ہے آدم کا		خراب آدم کو کرتا ہے ہمیشہ نفس آدم کا
خط اوسکا وصل کی دولت کا ہی پیغام ای قاصد		نہوس مار دل اپنا تو کیون مارے ہی یار ہی کو
لگا قسمت سی نسخہ ہاتھ یہ اکسیر اعظم کا		مجرب نسخہ بتلاتا ہون یہ اکسیر اعظم کا
شہید ہے ذوق سینہ مین ہوئی ہین جسر تین لاکھون		جو ہمدم کی غم فرقت مین سر چندر رونا ہر دم ہے
مری جو آہ ہی گویا وہ ہے اک نخل ماتم کا		شب ہجران کو پھر کیونکر نہ سمجھون روز ماتم کا
مین کہان سنگ دل یار سے ٹل جاؤنگا	۱۲	چشم کا اشک کہے پلکون سی ٹل جاؤنگا
کیا وہ پتھر ہے پھسلنا کہ پھسل جاؤنگا		عین بارش مین چلون کیون نہ پھسل جاؤنگا
نالہ کہتا ہی کہ تا چرخ زحل جاؤنگا		دم کہے دم نہ لون تا چرخ زحل جاؤنگا
بلکہ مین توڑ کے اوسکو بھی نکل جاؤنگا		گور کا سینہ مین ہون مونھ سی نکل جاؤنگا
دل یہ کہتا ہی کہ تو ساتھ ہی لے چل مجکو		ساتھ سونے کو کہا بولا وہ یون آہو چشم
ورنہ مین جاکے وہان دیکھہ مچل جاؤنگا		کب پلنگ پر چڑھون نیچے ہی مچل جاؤنگا
مدرسہ مین بھی اگر جاؤنگا تو جاہی کتاب		قبر مین مرکے پڑھون قصہ غم چون مجنون
شیشہ بادہ لیے زیر بغل جاؤنگا		عیلی مجنون کو لیے زیر بغل جاؤنگا
دل کہی ہے کہ مجھے روزن سینہ سے نکال		گھر سے آئے نہ گر رشک چمن مین بھی ابھی
ورنہ خون ہوکی مین آنکھون سی نکل جاؤنگا		نکہت گل کی طرح گھر سے نکل جاؤنگا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

سر راہ فنا مین ہون مہیا سے سفر لیکن
بزنگ اشک مژگان منتظر ہون اک اشاری کا
خریدار اوسکی رحمت جنس عصیان کی ہی گر یہ ہے
چھڑک کر بیچتا ہون نفع پر سودا خساری کا
ڈھلکتا ہے مثال دانہ تسبیح کیون منکا
کہ جب ٹھہرا سفر دنیا سی کیا کام استخاری کا
فقط تار نفس کا ذوق خط جادہ کافی ہے
پیے عمر روان کیا چاہیے رستا گذاری کا

سجھڑ کنا کیا کہون سینہ مین اپنی آتش غم کا
کہ جائے تپہ ہی ہر داغ پر شعلہ جہنم کا
جہان مین عرصہ عشرت سی سوا وہ چند ہی غم کا
اگر ہو عید کا اک دن تو عشرہ ہے محرم کا
تسی عاشق کو ہی یون خوشگوار آب دم خنجر
مسلمان کو لگی جس طرح شیرین آب زمزم کا
بزنگ طوق قمری کوئی نکلے ہے نکالی سی
کمند گردن دل ہی جو حلقہ زلف پر خم کا
ترے رخسار کا پرتو پڑے گر عارض گل پر
کرے چشمک زنی خورشید پر ہر قطرہ شبنم کا
سیے جاتے ہین کس کی زخم اوس تیغ ستم کے
کہ یان کھلتا ہی نجیہ سوزن عیسا و مریم کا

غزلیات تصنیف ہر چند سہر دھنی

لیے ترک نگہ ہے تیغ برّان قتل کو دیکھو
ولے کچھ انتظار ہے اوسکو چشمک کے اشاری کا
دلا مانو کہا میرا ارے کب نفع کچھ اسمین
متاع حسن کیون لے مول سودا ہے خساری کا
بلا یا اوسنی جا جلدی نہ لی تو ہاتھ مین تسبیح
کرا ایسے کام مین ناکام کیا کام استخاری کا
ملون بحر حسن سی ہر چند مین قصر خیالی مین
ملے وان کب رقیبون کو کبھی رستا گذاری کا

۱۱

زبان جلجا کہون مجھ سے جو عالم آتش غم کا
کہ جسکے آگے سرد ہے آسمان شعلہ جہنم کا
دل نالان پڑھے کیونکر نہ ہر دم مرثیہ غم کا
کہ پیدا وہ ہوا جس روز عشرہ تھا محرم کا
ملے بوسہ لب تشنہ کو اوس چاہ ذقن کا گر
تو جون زہراب ہو تلخ اوسکو شیرین آب زمزم کا
دل سودا زدہ یکسر ہوا ہی پاے بند اوسمین
نبا ہے حلقہ جولان یہ حلقہ زلف پر خم کا
مرا وہ رشک گل جو بوی گل کا بار سمجھے ہے
کرے چشمک زنی خورشید پر ہر قطرہ شبنم کا
تن نازک پہ مثل کوہ گران ہو قطرہ شبنم کا
مرا پردہ نشین مین کیا کہون جو پاک دامن ہے
رکھے تر دامنی دامن قبائے تنگ مریم کا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرمدھنی
بجھنے کی دل کی آگ نہین زیر خاک بھی		روز ازل سے سوز جگر ہو گیا نصیب
ہوگا درخت گور پہ میرے چنار کا		باغ جہان مین گویا ہون نخل چنار کا
اوس روے تاب ناک پہ ہر قطرۂ عرق		اے گل چمن مین چل کہ چلے دور مے وہان
گویا کہ اک ستارہ ہے صبح بہار کا		آئی خزان کہ دور ہوا آخر بہار کا
اے ذوق گر ہے ہوش تو دنیا سے دور بھاگ		سیگون وہ چشم دیکھ کے ہر چند ہو دل
اس مے کدہ مین کام نہین ہوشیار کا		ہشیار رہنا کام نہین ہوشیار کا
مری طالع مین ہی کیا کام اے گردون ستاری کا	۱۱	نہین ہی دو دل کی آسمان مین کام تاری کا
چمک جانا ہی کافی آتش غم کے شراری کا		ستارا ہی چمکتا آہ سوزان کے شراری کا
اوتارا تو نے تو سرتن سے اس شامت کے ماری کا		کرے کیون مار ہی ہون مرا کال کی ماری کا
اری احسان مانون سر سے مین تنکا اوتاری کا		چڑھا ہی زیر دل ہر رگ عمل اوسکے اوتاری کا
ستاری دیکھکر ہوتی تمھارے گوشواری کا		کہون اے ماہ رو عالم کیا تیری گوشواری کا
کہین جھکو ملا یہ نور صدقہ اس ستاری کا		فزون ہی نور روشن مہر و مہ سے اس ستاری کا
جسے کہتے ہین بحر عشق اوسکی دو کناری ہین		دوپٹہ کی کناری تیری موج بحر آتش ہے
ازل نام اس کناری کا ابد نام اوس کناری کا		نہ کیون اخگر فگن ہر ذرہ ہو اوسکی کناری کا
ملے اکسیر گر اس کشتۂ خون ہی مین نہ لون ہرگز		مری کیا سیم تن کی حسن کو اوسنے کہین دیکھا
مری مذہب مین خون کرنا ہی کشتہ کرنا یاری کا		کہ جسکے ہول سے اب تک سفید ہے رنگ یار کے کا
نہ پکڑین دامن اکسیر گرداب بلا مین ہم		مری طوفان گریہ مین کہان ڈوبین ہین طفل اشک
کہ بہ تر ڈوب کر مرنے سے ہی جینا سہارے کا		کہ ہاتھ آیا ہی مژگان سے اونھین تنکا سہارے کا
مری منزل مین ہی ماہ سریع السیر وہ مہوش		جمال و حسن تو اوسکا ہی ماہ و مہر سے روشن
خواص اوسکا ہی گھر مین شمع دنون کی قطب تارے کا		مزاج اپنا رکھے غصہ مین پر مریخ تارے کا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرمدھنی
نفس بے مقدور کو قدرت ہو گر تھوڑی سی بھی		جان مضطر خاک بر سر سوز در دل چشم تر
دیکھ پھر سامان اس فرعون بے سامان کا		اور کیا سامان ہو تیرے بے سر و سامان کا
دیکھنا اے ذوق ہونگے آج پھر لاکھوں کے خون		لعل لب پر پہلے ہی اودی مسی تھی جا بستان
پھر جایا اوسنے لعل لب پہ لاکھا پان کا		خون دل پیتا ہی اور ہر چند کھاتا پان کا
ہنگامہ گرم ہستی ناپایدار کا	۱۱	عالم کہون کیا ہستی ناپایدار کا
چشمک ہے برق کی کہ تبسم شرار کا		جھونکا ہوا کا ہے یا چمکنا شرار کا
مین جو شہید ہون لب خندان یار کا		دیکھا کیا اوسنے سوز مرے دل مین یار کا
کیا کیا چراغ ہنستا ہے میری مزار کا		ٹپکے ہے اشک گرم چراغ مزار کا
ہو راز دل نہ یار سے پوشیدہ یار کا		دل صاف مثل آئینہ تھا گرچہ یار کا
پردہ جو درمیان نہو دل کے غبار کا		پر زنگ لگ گیا ہے اوسے کچھ غبار کا
ہو پاک دامنون کو خلش گر سے کیا خطر		پائے نہ خشک مغز بہار چمن سے فیض
کھٹکا نہین نگاہ کو مژگان کے خار کا		رنگین نہ مثل گل ہو کبھی تر دے خار کا
پوچھے ہے کیا حلاوت تلخ آبہ سر شک		بیماری جائے ہو دل بیمار کو شفا
شربت ہے باغ خلد بریں کے انار کا		اوس شیرین لب کا بوسہ ہی شربت انار کا
پہونچے گا تیرے پاس کبوتر سے پیشتر		آئے قرار گر ملے آب حیات وصل
مکتوب شوق اوڑ کے ترے بیقرار کا		ماہی کے مثل دل ہی تپان بیقرار کا
ہے عین وصل مین بھی مری آنکھ سوے در		آنکھون سے اک پلک نہین لگتی پلک کبھی
لپکا جو پڑ گیا ہے مجھے انتظار کا		دیکھین کیا اور دکھائے سمان انتظار کا
ہے دل کے داؤ گھات مین مژگان سے چشم یار		فتراک ہے ڈر اسمہ کا مژگان ہی تیغ ہے
کرتی ہے قصد تشنی کی اوجھل شکار کا		ہے عزم ترک چشم کو جب سے شکار کا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

بے سیاہی نہ چلا کام قلم کا اے ذوق
رو سیاہی سر و سامان ہی سیہ کاروں کا

ہو تو عاشق سوچ کر اوس دشمن ایمان کا
دل نکر جلدی کہ جلدی کام ہی شیطان کا

جھوٹ ہی جانوں کلام اوس رہزن ایمان کا
چومون منھ گر یار کا ہے مقتضا ایمان کا

پہن کر جامہ بھی وہ آئے اگر قرآن کا
چاہیے پاس ادب کرنا نکیوں قرآن کا

تو ہماری زندگی پر زندگی کی کیا امید
ایک دل ہی دلربا کو دل پہ صد ہا رنج ہین

تو ہماری جان لیکن کیا بھروسا جان کا
درحقیقت دینا دل کا یہ وبال ہی جان کا

جو دل پُر آرزو سے نکلا نالہ عشق مین
ہمدم مرنے کا اپنے غم نہ اک دم ہے ہمین

ایک پتلا تھا سراپا حسرت و حرمان کا
ہجر ہمدم سے ہے شکوہ حسرت و ارمان کا

بنگیا جوش محبت سے ہماری سینہ مین
سوز سے خون آتشین تن مین ہی اے ابر و کمان

ماہے دریاے خون جوہر تری پیکان کا
زہرہ آب ہو گل کی تیری تیر کی پیکان کا

جو فرشتے کرتے ہین کر سکتا ہی انسان بھی
اے سلیمان اوس پری کا حسن رشک حور ہے

پر فرشتون سے نہو جو کام ہی انسان کا
اوسکے آگے رتبہ کیا ہے خوبی انسان کا

یہ تپ غم کی ہی شدت اس ترے بیمار کو
ہے تپ ہجران کی گرمی آج گھبراتا ہی دل

یوم راحت بھی ہی حق مین اوسکی دن ہجران کا
اے طبیبو دو دوا گو روز ہے ہجران کا

اے اجل تکلیف مت کر کیا کریگی آن کر
چشم کی چتون دکھانی ناز سی چشمک ہی کیون

ہو چکا پہلے ہی مین کشتہ کسی کی آن کا
مر چکا جیتے ہی مین مارا ادا و آن کا

ہو سکے آلودہ دامن پاکدامن کس طرح
اے عزیز و ہوتی کیون رسوا زلیخا مصر مین

اے زلیخا چھوڑ دامن یوسف کنعان کا
گر نہ رکھتی عشق دل مین یوسف کنعان کا

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی

آنکھ کی پتلی سے آتا ہے نظر سب ہر چند
نور سے رتبہ سواد دیکھا سیہ کارون کا

دل ہوا شیدا مرا اوس دشمن ایمان کا
بد شعاری مین جو جان ہے دوست ہی شیطان کا

چومون منھ گر یار کا ہے مقتضا ایمان کا
چاہیے پاس ادب کرنا نکیون قرآن کا

ایک دل ہی دلربا کو دل پہ صد ہا رنج ہین
درحقیقت دینا دل کا یہ وبال ہی جان کا

ہمدم مرنے کا اپنے غم نہ اک دم ہے ہمین
ہجر ہمدم سے ہے شکوہ حسرت و ارمان کا

سوز سے خون آتشین تن مین ہی اے ابر و کمان
زہرہ آب ہو گل کی تیری تیر کی پیکان کا

اے سلیمان اوس پری کا حسن رشک حور ہے
اوسکے آگے رتبہ کیا ہے خوبی انسان کا

ہے تپ ہجران کی گرمی آج گھبراتا ہی دل
اے طبیبو دو دوا گو روز ہے ہجران کا

چشم کی چتون دکھانی ناز سی چشمک ہی کیون
مر چکا جیتے ہی مین مارا ادا و آن کا

اے عزیز و ہوتی کیون رسوا زلیخا مصر مین
گر نہ رکھتی عشق دل مین یوسف کنعان کا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرد ہنی
دیکھتا زہراب پیکان محبت کا اثر		دے ڈوبا کیونکر نہ سنبل ریزش آب روان
چشم اعمی بن گیا روزن ہر اک ناسور کا		حلقۂ گرداب ہے رخنہ مری ناسور کا
ذوق راہ عشق وہ کوچہ ہے جسکی خاک مین		یار کی نازک تنی ہرچند کیا موضوع ہو
ہے دُر تاج سلیمان بیضہ بیضہ مور کا		بار ہے سر پر اوٹھانا موے مژہ مور کا
ہم ہون اور سایہ ترے کوچے کی دیوارون کا	۹	حال گھر کا کہون اور کیا کہون دیوارون کا
کام جنت مین ہی کیا ہمسے گنہگارون کا		قید خانہ ہے یہ الفت کے گنہگارون کا
محتسب گرچہ دل آزار ہے مے خوارون کا		ساقیا دیکھنا آج حوصلہ میخوارون کا
دیجے اک جام تو ہے یار ابھی یارون کا		جام و مے ابر ہے اور مجمع ہی یان یارون کا
اتنا تو شور و فغان ہو کہ چمن مین بلبل		شب کو جو شعلہ رو بن چرخ کو دیکھون سمجھون
خرمن گل کی جگہ ڈھیر ہو انگارون کا		یہ ستارے نہین ہین ڈھیر ہے انگارون کا
چرخ پر بیٹھے رہا جان بچا کر عیسے		مر گئے سب کوئی آباد نہین ویران ہین گھر
ہو سکا جب نہ مداوا ترے بیمارون کا		تھا جو مشہور محلہ ترے بیمارون کا
ہو رگین حلق بریدہ کی ہماری خونبار		چشم تر کان سے ہی بارہ دری دان دیکھہ تو سیر
گر تماشا تجھے منظور ہو فوارون کا		وقت گریہ کی سمان ہوتا ہے فوارون کا
ہین کماندار ترے تیر مژہ تشنۂ خون		اے کماندار مرا گر نہ پیا میرے خون
مونھ کھلا رہتا ہی اسواسطے سوفارون کا		لکنت زبان سے کہ ہی مونھ لال کیون سوفارون کا
کیون نہ ہر تار مین سو دل ہون گرفتار کہ ہے		آفت جان دلا جان گرفتاری عشق
جلیخانہ ہے محبت کے گرفتارون کا		جان دے پیچھا چھٹے دل کے گرفتارون کا
دینگے جان بوسہ لعل نمکین پر ہم بھی		حسن نمکین کا مزا اپنے چکھاؤ ہمکو
جان نثاری ہے اگر شیوہ نمکخوارون کا		دھیان کر دل مین کہ یہ حق ہے نمکخوارون کا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی	غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی
دفن ہی جس جا پہ کشتہ سرد مہری کا ترے	زخم گل کا کب بندھی انگور شق ہوا ور زیاد
بیشتر ہوتا ہے پیدا اوان شجر کافور کا	کاش کے شبنم سے بھی مرہم بنے کافور کا
گر ترے فریادیون کے نامۂ پیچیدہ کو	میرے موند کی آہ وزاری سنکے ہو حیرت زدہ
لب پہ رکھکر پھونکیے پیدا ہو نالہ صور کا	اوگلی دانتون مین دبائی کیون نہ نالہ صور کا
تیری قامت سے جو ہو بر پا قیامت سرو پر	کیون نہ تمز لزل زمین شعر ہو مانند چرخ
کام ہے منقار سے فریاد قمری صور کا	ہے صریر خامہ مین وہ شور بانگ صور کا
عشق کے مکتب مین ہو فرہاد سب سے تیز ذہن	بعد مردن ہے خیال حسن تمکین گرہما
تین دن جائے اگر تعویذ میری گور کا	پائے لذت استخوان کھائے جو میری گور کا
بل بے وحشت اب تلک ہی شاخ آہو کیطرح	بعد مردن ہمنشین ہو میرا وان کوئی کہان
پیچ کھاتا ہے دھوان میرے چراغ گور کا	لب کشا باتون مین ہو مجھسے وہان گور کا
اس نزاکت پر نظر کرنا کہ وہ رشک پری	اک قدم دیکھے تو پران ہو پری کا شوس سر
بال بھی باندھی جو مستی پر تو زلف حور کا	ناز سے ہے عالم رفتار رشک حور کا
کھینچے مانی اوس پری کی کیونکہ تصویر کفک	کیون نہ ڈب جائے پری بھی اوسکی سایہ کرتے
جمع ہو جب تک نہ رنگ سرخ روئی حور کا	حسن ہی پر نور ایسا میرے رشک حور کا
حق تو یون ہے یہ انانیت عجب غماز ہے	قدرت حق کا تماشا ہے کہ حق کہتے ہوے
قصہ پہونچا یا زبان دار پر منصور کا	دار چڑھکر نام بد ناحق ہوا منصور کا
جھانکتے تھے وہ ہمین جس روزن دیوار سے	عمر بھر تڑپا کرے کاٹے جسے زنبور عشق
وائے قسمت ہو اوسی روزن مین گھر زنبور کا	نیش عقرب سے سوا ہے نیش اس زنبور کا
عشق نے ڈالی تھی جب قصر محبت کی بنا	عشق کے خادم ہوے ہم جسسے کچھ پایا نہین
کھدیا تھا کوہ کن بھی نام اک مزدور کا	حق خدمت یان ملکب ہی کسی مزدور کا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی

ای صنم کیا پوچھتا ہے حال اس رنجور کا
دل نہ اٹکائی کہین اللہ بے مقدور کا
لطف جاتا ہے سرود نالۂ پر شور کا
خون دل پیتا ہے یہ کھانا مجھے سیندور کا
وادی ظلمت مین اپنے دل کب ہی نور کا
مہر اک شعلہ سا ہے سو بھی چراغ دور کا
تیرے کوچہ مین تن لاغر ترے رنجور کا
اک غبار ناتوان ہے کاروان مور کا
باندھون مین مضمون جو اپنی شور بختی کا کوئی
ہو زمین شعر مین عالم زمین شور کا
مین وہ ہون نخچیر جسکو دیکھتا ہی وقت ذبح
دیدۂ حسرت سے حلقہ جوہر ساطور کا
تو ہو بعد از مرگ بھی گر ای محبت دستگیر
استخوان سے ہو مری دستہ تری ساطور کا
دل کا یہ احوال ہی غم سی ترے ای مست ناز
جیسے مرجھایا ہوا دانہ کوئی انگور کا
زخم میرا ہے وہ ایذا دوست خون رونے لگے
منہ سے گر جراح کے سن پائی نام انگور کا
تفتہ دل دہ ہون کہ میرے داغ سوزان کی لپک
گر مسہم سے اوڑھائے اثر کافور کا

غزلیات تصنیف ہر چند سرور ہنی

ہی غم ہجران سے غمگین دل مری رنجور کا
صبر کو باقی نہین ہے حوصلہ مقدور کا
بند دم کرتا ہے میرے گریۂ پر شور کا
بے سبب کیا نگ مین بھرنا اوسی سیندور کا
برق افگن جلوہ ہے اوس دیدۂ پر نور کا
جلتا ہی خور دیکھکر گو فاصلہ ہی دور کا
ایسا حال ناتوانی ہے ترے رنجور کا
استخوان تن ہے ہر اک شک کمر ہر مور کا
گر کرے کوئی مرا شیرین دہن ہنگام غسل
شیرین شربت سادہ کیون ہو آب بحر شور کا
گر تڑپتے دیکھ بائے تیغ نگہ کے شہید
خون دل سے پر ہو جام جوہر ساطور کا
کس طرح سے پھر طیوران مضامین ہون نہ ذبح
شاخ خامہ سے بنا دستہ مری ساطور کا
سرو قد کا دیکھ جھومر یہ ہوا یکسر خیال
سرو کے بالاے سر خوشہ لگا انگور کا
بے چلے سم باغ ہستی سے کل زخم جگر
لیک پایا زخم نے ہے کب ثمر انگور کا
تیرہ بختی کب شب تیرہ کی میرے دور ہو
گر فتیلہ ہو دے روشن صبح کے کافور کا

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرمدھنی
وہ ہون مین رہ نورد شوق میرے ساتھ جانا ہے		سبکرو ہو کر دن طی منزل راہ عدم ایسی
بہ رنگ سایۂ مرغ ہوا نقش قدم میرا		عیان روئے زمین پر ہو کہان نقش قدم میرا
نہو بے وقر ترک سجدہ ابلیس سے آدم		یہ جانا کوے جانان کا چھٹی جب چھوڑی جان تن کو
عدو کی سرکشی سے ذوق کب بے تہ ہو کم میرا		عدو کی ہو نہ غمازی ہے ہر چند عشق کم میرا
کہنے ہے خنجر قاتل سے یہ گلو میرا	۷	جو تفتہ آتش غم سے ہوا گلو میرا
کمی جو مجھ سے کرے تو پیے لہو میرا		تو قتل ہونے پہ آب ہے مجھے لہو میرا
نہ پہونچا گردن جانان تک اور ٹوٹ کی ہاتھ		نہ دیکھی آئینہ رو کی جو صورت تصویر
پڑا گلے مین مرے دست آرزو میرا		رکھے ہے چشم کو وا نقش آرزو میرا
سدا ملائک تسبیح خوان کو آئے رشک		ملک اوچھل کے کھڑا ہو فلک زمین پہ گر کے
جو مے کدہ مین سنین شور ہائے ہو میرا		جو پہونچے عرش تلک شور ہائے ہو میرا
عجب نہین ہے مری سوزش محبت سے		ہے شوخ رنگین ادا کا جو دھیان رنگ حنا
کہ تار شمع ہو ہر ایک تار مو میرا		حنا کے رنگ ہے رنگین ہر ایک مو میرا
بہ رنگ آئینہ چشم پر آب ہے میری		کہی ہے رو رو کے ہمچشمون آبرو پانی
گرا نہ اشک کیا پاس آبرو میرا		کیا نہ چشم نے کچھ پاس آبرو میرا
فلک کا رنگ جو اب تک سیاہ ہے اسپہ		ہین صرف نام کو مشہور تیرے محرم راز
پڑا تھا سایۂ بخت سیہ کبھو میرا		پڑا نہ ہاتھ ہے محرم پہ پر کبھو میرا
ہمیشہ مین ہون اسی داؤ گھات مین ذوق		اب آیا عہد زمستان ہے آرزو ہر چند
کہ رام ہو وہ غزال پلنگ خو میرا		بغل ہو گرم مری آئے شعلہ خو میرا
شوق نظارہ ہے جب سے اوس رخ پر نور کا	۲۳	اوس رخ روشن کو وہ جادہ ہوا ہے نور کا
ہے مرا مرغ نظر پروانہ شمع طور کا		باد غم سے بجھ گیا ہے دل چراغ طور کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سنہ ۸۷ عیسوی	آغاز دیوان موسومہ مخزن شوق	سنہ ۱۲۹۴ ہجری
ردیف الف نمبر ۱	بجواب غزلیات میان ذوق دہلوی	غزلیات ۳۹ ابیات ۱۹۴

غزلیات تصنیف ذوق دہلوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی
ہوا حمد خدا مین دل مصروف رقم میرا	۷	جبہہ فرسا نہ کیون ہر حرف ہو وقت رقم میرا
الف الحمد کا سا بن گیا گویا قلم میرا		کری سجادۂ کاغذ پہ سجدہ بھی قلم میرا
صراط عشق پر از بسکہ ہی ثابت قدم میرا		سراپا ناتوانی ہو چلے کیونکر قدم میرا
دم شمشیر قاتل پر بھی خوں جاتا ہی جم میرا		کہ پا روئے زمین پر نقش سا جاتا ہی جم میرا
ہوا یہ سینہ یکسر خار زار دشت غم میرا		ہوا ہے ہمدم موکیا راز دار عشق غم میرا
کہ آیا یا بنون آغشتہ ہو کر لب پہ دم میرا		کہ روکے اوسکو دل مین لب پہ آنے دی نہ دم میرا
وہ ہون مین گیسوی موج محیط اعظم وحشت		کہی ہے یون رگ جان سوز دل سی پیچ کھا کر
کہ ہی گھیرے ہوی روی زمین کو پیچ و خم میرا		کہ ڈالے پیچ غم مین زلف کو یہ پیچ و خم میرا
نشان بی رواجی گر دکھائے زور مٹ جائے		ملی سجدہ سے مجکو زاہدا ہمدولت عقبی
جھپک سی دیدۂ صراف کے نقش درم میرا		ہوا نقش جبین سی ہے عطا دام و درم میرا

اور علاوہ مع اسمائے ابیات مندرجہ بالا کے جو مطلع جات و مسدسات و مخمسات وغیرہ باقی رہے وہ بھی ذیل میں تحریر کیے جاتے ہیں

نمبر شمار	نام	تعداد	تعداد ابیات کی
۱۴	مطلع جات	۲۶۷	۱۱۷۰
۱۵	رباعیات	۵۳	۱۰۶
۱۶	مسدسات	۱۱	۶۶
۱۷	مخمسات	۲۰	۱۰۰
۱۸	مثلثات	۱۰	۳۰
۱۹	مستزاد	۶	۲۴
۲۰	رقعہ مشوقیہ طرف عاشق سے معشوق کو	۲	۱۰
۲۱	رقعہ مکشوفیہ عاشق کو طرف معشوق سے	۲	۱۰
۲۲	مثنوی نصیحت کودکان در باب تحصیل علم و ہنر	۱	۱۰۰
۲۳	چیستان	۴۶	۴۶
۲۴	مثنوی تعریف پنڈت منچھول صاحب	۱	۱۰۰
۲۵	قصائد	۴	۱۰۰
۲۶	بارہ ماسہ	۱	۱۲

علاوہ اسکے ایکبارہ ماسہ مندرج مثنوی موسومہ افسانہ غم کے ہے

۲۷	مناجات	۲	۱۰

علاوہ اسکے ایک مناجات مندرجہ مثنوی افسانہ غم کے ہے

۲۸ میزان مطلع جات و مخمسات وغیرہ بتواریخ ۱۹۶۰ ابیات اوپر تحریر ہو چکی ہیں

میزان کل ابیات مثنویات و دیوانہا و مطلع و مخمسات وغیرہ ۲۹۵۸۳ ۵ سات

اور علاوہ ان ابیات نظم اردو کی چار ورق نثر اردو کے تحریر کیے ہیں کہ ان میں حالات مندرجہ ذیل مندرج ہیں

ریل گاڑی — تار برقی

سڑک — مدرسہ و کالج

نہر گنگ و جمن — ڈاک خانہ

شفا خانہ

اگر ابتدا سے مشغلہ شعر گوئی کا برابر چلا آتا تو اب تک بکثرت ذخیرہ کثیر جمع ہو جاتا بحالت ملازمی سرکار انگریزی و رجواڑہ کے بقدر فرصت و محنت شبانہ روزی کے جو ہو سکا اسقدر ذخیرہ دولت پایدار و نامدار کا جمع کیا گیا ہے

نمبر شمار	نام دیوان	سال تصنیف کا	تعداد غزلیات	تعداد ابیات: دیوان	تعداد ابیات: تواریخ	تعداد ابیات: کل ابیات	کیفیت مختصر حال دیوانون کی
							قافیہ حسب غزلیات شاہ ظفر کی نہین رکھی گئی ہے اور نہ مقدار ابیات غزلون کی مطابق ہے یون تو ہر غزل مین دو چار قافیہ غزلیات جناب موصوف کی آگئی ہونگی اکثر غزلیات ترانہ مضمون عاشقانہ ہین اور علاوہ غزلیات کے دیگر مخمسات وغیرہ حسب مندرجہ ذیل ہین مستزاد — رقعات شوقیہ مسدسات — مخمسات مثلثات — مطلع جات رباعیات — مناجات بارہ مالنسہ — چیستان ایکدو قصیدہ — مثنوی مختصر
۱۳	مخزن شوق مجموعہ غزلیات سیان ذوق	۱۸۷۷ء	۱۱۹	۱۴۱۷	۲۰	۱۴۳۷	اس دیوان مین جواب غزلیات سیان ذوق دہلوی کا برعایت تعداد ابیات غزل اور قافیہ ہر ایک شعر کے لکھا ہے اور دیگر حالات مفصل دیباچہ مین مشروحاً و اطلاعاً مندرج کیے گئے ہین
	میزان کل ابیات دیوانہائے	+	۲۴۲۰	۲۱۸۱۴	۸۲	۲۱۸۹۶	

16/1/65

نمبر شمار	نام دیوان	سال سوی تصنیف کا	تعداد غزلیات	تعداد ابیات: دیوان	تعداد ابیات: تواریخ	تعداد ابیات: کل ابیات	کیفیت مختصر حال دیوانون کی
۹	گلدستۂ انجمن	۱۸۷۱ء	۴۲۷	۳۳۰۴	۴	۳۳۰۸	اس دیوان مین غزلیات اور پر غزلیات ناسخ صاحب و جناب شاہ ظفر و جناب میر تقی صاحب وغیرہ کے کہی گئی ہین مگر بالکل رعایت قوانی اشعار کی عمداً نہین ہوئی یون تو ہر غزل مین دو چار قافیہ بموجب قافیہ اونکی غزلون کے آئے ہونگے ✣
۱۰	بہار مشفقی بجواب غزلیات میر تقی	۱۸۷۲ء	۴۲۵	۴۰۵۷	۶	۴۰۶۳	اسمین جملہ غزلیات اور پر غزلیات جناب میر تقی صاحب ملک الشعرا دہلوی کے برعایت تعداد غزلیات و ابیات و قوافی ہر ایک کہ کہی گئی ہین ✣
۱۱	مرغوب طبیعت بجواب غزلیات میان جرأت	۱۸۷۴ء	۱۲۷	۱۲۸۷	۱۰۶	۱۳۰۳	اس دیوان مین جملہ غزلیات جوابی غزلیات میان جرأت لکھنوی کے برعایت تعداد غزلیات اور نیز ابیات اور قافیہ ہر ایک شعر کے ہین ✣
۱۲	دہلی سخن	۱۸۷۵ء	۴۲۷	۳۲۷۸	۸	۳۲۸۶	اس دیوان مین اگرچہ اکثر غزلیات اور پر غزلیات جناب شاہ ظفر دہلوی کے ہین مگر بمقدار قصداً جملہ اشعار کے

اب آگے دیوانون کا حال لکھا جاتا ہے خاص و عام کو آگاہ حالات سے کیا جاتا ہے

نمبر شمار	نام دیوان	سال تصنیف کا	تعداد غزلیات	تعداد ابیات: دیوان	تعداد ابیات: تواریخ	تعداد ابیات: کل ابیات	کیفیت مختصر حال دیوانون کی
۶	رشک گلشن	۱۸۶۳	۳۴۳	۳۲۹۲	+	۳۳۶۰	اس دیوان مین رقعات شوقیہ نظم اردو و مناجات و رباعیات و مطلع جات اور ایک دو قصیدہ وغیرہ ہے +
۷	شائستہ پاسخ بجواب غزلیات ناسخ	۱۸۶۹ء	۱۴۷	۲۱۸۴	۴	۲۱۸۸	سابق یہ دیوان ۱۸۶۲ء مین اوپر غزلیات ناسخ صاحب لکھنوی کے بموجب غزلیات مندرجۂ دیوان بہارستان سخن کے بنایا تھا مگر اوسمین مقدار غزلیات و ابیات اور قافیہ جملہ اشعار کا بموجب غزلیات صاحب موصوف کے تھا اب پھر ترمیم کر کر تعداد غزلون اور شعرون کی بر رعایت قوافی ناسخ صاحب کر رکھی گئی ہے باقی حالات مفصل دیباچۂ دیوان ہذا مین درج کیے گئے ہین +
۸	محبت منظر بجواب غزلیات شاہ ظفر	۱۸۷۰ء	۳۶۵	۲۹۲۷	۲۸	۲۹۵۵	جملہ غزلیات اس دیوان کی اوپر غزلیات جناب شاہ ظفر دہلوی بر رعایت قافیہ ہر شعر کے بموجب غزلیات جناب موصوف کے کہی گئی ہین اور اسمین اکثر غزلیات ترانہ و مضمون عاشقانہ ہین +

سچ ہی کہ لوہا کاٹھ کے ساتھ تر تا ہی اور پھولون کی صحبت سی تل کا جلیل بنتا ہی اونکے مضامین عالی پر میری طبیعت فرومایہ کیا نسبت رکھی مگر یقین ہی کہ میرا سخن بھی طبیعت سخنوران کو مزۂ فرحت بخشی اگرچہ میرا کلام ہمسر کلام ذوق کہان ہی مگر یہ بھی سپند آتش شوق جان ہے بقول ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ٭ اور سخنوران کو واضح ہو کہ اول جو شاعر تصنیفات غزل بطور خود کرتے ہین یہ مطلع جات وغیرہ کے مضامین حسب تجویز طبیعت اپنی کی لکھتے ہین تو میری نزدیک یہ امر چندان دشوار بہ نسبت اسکی نہین ہی کہ جو دوسرا شاعر جواب غزلیات کا برعایت قافیہ ہر ایک کی کہی خصوصًا مطلع جات مین تو کمال جانکاہی کرنی پڑتی ہی جب کچھ مضمون قابو سے موزون ہوتا ہی اور علی ہذا القیاس یہ ہی طور ہر ایک شعر کا ہی اسمین کمال تلاش اور سر دردی ہوتی ہی کہ تفکرات سی رنگ بدن پر زردی آجاتی ہی تو میری جان کا ہی اور دلسوز بھی سخندان انصاف ولحاظ فرماوینگے اور تحسین و آفرین سے نگذرینگے سہو وخطا لازمہ بشریت ہی اوسی سی بحکو بھی بریت ہی پر اجب میری دل کا اشتیاق ہو کہ مشہوری مین میرا یہ دیوان بھی شہرۂ آفاق ہو ٭

نمبر	نام مثنوی نظم اردو	سال عیسوی تصنیف کا	تعداد ابیات	کیفیت مختصر حال کی
۱	گلزار بیخار	۱۸۲۶ء	۵۶۱	اسمین حال تعمیر مکان گرجا گھر واقع قصبہ سیردھنہ اور نیز جلسہ جشن شادی و آمد صاحبان عالیشان انگریز بہادر و حال روشنی و ہنگامۂ رقص وغیرہ کا تحریر کیا ہی اور بیگم شمو نی بصرف زر کثیر تعمیر کرایا تھا۔
۲	ستم نامۂ مناسے	۱۸۵۵ء	۳۲۰	اسمین حال خرابی امنان پیایش ہی تصنیف اسکی حسب فرمایش ہی مضمون صاف سلیس ہی حسرت و رنج کا ہم جلیس ہے۔
۳	افسانۂ غم	۱۸۵۵ء	۱۴۰۰	اسمین حال قصہ روپ بسنت کا ہی درحقیقت افسانۂ غم ہی بوقت خواندگی ہوتی چشم نم
۴	نامۂ عشق	۱۸۵۶ء	۱۵۵۴	اسمین قصہ عشق بہرام گور بادشاہ اور حسن بانو پری کا ہی سرمایۂ جان فزائی و دلبری کا ہے۔
۵	کشف الحقائق	۱۸۵۷ء	۱۸۹۲ میزان کل ۵۷۲۶	اسمین نفسیہ حکایات ہین کہ بطور معما حقائق خیالات ہین۔

تصنیف غزلیات اور ترتیب دیباچہ وغیرہ سی سوائے صفائی کی بفضل خدا فراغت پائی کہ شوقِ دلی کی آرزو بر آئی اور آج تک مع اس دیوان کی آٹھ دیوان اور پانچ مثنوی بنائی اور تفصیل مفصل اونکی ذیل مین اندراج پائی اور منجملہ آٹھ دیوانون کی پانچ دیوان اوپر غزلیات اُستادان کے برعایت قافیہ ہر شعر اور بمقدار ابیات غزلیات کے تصنیف کیے کہ ذیل مین درج ہوئے ٭

نمبر	نام دیوان	بتعداد غزلیات	بتعداد ابیات دیوان	ابیات تواریخ	کل ابیات	سال عیسوی تصنیف کا	نام اوس اُستاد کا کہ جسپر غزلیات تصنیف ہوئی
۱	شائستہ پاسخ	۱۴۷	۲۱۸۲	۴	۲۱۸۸	۱۸۶۹ء	ناسخ صاحب لکھنوی
۲	محبت مظہر	۳۶۵	۲۹۲۷	۲۸	۲۹۵۵	۱۸۷۰ء	جناب شاہ ظفر صاحب دہلوی
۳	بہار شفقی	۴۶۵	۴۰۵۷	۶	۴۰۶۳	۱۸۷۲ء	جناب میر تقی صاحب دہلوی ملک الشعرا
۴	مرغوب طبیعت	۱۲۷	۱۲۸۷	۱۶	۱۳۰۳	۱۸۷۴ء	میان جرأت صاحب لکھنوی
۵	مخزن شوق دیوان ہذا	۱۱۹	۱۴۱۷	۲۰	۱۴۳۷	۱۸۷۷ء	میان ذوق صاحب دہلوی

اور اگر یہ دیوان میان ذوق کا جملہ ردیفون کی غزلیات سی پورا ہوجاتا بہت خوب ہوتا مگر بجز اسکی کیا کیجیے کہ حسرت دل پر لیجیے اور جناب سے صوف کا سوائے اس ایک دیوان ناتمام کی اور کوئی دیوان یا مثنوی ظاہرا مشہور نہین ہی اور اگر کہی ہون تو عجب بھی نہین اور مجکو طاقت اور لیاقت جو انوقت کی نہ تھی اس سبب سے یہ ایک بیت مقطع مندرجۂ دیوان ہذا نمبری ۵ حسب حال معلوم ہوئی ؎

لکھا کیون ہر چند جواب غزلیات ذوق ہے ٭ علم تجکو کب فصیحت کی فضیلت ہو تو ہو ٭

یقین ہے کہ مجکو فیض صحبت سخن ذوق کا میسّر ہوا اونکی ہمسایگی سے میر کلام بھی مشتہر ہو اُلصحبۃ مؤثر اثر فیض صحبت کی جناب شیخ سعدی شیرازی بھی تصدیق کرتے ہین کہ یہ چند اشعار اپنی کتاب گلستان مین تحریر فرماتے ہین ؎

گلی خوشبوی در حمام روزے ٭ رسید از دست محبوبی بدستم ٭ بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری ٭ کہ از بوی دلاویزِ تو مستم ٭ بگفتا من گلی ناچیز بودم ٭ ولیکن مدتے با گل نشستم ٭ کمال ہمنشین در من اثر کرد ٭ وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم ٭

اوسیکی سرگرمی آتش شوق سی اوبلتا آب فوارہ ہی تیغ غم سے گل صد برگ کا لخت جگر پارہ پارہ ہی کوہ گوگرانی سے قائمی ہی ہوا کو سبکی سی گردش دائمی ہی آب جو کو سرعت سی روانی ہی آتش کو سوز سے شعلہ افشانی ہی آگے کچھ حال اپنا لکھتا ہون ہر ایک کو آگاہ کرتا ہون کہ تخلص میرا بہ لفظ **ہرچند** و نام **ہرچندرائے** ہی مکان مسکن قصبۂ سردھنہ متعلقہ ضلع میرٹھ خوش فضائے ہی رائے سنگھ باپ کا نام ہی قوم اگروال سراؤگی مشہور عام ہی دیوان شیخ محمد ابراہیم صاحب دہلوی متخلص **ذوق** دیکھنے مین آیا اوسکو دیکھکر دل لوبھایا اونکا کلام کمال فصیح و رنگین و دلنشین ہی اور استواری مین سنگین متین ہی مضمون شعارون کا جان فرادل پسند ہی و نہایت عاشقانہ دردمند ہی ہر نقطہ دفتر معانی ہی ہر نکتہ کتاب سخندانی ہی طبیعت اونکی بحر مواج ہی سخن صفائی مین رشک مرمر و عاج ہی سو جان سی میری دل کو بھی شوق طبع آزمائی ہوا مگر کم استعدادی سی باعث رسوائی متصور کیا کہ کہان باز بلند پرواز ہوا اور کہان فرومایہ قاز و غلیواز ہو **ذوق** کی استادی پر مین خود قائل ہون اور طرز کلام پر مائل ہون مجکو کمال مشتاق سمجھکر دل نے اجازت دی جب جواب نویسی کی مبادرت کی کہ ایک مقطع غزل مندرجۂ دیوان ہذا نمبری ۱۱۱ کا حسب حال اس مقال کی ہی لکھا ہی جواب غزلیات **ذوق** ۔ تو **ہرچند** اس شوق کو آفرین ہی ۔ نام اس دیوان کا **مخزن شوق** رکھا ہی کہ اسمین جواب غزلیات **ذوق** لکھا ہی تعداد ابیات ہر غزل و قافیہ ہر شعر کا مطابق میان **ذوق** ہی اس امر کی رعایت سی عمدگی پر فوق ہی ہر صفحہ کی ایک جانب غزلیات **ذوق** لکھی ہی اور دوسری جانب اپنی غزل مندرج کی ہی کل غزلیات مسلم کہ جسکے مقطع جات مین تخلص **ذوق** مندرج ہی وہ لکھی گئی ہین اور جو غزلیات ناتمام کہ جسکے خاتمہ پر نام **ذوق** نہین ہی یا کہ وہ ابیات کہ جو پانچ سے کم ہین گو کہ منجملہ اونکی کسی شعر مین نام **ذوق** بھی ہی وہ سب چھوڑی گئی ہین اور کل اس دیوان مین ۱۱۹ غزلیات اور ابیات دیوان

تواریخ	کل	
۲۰	۱۴۳۷	۱۴۱۷

واقع ہین اور صرف سولھ ردیفون کی اسمین غزلیات ہین اونکی ہی لکھی جوابات ہین اور صاحب ممدوح و مغفور کا یہ امر کیا معلوم ہو کہ اس اپنے شمشیر سخن کو کسقدر عرصہ تک مصقل کیا ہو بندہ نے عرصہ ۲۰ روز مین یعنے ابتدائے ۲۲ ماہ جولائی ۱۸۴۱ء سے ۱۰ ماہ اگست سنہ صدر تک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیوان ہشتم موسومہ مخزن شوق

بجواب غزلیات میان ذوق

تصنیف ہرچندرائے متخلص بہ ہرچند

ساکن قصبہ سردھنہ متعلقہ ضلع میرٹھ

۱۸۶۷ء

دیباچہ

خدا عجیب کارساز ہی کہ قالب انسان کا بنایا طرفہ ساز ہی تار نفس سی نکلتا ترانہ خوش بیان ہی
مطرب روح بجاتا اوسکو بہ مضراب زبان ہی سخنون سی اوسکی شعبدہ ہین نکلتی ہر اک گہت عمدہ ہین
وہ ایسا صانع بی ہمال ہی کہ ہر صنعت کمالون سی مالا مال ہی کاخ آسمان کی ستارون سی سقف زرنگار بنائی
سراپا دست قدرت کی دستکاری دکھائی دیکھو مردمک چشم کو بظاہر تیرگی سیاہی ہی مگر باطن مین روشنی سے
نور بینائی ہی گرد کو کدورت آب کو صفائی دی ہوا کو سرعت آتش کو روشنائی بخشی ہر ایک شی مین
سیکڑون صنعت ہین اور صنعت مین نمایان قدرت ہین باغ دنیا مین اوسکی عشق کا عالم ہی
لالہ سوز سی رکھتا جگر پر داغ غم ہی تاک اوسکی عشق سی سرشار ہی گرتی پڑتی چمن مین چلتی مستانہ وار
ہی انار غم مین گریبان چون دیوانہ ہی چشم مین اشک خونین ہر دانہ ہی نرگس اوسکی تپ غم سی بیمار ہوا ہی
ضعف سی شاخ کی ہاتھ لیے عصا ہی اوسکی ہوا مین سنبل پریشان حال ہی کہ مثل زلف آوارہ سر کا بال ہی

به عون صناع مکین و مکافی فضل خلاق زمین و زمان

دوتمه بیست رس وحه نظم آرائی حلاوت آگین همطرح ذوق و شوق

گنجینه دیوان هشتم موسوم به

گنجینه ذوق

هم قافیه دهم بحر غزلیات حضرت ذوق

مصنفه

کرشمه خیال شاعر فکر بلند منشی هرچندر الصاحب تخلص هر چند رئیس سرده نه لفافیق

مطبع نامی منشی نولکشور زین بحسن و زیبائی مطبع هوا

نمبر صفحہ دیوان کا	شمار مصرعات	الفاظ غلط	الفاظ صحیح
۹۰	۱۶	نہیں لکھا گیا	ہو
〃	۲۰	بن کی	دستگی
۹۱	۱۲	اس تیغ نگہ	خنجر نگہ
〃	۱۷	نہیں لکھا گیا	کو
۹۳	۱۵	بحر	ہجر
〃	۲۰	چیرا	چھڑا
۹۷	۳	گی	یہ حرف زائد ہے
〃	۱۵	کیا	عجب
۹۸	۵	نہیں لکھا گیا	سے
〃	۱۴	گر	کر
۱۰۰	۱۰	نہیں لکھا گیا	نہ
۱۰۱	۶	شورش	سوزش
〃	۷	نہ	یہ
۱۰۲	۱۹	نیا	بھی تا
۱۰۳	۳	سنان	سمان
۱۰۷	۸	کانجلی	کیچلی
〃	۱۸	کہاے	کیا ہے
۱۰۸	۳	دور کو مرکز کو	دور کو مرکز سال
۱۱۰	۴	نہیں لکھا گیا	وہ
۱۱۱	۷	نہیں لکھا گیا	کی
۱۱۳	۱۷	نہیں لکھا گیا	نہ
۱۱۵	۲۰	غم ہے	خندہ
۱۱۶	۴	کی	فی
〃	۶	بنا ہے	بنائی
〃	۷	زور	روز
〃	۹	زیبا ہے	رہتا ہے
۱۱۷	۳	گہر	کر
〃	۱۸	بڑھنا	پڑھتا
〃	۲۰	قلقل	فلفل
۱۱۹	〃	گر	کر

نمبر صفحہ دیوان کا	شمار مصرعات	الفاظ غلط	الفاظ صحیح
۱۱۹	۱۰	اول	اون
〃	۱۴	نگری	نگرے
۱۲۰	۲	پرا	پڑا
〃	۳	کیا	گیا
۱۲۱	۱۳	نرکھتا ہون	رکھون کب
〃	۱۴	انجام	آخر
۱۲۲	۶	قضا	خدا
۱۲۳	۳	نگہ	چتون
〃	۱۶	نہیں لکھا گیا	یہ
۱۲۴	۱۲	نہیں لکھا گیا	ی
۱۲۵	〃	نہیں لکھی گئی	ہی
۱۲۹	۱	۹- اس غزل نمبری ۱۰ کی سوائے مطلع اور مقطع کے سب اشعار ابیات فوق سے پیش پیش تحریر ہو گئی ہیں لہذا نمبر شماری اشعار مصنف پر ڈالی گئی ہے	
۱۳۰	۳	نار	یار
۱۳۱	۷	بہرگت	پھر کب
۱۳۳	۹	ہوا ہون	موا ہون
۱۳۸	۱۰	تمکو	ہمکو
۱۳۹	۱۷	دہ	نخش
۱۴۳	۱۳	نہیں لکھا گیا	نہ
۱۴۷	۷	کب	جب
〃	۱۸	پانی	دریا
۱۴۸	۹	سوز	شور
۱۵۱	۱۵	کیا	کہا
〃	۲۰	سوزش	شورش
۱۵۲	۱	کی	سے
〃	۸	میری	تیری
۱۵۶	۱۵ سطر	شبنم نامہ آفتابی	ستم نامہ ہنای
〃	〃	شمع گلشن	نامہ عشق وغیرہ

فہرست الفاظ غلط و صحیح دیوان مخزن شوق

نمبر صفحہ دیوان کا	شمار مصرعات	الفاظ غلط	الفاظ صحیح
۲ دیباچہ	۹ سطر	لکھنے سے رہ گیا	مین
۳	۱۲ سطر	۱۱۱ نمبر	۹۹ نمبر
۶	۱۰ سطر	لکھنے سے رہ گیا	نہ
۷	۱۱ سطر	لکھا نہین گیا	شعر
۱۱	اول مصرعہ	حو	ہو
〃	۱۵	میری	تیری
۱۲	اول مصرعہ	میری	تیری
〃	۸	رشک شمر ہر مور کا	رشک کمر مور کا
۱۷	۱۸	ستا	رستا
۱۸	۷	خیالی	حبابی
۲۲	۱۴	ہوتی	ہوبی
〃	۷	بیٹی	میٹھی
۲۷	۱۲	خار مژگان جونہ	گر نہ دست مزہ
۲۸	۸	نہین لکھا ہے	ی
〃	〃	تی	بھی
۲۹	اول مصرعہ	نہین لکھا ہے	کو
〃	۱۲	کرتا	ہوتا
〃	۲۰	جائی	جاتی
۳۳	۷	دل	دن
〃	۱۴	جانا	جاتا
〃	۱۵	گرنہ	گر یہ
۳۹	۱۴	چشم	جسم
۴۲	۴	فنا	قبا
۴۳	۸	دیکھہ	دیکھا
۴۴	۲۲	لکھا نہین گیا	کا
۴۸	۶	سہر	شہر
〃	۱۹	جو وہ ملی	وہ دل ملی
۴۹	۳	پر	پری
۵۲	۱۰	چوم لون پہلے	چومون تا

نمبر صفحہ دیوان کا	شمار مصرعات	الفاظ غلط	الفاظ صحیح
۵۵	۱	میرا	زائد لکھا گیا ہے
〃	۷	نہین	ہو نہین
〃	۱۸	گھر ہو	کر نہ
〃	۱۹	جو	زائد ہے
۵۶	۵	م	زائد ہے
۵۸	۱۱	وہ	زائد ہے
۵۹	۱۴	یہ	سے
〃	۱۸	لکھا نہین گیا	کیا
۶۱	۸	ہوا	ہو
۶۲	۲۰	نہین لکھا گیا	نہ
〃	〃	چھاتی	چھانی
۶۴	۱۸	نہین لکھا گیا	کہ
۶۵	۷	نہین لکھا گیا	سا
۶۶	۱۸	دامن	دامان بلحاظ قافیہ کا ہے
۶۷	۲	چشم	جسم
۶۸	۹	گر آئی	کھڑا ہے
۷۰	۷	نہین لکھا گیا	مین
۷۴	۱۱	نہین لکھا گیا	مین
۷۷	۹	سے میرا	کی ہوئی کیا
۷۸	۱۱	جو ہاتھہ	چھوا نہ
۸۰	۱۴	نہین لکھا گیا	ی
۸۱	۴	سیگر	پی گر
〃	۱۵	یارو	یار
۸۷	۸	ہو بہو	مو بمو
〃	۱۲	رنگ	زنگ
۸۸	مصرعہ اول	رکھا	رکھنا
〃	۶	نکل	نگل
۸۹	۵	نہ	یہ
〃	۱۴	سے	ی

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب موجود ہین شائقین کو فہرست مطول سے جو علیحدہ موجود ہے اور درخواست کرنے سے مل سکتی ہے اور معلوم ہو سکتا ہے کہ قیمت اس سال مین نہایت ارزان مقرر ہوئی ہے ہم صرف کتب و دواوین اردو و فارسی و کلیات و دواوین فارسی کی کچھ کتابین ذیل مین درج کرتے ہین۔

کتب و دواوین اردو و فارسی

بہارستان سخن۔ اردو ناسخ و آتش و آبادی کی نہمطرح غزلین سہ مصرع۔

دیوان گویا۔ تصنیف فقیر محمد خان گویا شاگرد خواجہ وزیر بعنوان نو۔

کلیات صنعت۔ کلام شاعر مستند سیان کریم الدین صنعت مراد آبادی۔

دیوان رند۔ تصنیف نواب سید محمد خان بہادر لکھنوی شاگرد آتش۔

کلیات ناسخ۔ کلیات شیخ امام بخش ناسخ ہے دیوان حوض و حاشیہ مین۔

کلیات آتش۔ تصنیف خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی۔

کلیات نظام۔ اردو یہ کلیات بلاغت نکات از کلام معجز نظام جناب نظام الدولہ نواب محمد سر دانشلی خان بہادر نظام ہے۔

کلیات نظیر اکبر آبادی۔ اسمین مخمس و مسدس و دیگر نظم ہین۔

دیوان فدا۔ یہ نہایت عمدہ دیوان تصنیف مولوی فدا حسین صاحب۔

گلدستہ امانت۔ مخمسات امانت شاعر لکھنوی کے

دیوان اسیر۔ منشی مظفر علی صاحب اسیر شاعر نامور۔

کلیات ذکی۔ ملک الشعرا امید علیخان مرحوم ذکی کی تصنیف۔

دیوان قاتل۔ تصنیف جناب منور خانصاحب قاتل ہمپایہ آتش و ناسخ۔

کلیات امیر اللہ تسلیم۔ نام تاریخی نظم ارجمند تصنیف منشی امیر اللہ صاحب تسلیم شاگرد رشید نسیم دہلوی۔

دیوان ذوق۔ کلیات سید ابراہیم دہلوی متخلص بہ ذوق۔

منتخبات میر درد و سودا۔ واسطے مدارس اودھ کے طبع ہوا۔

کلیات میر مسلم الثبوت۔ استاد کا کلام ہر بعد نظر ثانی مکرر طبع ہوا۔

دیوان صادق۔ مصنفہ حاجی عبد الحق صاحب

کلیات ظفر۔ ہر چہار جلدیہ مجموعہ دیوان ظفر مشہور ہے۔

گلدستہ نعت۔ از محمد واجد علیخان قصائد مدحیہ

سرور کائنات تصنیف مولوی جمیل الدین احمد صاحب۔

دیوان لطف۔ یہ عمدہ دیوان اردو پاکیزہ و دلچسپ ہے۔

مجمع الاشعار۔ مجموعہ کلام اساتذہ قدیم و حال ہے

دیوان نیاز۔ تصنیف شاہ نیاز احمد مرحوم اردو و فارسی

کلیات مومن۔ نہایت پاکیزہ و لاثانی کاغذ نیچھیا ہے

کلیات مومن خان۔ ایضاً خانی جدید۔

چمن بے نظیر۔ مجموعہ کلام شعرائے قدیم۔

دیوان اسیر۔ مسمی بمراۃ الغیب تصنیف منشی میر احمد صاحب اسیر۔

دیوان غالب دہلوی۔ اردو کی مرتبہ مختلف مقامات مین طبع ہوا اور پھر خریداروں کی خواہش باقی رہی آخر کار اس مطبع مین منقول مطبوعہ مطبع نظامی سے طبع ہوا۔

دیوان جرار۔ مشہور شاعر مرزا حسین بیگ متخلص بہ جرار۔

دیوان شہیدی۔ مشہور شاعر کا کلام ہے۔ ایضاً۔ طبع جدید۔

دیوان قلق بہ نظم عشق۔ نام تصنیف خواجہ اسد علی خان قلق۔

بہار سالک۔ ایک دیوان عمدہ نتیجہ طبع مرزا قربان علی بیگ خان متخلص سالک ہے۔

ہفت خوان منظوم۔ تصنیف مولوی عبد الاحد صاحب۔

مثنوی زینت انجمن۔ در مدح نواب غوث محمد خان والی جاورہ۔

Mukhyaar Shoren

INDIAN INSTITUTE

به عون صناع مکین و مکافی فضل خلاق زمین و زمان

دوم بر بیش رس و حوصله نظم آرائی حلاوت آگین همطرح ذوق و شوق

کیفیے دیوان هشتم موسوم به

مخزن شوق

هم قافیه دوم بحر غزلیات حضرت ذوق

مصنفه

کرشمه خیال شاعر فکر بلند منشی امرچندر اصاحب مخلص به حقیر رئیس دهلوی

مطبع نامی منشی نول کشور مزین بحسن زیبائی مطبع هوا

Makhzan-ĕ-shauq.

16. E. 85.

Indian Institute, Oxford.
The Lucknow Sparks Library.
Presented
by
Munshi Newul Kishore.

